لوگوں کے بدلتے احوال کے متعلق نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیاں
عربی متن مع اِعراب، ترجمہ، تخریج، تشریح اور حکمِ حدیث سے مزیّن

ایک زمانہ ایسا آئے گا

تصنیف
علامہ مفتی محمد احسن اویسی
مدرس و مفتی دار العلوم حنفیہ غوثیہ، طارق روڈ کراچی

نام کتاب : ایک زمانہ ایسا آئے گا

مصنف : علامہ مفتی محمد احسن اُویسی (مدرس ومفتی دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، طارق روڈ کراچی)

دار الافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی

ناشر :

تعداد :

ہدیہ :

ملنے کے پتے

فہرست

عرضِ مصنف

"ایک زمانہ ایسا آئے گا" کے عنوان سے ایک رسالہ نظر سے گزرا مگر ان میں چند احادیث مبارکہ تھیں۔ میں نے اس قسم کی مزید احادیث کو جمع کرنے کا فیصلہ کیا۔ بحمد اللہ 180 سے زائد احادیث کا مجموعہ تیار ہوا۔ اس کے علاوہ جو اس کتاب کی خصوصیات ہیں وہ منہج میں بیان کی جائیں گے۔ اللہ تعالی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

اظہار مسرت

اس کتاب کو "ورلڈ ویو پبلشرز، اردو بازار، لاہور" شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ جو کہ اہل سنت کے معیاری اداروں میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔

آمین

محمد احسن اویسی

کلماتِ تشکر

جن عظیم ہستیوں نے اس تحریر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اپنا قیمتی وقت عنایت فرمایا، اپنے نایاب مشوروں سے نوازا، کثیر احادیثِ مبارکہ کی تصحیح فرمائی۔ میں ان تمام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔

(1) استاذ العلماء مفتی خالد کمال صاحب (استاذ تخصص فی الفقہ، دار العلوم نعیمیہ کراچی)

(2) مفتی محمد امین سعیدی صاحب (نائب شیخ الحدیث، انوار العلوم ملتان)

(3) مفتی محمد فاروق خاصخیلی صاحب (رئیس دار الافتاء، دار العلوم محمدیہ غوثیہ، کراچی)

برائے ایصالِ ثواب

میرے دادا ملک نظام دین آرائیں مرحوم۔ میری دادی تاجاں مائی مرحومہ۔ میری نانی آمنہ بی بی مرحومہ۔

اللہ ان کو اور جمیع مسلمین و مسلمات کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ اور قبر، حشر اور آخرت کی منزل آسان فرمائے۔ آمین۔

انتساب

بندہ ناچیز اپنی علمی کاوش کو اپنے والد محترم عزت مآب جناب حافظ محمد اسلم آرئیں اور اپنی دونوں ماؤں کے نام منسوب کرنے کو اپنے لئے باعثِ سعادت اور صد عزت وافتخار سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے مجھے دین متین کی خدمت کیلیئے اللہ تعالی اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا اور جن کی دعائیں وعطائیں ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہیں۔

اس کے ساتھ میں اپنے درسِ نظامی کے استاذ حضرت علامہ مولانا مفتی لیاقت حسین مظہری مد ظلہ العالی (صدر مدرس: جامع العلوم مرکزی عید گاہ، خانیوال) کی بارگارہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ہمارے تمام اساتذہ کرام کو صحت وسلامتی کے ساتھ دینِ متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین۔

میری کتاب کا منہج

1. جتنی بھی احادیث ہم نے ذکر کی ہیں، ان کو بطورِ ترغیب وترہیب، فضائل اور مناقب ذکر کیا ہے نہ کہ احکام کے لئے بطورِ استدلال کہ ان کے لئے حدیث صحیح یا حسن وغیرہما کی ضرورت پڑے۔

2. ہم نے حکم لگانے میں محدثین اور ان کے بیان کردہ احکام کی اتباع کی ہے۔اپنی طرف سے کسی بھی حدیث کا حکم نہیں لگایا۔

3. علامہ ہیثمی رحمہ اللہ تعالی احادیث کے راویوں پر جرح اور تعدیل بیان کرتے ہیں، مثلاً ابن لھیعہ ضعیف ہے۔ تو اس حکم کی وجہ سے صرف اِسی سند سے حدیث ضعیف قرار پائے گی۔ اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی فضائل میں معتبر ہے اور حجت ہے۔ مگر عوام اس "ضعیف" حکم کو پڑھ کر اس حدیث کو موضوع، من گھڑت اور نا قابلِ قبول تصور کرے گی، لہذا ان کو اس شبہے سے بچانے کے لئے ہم نے لفظ" قابلِ عمل " لکھ دیا۔ اور حاشیے میں مکمل تفصیل بیان کر دی۔

4. اسی طرح حدیث کے راویوں میں ایک راوی ثقہ ہے، دوسرا صحیح ہے۔ تو ایسی صورت میں بھی ہم نے اپنی طرف سے اس حدیث کو " صحیح " یا پھر "حسن" قرار نہیں دیا بلکہ " قابلِ عمل " لکھا اور حاشیے میں تفصیل بیان کر دی۔ کیونکہ وہ حدیث کم از کم فضائل میں تو یقیناً معتمد ہے۔

5. اسی طرح اس کتاب میں متروک اور منکر روایات چند ایک ہیں جن کو ہم نے "قابلِ عمل" قرار دیا: کیونکہ متروک اور منکر متقدمین اور بالخصوص امام اہل سنت امام احمد رضا قادری کی تحقیق عمیق کے مطابق فضائل وغیرہ میں معتبر ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری دوسری کتاب " وہ ہم میں سے نہیں" کے مقدمے میں ملاحظہ فرمائیں۔

6. جامع الحدیث، الجامع الکبیر، الجامع الصغیر اور الفتح الکبیر یہ چاروں کتب امام سیوطی کی ہیں، انہوں نے احادیث کے احکام کے لئے شروع میں منہج بیان کر دیا ہے، تو ہم نے اسی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احادیث کے احکام بیان کیے۔

7. اسی طرح ہم نے معاصر حضرات کی تحقیقات کے مطابق احادیث کے احکام بھی درج کیے ہیں، مثلاً شیخ نور الدین عتر وغیرہا

8. جس حدیث کے متعلق حکم کی صراحت موجود نہ ہو اور موضوع بھی نہ ہو تو دیگر شواہد کی وجہ سے اسے "قابلِ عمل" میں شامل کیا۔

9. صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی احادیث حکم کے بغیر ذکر کی گئی ہیں۔

10. جہاں ترجمہ کے ساتھ تشریح کی ضرورت پڑی تو بقدر ضرورت تشریح بریکٹ میں یا تشریح کے عنوان میں بیان کر دی۔ احباب کے بار بار اصرار پر فقیر حقیر نے ہر حدیث کی شرح کی ہے، جبکہ فقیر اس قابل ہر گز ہر گز نہیں ہے، لہذا ترجمہ یا شرح میں غلطی ہو تو وہ مجھ عاصی کی طرف سے کم علمی اور غلطی فہمی تصور

کی جائے، اور جو ترجمہ یا شرح صحیح ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نظرِ کرم سمجھی جائے۔

11. فہرست میں ابواب بندی کی گئی ہے اور اس کے بعد ہر حدیث کو اس کے مناسب مختصر عنوان کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں حکمِ حدیث کا منہج

اس سے پہلے ہم اپنا منہج اور اسلوب بیان کر چکے ہیں مگر یہاں خاص "حکمِ حدیث" کے متعلق چند ایک باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث مبارکہ کے احکام بیان کرنے کے سلسلے میں ہم نے ہر راوی کو دیکھنا اور نئے سرے سے تحقیق کرنا یا جن کا حکم محدثین نے بیان کر دیا ہے ان کی تحقیق کرنا یا امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتب میں جو منہج اختیار کیا ان سے نقل کردہ حکم کی تحقیق عمیق کرنا یا جن محدثین کے متعلق حکمِ حدیث کے بیان میں تساہل کا الزام ہے ان سے نقل کردہ احادیث کی تحقیق کرنا وغیرہا سے ہم نے گریز کیا ہے: کیونکہ اس کی ضرورت تب ہوتی کہ جب ہم حدیث سے استدلال اور حکمِ شرع مستنبط کرتے۔ لہذا ہمیں کتبِ معتمدہ اور معاصر کی کتب سے حکمِ حدیث ملا ہم نے اسے نقل کر دیا اور فضائل وغیرہا میں یہی کافی ہے۔

بلکہ اسی دوران علم الحدیث سے دلچسپی رکھنے والے بعض حضرات سے جب گفت وشنید ہوئی تو انہوں نے مثلاً علامہ ہیثمی کو حکمِ حدیث کے حوالے سے متسہل اور سست قرار دیا اور کتب کے حوالے بھی دیئے۔ یقیناً محدثین نے ایسا فرمایاہے مگر جن احادیث مبارکہ کا میں نے مثلاً علامہ ہیثمی سے حکم نقل کیاہے تو وہی حکم دوسرے معاصر یا دیگر محدثین کے بیان کردہ حکم کے مطابق پایا بلکہ دیگر حضرات نے اس حدیث کا حکم زیادہ اعتماد سے ذکر کیاہے۔

مثال کے طور پر علامہ ہیثمی نے ایک حدیث کے متعلق فرمایا: " رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيُّ بِاخْتِصَارٍ وَرِجَالُ أَبِي يَعْلَى ثِقَاتٌ". اس کو شیخ البانی یا دیگر حضرات نے "حسن" قرار دیاہے۔ اسی طرح محدثین نے فرمایا کہ امام حاکم کی المستدرک کی احادیث امام ذہبی کی تعلیق کی ساتھ نقل کی جائیں، تو الحمد للہ اس کتاب میں جتنی المستدرک سے احادیث نقل کی ہیں تو امام ذہبی نے یا دیگر محدثین نے بھی ان کے حکم سے موافقت فرمائی ہے۔

عنقریب لوگوں

پر

ایسا زمانہ آئے گا

عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا

﴿عقائد﴾

الحاد:

(**1**) أَتَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللَّهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيُلْحِدُ فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ»[1].

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پاس آئے اور فرمایا: اے ابن زبیر! اللہ تعالی کے حرم میں الحاد سے بچنا پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب قریش میں سے ایک شخص الحاد (کفر) پھیلائے گا۔ اگر اس کے گناہوں کا وزن تمام جنات اور انسانوں کے گناہوں سے کیا جائے تو اس کے گناہ زیادہ ہو جائیں گے۔

تشریح:

اس قریشی مرد سے مراد یزید پلید ہے: کیونکہ اس نے جو ظلم وستم کا بازار حرمین شریفین میں گرم کیا اور نواسہِ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر اہل بیت کرام پر مظالم ڈھائے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(1) المستدرك للحاكم،الرقم(3462)،420/2.مصنف ابن أبي شيبة،الرقم(37332)، 473/7. كنز العمال، الرقم(37238)، 473/4.

حرمین شریفین میں جس طرح ایک نیکی پر اجر وثواب زیادہ ہے اسی طرح ایک گناہ پر سزا وجزا بھی اتنی ہی مقدار میں زیادہ ہو گی۔ اسی وجہ سے یزید پلید کے جرم کی سزا کا وزن بہت زیادہ ہو گا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں فرمایا۔

عن مجاهد قال: تضاعف السيئات بمكة كما تضاعف الحسنات.

ترجمہ: حضرت مجاہد نے فرمایا: مکہ شریف میں جس طرح نیکیوں کا اجر زیادہ ہوتا ہے اسی طرح گناہوں کی سزا بھی زیادہ ہو گی۔ اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے[1]۔

حکمِ حدیث: صحیح[2]۔

تقدیر:

(**2**) عَنْ سُلَيْمِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ قَالَ:« سَيُفْتَحُ عَلَى أُمَّتِي بَابٌ مِنَ الْقَدَرِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا يَسُدُّهُ شَيْءٌ، يَكْفِيكُمْ مِنْهُ أَنْ تَلْقَوْهُمْ بِهَذِهِ الآيَةِ ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ [الحديد، آيت: 22]»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میری امت پر آخری زمانے میں تقدیر کے بارے میں ایسا فتنہ برپا ہو گا کہ اس کو کوئی شی نہیں

---

(1) جامع العلوم والحكم لابن رجب، الحديث السابع الثلاثون، 218/2، مؤسسة الرسالة بيروت: مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك، باب خطبة يوم النحر، 1837/5، دار الفكر بيروت.

(2)المستدرك للحاكم، الرقم(3462)، 420/2: محقق أحمد شاكر على مسند أحمد.

(3)كنز العمال، الرقم(609)، 129/1. مسند الفردوس، الرقم(3466)، 322/2.

روک پائے گی، اس وقت تمہیں یہ آیتِ تقدیر بچاسکے گی کہ "نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں بیشک یہ اللہ کو آسان ہے"۔

تشریح:

فی زمانہ تقدیر کو جھٹلایا جاتا ہے، اس کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں، اس کو اپنی عقل کے حساب سے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اوراس صورت میں شیطان مزید وسوسے ڈال دیتا ہے جس سے یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ ان سب سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ ان تمام سے بچنے کا حل یہی ہے کہ وہ پختہ عہد کرلے کہ میرا اس پر ایمان ہے، رب کے فیصلوں پر میں راضی ہوں اور خیر وشر اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**3**) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُكَذِّبُونَ بِالْقَدَرِ أُولَئِكَ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: زمانے کے آخر میں ایسی قوم آئے گی جو قضاء اور قدر کو جھٹلائے گی، یہ اس امت کے مجوسی ہیں، اگر ایسے

---

(1)ضعيف: الجامع الكبير، الرقم(14938)، 339/5.

(2)السنة لابن أبي العاصم، الرقم(340)، 150/1. القضاء والقدر للبيهقي، الرقم(409)، ص 282. كنز العمال، الرقم(653)، 138/1.

لوگ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ۔

تشریح:

فرقہِ معتزلہ جو قضاء اور قدر کا منکر تھا، اور بندے کو اس کے افعال کا خالق ومالک سمجھتا تھا۔ اس حدیث سے مراد وہ فرقہ اور ان جیسے دیگر حضرات ہیں۔

قاضی عبد الجبار المعتزلی لکھتا ہے: إن أفعال العباد غير مخلوقة فيهم وأنهم المحدثون لها.

ترجمہ: بندوں کے افعال غیر مخلوق ہیں اور وہ خود ان کو پیدا کرتے ہیں[1]۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

(**4**) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ:« ثَلَاثٌ أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي: الِاسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ، وَحَيْفُ السُّلْطَانِ، وَتَكْذِيبٌ بِالْقَدَرِ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: میں اپنی امت پر تین چیزوں میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں۔ ستاروں سے بارش طلب کرنا(بارش کے لئے ستاروں ہی کو سببِ حقیقی سمجھنا)، حکمرانوں کا ظلم کرنا اور قضاء وقدر کو جھٹلانا۔

---

(1) شرح أصول الخمسة للقاضي عبد الجبار: ص 336. مكتبة وهبة.

(2)ضعيف: الجامع الكبير، الرقم(14978)، 355/5.

(3)مسند أحمد، الرقم(20832)، 422/24. مسند البزار، الرقم(4288)، 200/10. مشكاة المصابيح، الرقم(3712)، 1095/2.

تشریح:

نجومی اور ستارہ شناس حضرات ستاروں اور برجوں کو کارفرما سمجھتے ہیں اور رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے والوں کو بتاتے ہیں کہ تمہارے ستارے نہیں مل رہے اسی لیے تم شادی نہ کرو وگرنہ لڑائی جھگڑا ہو گا، وہ اس طرح کی پیشین گوئیاں کرتے ہیں جبکہ انہیں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے حدیث میں فرمایا۔

صحیح مسلم میں ہے:« عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لم تقبل صَلَاة أَرْبَعِينَ لَيْلَة».

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نجومی کے پاس گیا پھر اس سے کچھ پوچھے تو اسکی چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی[1]۔

مشکاۃ شریف میں ہے:« وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُومِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ والكاهنُ ساحرٌ والساحرُ كافرٌ».

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ نے ذکر فرمایا(یعنی راستوں کی معرفت) اس کے علاوہ جو شخص علم نجوم کا کوئی باب حاصل کرے تو اس نے جادو کا حصہ سیکھا، نجومی کاہن ہے اور

(1) مسلم شریف، باب تحریم الکھانہ، ج:4، ص:1751، دار احیاء التراث، بیروت۔

کاہن جادوگر ہے (کہ وہ لوگوں پر اپنے کلام سے سحر طاری کر دیتا ہے) اور جادوگر کافر ہے (وہ اللہ کا منکر ہے یا اللہ کی نعمتوں کا ناشکرہ ہے)(1)۔

صحیح مسلم میں ہے: « عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ، يُنْزِلُ اللهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ: الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا " وَفِي حَدِيثِ الْمُرَادِيِّ: بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی آسمان سے کوئی رحمت نہیں اتارتا مگر اس کی وجہ سے لوگوں کا ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالی بارش نازل فرماتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے(2)۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(3)۔

(5) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ:« إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا وَهُنَّ كَائِنَاتٌ: زَلَّةُ عَالِمٍ وَجِدَالُ مُنَافِقٍ بِالْقُرْآنِ وَدُنْيَا تَفْتَحُ عَلَيْكُمْ»(1).

---

(1) مشکاۃ شریف، باب الکھانہ، الفصل الثالث، حدیث نمبر (4604)، ج:2، ص:1296، المکتب الاسلامی، بیروت۔

(2) مسلم شریف، باب بیان کفر من قال، حدیث نمبر (126)، ج:1، ص:84، دار احیاء التراث، بیروت۔

(3) وبالجملة فالمتن بمجموع هذه الطرق صحيح لغيره. المطالب العالية للمحقق، 127/5.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: مجھے تم پر تین چیزوں کا خوف ہے اور تین امور ہو کر رہیں گے۔ عالم کا (دینی مسئلے میں) غلطی کرنا، منافق کا قرآن کے ذریعے جھگڑا کرنا، اور دنیا کی تم پر فراوانی۔

تشریح:

نام نہاد عالم، مفتی اور دین پر تبصرے کرنے والے ہوں گے، لوگوں کو دین کے بارے میں بھاشن دیں گے۔ یہ مسلّمہ قانون ہے کہ جو جس میں ماہر ہے اس میں وہی گفتگو کر سکتا ہے مگر دین کو اتنا مظلوم سمجھ لیا گیا ہے کہ ہوٹل پر بیٹھا شخص چائے کی چسکی لگا کر علماء اور دین کے بارے میں بے لاگ تبصرے کر رہا ہوتا ہے، اور یہی حال ہمارے میڈیا کا ہے۔ جبکہ بغیر علم کے فتوی دینا، شرعی حکم بیان کرنا کتنا خطرناک ہے؟ اس کی تفصیل ابھی آرہی ہے۔

منافق کا قرآن کے ذریعے جھگڑا کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ جو آیات مبارکہ بتوں کے بارے میں نازل ہوئیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرنا، اسی طرح قرآن پاک کا سہارا لے کر اپنی باطل فکر کو منوانا اور رائج کرنا۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[2]۔

---

(1)المعجم الأوسط، الرقم(6575)، 342/6. المعجم الصغير، الرقم(10001)، 186/2. كنز العمال، الرقم(43879)، 48/16.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الثَّلَاثَةِ، وَفِيهِ عَبْدُ الْحَكِيمِ بْنِ مَنْصُورٍ، وَهُوَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ". مجمع الزوائد، الرقم(881)، 186/1: الجامع الكبير، الرقم(8058)، 85/3.

بغیر علم کے فتوی دینے کا وبال

1- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:« مَنْ أَفْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ».

ترجمہ: جس نے بغیر علم کے فتوی دیا، زمین وآسمان کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں[1]۔

2- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ تعالی علم کو لوگوں سے براہ راست سلب نہیں فرماتا بلکہ علماء کے انتقال کے ساتھ علم کو اٹھالیتا ہے یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہ رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو مقرر کرلیں گے۔ ان سے دینی مسائل پوچھے جائیں تو بغیر علم کے فتوے جھاڑیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے[2]۔

3- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:« قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ».

---

(1) کنز العمال، کتاب العلم، حدیث(29018)، ج10، ص193، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

(2) بخاری، باب کیف یقبض العلم، ج1، ص31، دار طوق النجاۃ، بیروت

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو بغیر علم کے فتوی دیا گیا تو اس پر عمل کرنے والے کا گناہ فتوی دینے والے پر ہے[(1)]۔

4- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: « قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا أَوْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ رَجُلٌ يُضِلُّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ، أَوْ مُصَوِّرٌ يُصَوِّرُ التَّمَاثِيلَ».

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہو گا جس نے نبی کو قتل کیا یا جسکو نبی نے قتل یا ایسا شخص جو بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے یا وہ مصوّر جو تصویریں بناتا ہے[(2)]۔

5- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عَسَى رَجُلٌ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ بِكَذَا، أَوْ نَهَى عَنْ كَذَا، فَيَقُولُ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ - لَهُ: كَذَبْتَ، أَوْ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ كَذَا وَأَحَلَّ كَذَا، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: كَذَبْتَ.

ترجمہ: عنقریب ایک شخص کہے گا کہ اللہ تعالی نے یہ حکم دیا ہے یا اس سے روکا ہے۔ اللہ تعالی ایسے شخص کے بارے میں فرماتا ہے: تونے جھوٹ کہا۔ یا وہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے فلاں چیز کو حرام کیا یا حلال کیا۔ تو اللہ تعالی فرماتا ہے: تونے جھوٹ کہا[(3)]۔

---

(1) سنن ابی داود، باب التوقی فی فتیا، ج3، ص321، المکتبۃ العصریۃ، صید، بیروت

(2) مجمع الزوائد، باب الاقتداء بالسلف، ج1، ص181، مکتبۃ القدسی، القاہرۃ

(3) مجمع الزوائد، باب فی الاجماع، ج1، ص177، کتبۃ القدسی، القاہرۃ

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: « قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ جُهَّالٌ يُفْتُونَ النَّاسَ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ».

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسی جاہل قوم آئیگی جو لوگوں کو فتوی دیں گے۔ پس وہ گمراہ ہونگے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے [1]۔

7- امام مالک بن انس رضی اللہ عنہمانے فرمایا: "أَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَبِيْعَةَ وَهُوَ يَبْكِيْ، فَقَالَ: مَا يَبْكِيْكَ؟ وَقَالَ لَهُ: أَدْخَلَتْ عَلَيْكَ مُصِيْبَةٌ، فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ أُسْتُفْتِيَ مَنْ لَا عِلْمَ لَهُ وَظَهَرَ فِي الْإِسْلَامِ أَمْرٌ عَظِيْمٌ. قُلْتُ: هَذَا قَوْلُ رَبِيْعَةَ وَالتَّابِعُوْنَ مُتَوَافِرُوْنَ، فَكَيْفَ لَوْ عَايَنَ زَمَانَنَا هَذَا؟ وَإِنَّمَا يَتَجَرَّأُ عَلَى الْفَتْوَى مَنْ لَيْسَ بِعَالِمٍ لِقِلَّةِ دِيْنِهِ".

ترجمہ: مجھے ایک شخص نے خبر دی کہ وہ حضرت ربیعہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ اس نے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ پر کون سی مصیبت آن پڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: کوئی مصیبت نہیں آئی، لیکن جس کے پاس علم نہیں اور (اسے مفتی بنا کر) اس سے فتوی لیا گیا، یہ اسلام کیلئے بہت خطرناک معاملہ ہے۔ (امام مالک فرماتے ہیں) میں نے کہا: یہ تو ربیعہ کا قول ہے اور تابعین کے اقوال اس طرح کے بہت ہیں۔ کیسے ہو گا؟ اس زمانے کو اگر ہم دیکھیں گے کہ جو شخص دین کے علم کی قلت کی وجہ سے فتوی دینے کی جسارت کرتا ہے [2]۔

(1) تعظیم الفتیا، فصل ومازالت الھمم تتقاصر، ج1، ص111، الدار الاثریۃ۔ بیروت
(2) تعظیم الفتیا، فصل ومازالت الھمم تتقاصر، ج1، ص113، الدار الاثریۃ، بیروت

صحابہ کی عظمت وبرکت:

(6) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدَرِيِّ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيهِمْ مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ گروہ در گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں! تو ان کی فتح صحابی کی برکت سے ہو جائے گی۔ پھر جہاد کریں گے لوگوں کے دوسرے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی ہے تم میں سے جس نے دیکھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کو یعنی تابعین میں سے کوئی ہے، لوگ کہیں گے: ہاں! پھر ان کی فتح تابعین کی برکت سے ہو جائے گی۔ پھر جہاد کریں گے آدمیوں کا تیسرا لشکر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کوئی ہے تم میں ایسا جس نے صحابی کو دیکھنے والے کو دیکھا ہو یعنی تبع تابعین میں سے، لوگ کہیں گے: ہاں! تو ان کی فتح تبع تابعین کی برکت سے ہو جائے گی۔ پھر جہاد کرے گا آدمیوں کا چوتھا لشکر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کوئی ہے تم میں ایسا جس نے تبع تابعین کو دیکھا

---

(1)صحیح مسلم، الرقم(2532)، 4/1962.

ہو یعنی تبع تابعین میں سے لوگ کہیں گے: ہاں! تو ان کی فتح ان حضرات کی برکت سے ہو جائے گی۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین وغیرہ کی فضیلت کا ذکر ہے کہ اللہ تعالی ان کی برکت سے مجاہدین کے لشکر کو فتح ونصرت عطا فرمادے گا۔

في صحيح البخاري: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدَرِيِّ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ»[1].

اوپر والا ترجمہ ہے۔

(**7**) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْرُجُ الْجَيْشُ مِنْ جُيُوشِهِمْ فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ صَحِبَ مُحَمَّدًا فَتَسْتَنْصِرُونَ بِهِ فَتُنْصَرُوا ثُمَّ يُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مُحَمَّدًا؟ فَيُقَالُ: لَا فَمَنْ صَحِبَ أَصْحَابَهُ؟ فَيُقَالُ: لَا فَيُقَالُ: مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَهُ؟ فَلَوْ سَمِعُوا بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْبَحْرِ لَأَتَوْهُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ لشکر جہاد کے لئے نکلیں گے پس انہیں کہا جائے گا کہ کیا تم میں رسول اللہ کے صحابی ہیں، پس اس کے وسیلے سے مدد ونصرت طلب کی جائے گا تو انہیں فتح اور نصرت مل جائے گی۔ پھر کہا جائے کہ کیا تم میں رسول اللہ کے صحابی ہیں؟ جواب ملے گا کہ نہیں۔ کیا صحابہ کی زیارت

---

(1)صحيح البخاري، الرقم(2897)، 37/4.

(2)مسند أبي يعلى، الرقم(2182)، 132/4.

کرنے والے ہیں؟ جواب آئے گا نہیں۔ پھر کہا جائے کہ صحابہ کی زیارت کرنے والے تابعین کی زیارت کرنے والے ہیں؟ پس اگر تابعین کی زیارت کرنے والوں کے بارے میں لوگ سن لیں گے تو سمندر پار کر کے آنا پڑے تو آئیں گے۔

تشریح:

اس حدیث میں یہ صراحت ہے کہ ان ہستیوں کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر مددِ الٰہی طلب کی جائے تو اللہ تعالی اپنے ان پیاروں کے وسیلے سے ان کو اپنی مدد ونصرت اور فتح سے سرفراز فرمائے گا۔

حکمِ حدیث: صحیح الاسناد[1]۔

(8) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ لِي أَصْحَابِي وَأَصْهَارِي وَسَيَأْتِي قَوْمٌ يَسُبُّونَهُمْ وَيَنْتَقِصُونَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تُؤَاكِلُوهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالی نے میرے لئے میرے اصحاب اور سسرالی رشتہ دار کو منتخب فرمایا۔ عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو ان کو سب وشتم کرے گی اور ان میں نقص وعیب نکالے گی، پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ پیو، نہ کھاؤ اور نہ ان سے نکاح کرو۔

---

(1) قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى مِنْ طَرِيقَيْنِ، وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ". مجمع الزوائد، الرقم(16401)، 18/10.

(2)كنز العمال، الرقم(32465)، 529/11. الضعفاء للعقيلي، الرقم(155)، 127/1.

تشریح:

جیسا کہ آج کل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف بعض حضرات سرگرم ہیں۔ اور روافض شروع دن سے صحابہ کرام کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(9) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ:« يُوشِكُ أَنْ تَكُونُوا فِي النَّاسِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا لوگوں میں وہ مقام ومرتبہ ہے جو کھانے میں نمک کا ہوتا ہے، کہ کھانا نمک کے بغیر درست نہیں ہوتا(اسی طرح تمہارے بغیر معاشرہ درست نہیں ہوگا)۔

تشریح:

بخشش کے لیے صرف اہل بیت کی محبت کافی نہیں ہے بلکہ صحابہِ کرام کی محبت بھی ضروری ہے۔

حکمِ حدیث: حسن الاسناد[1]۔

---

(1)ضعيف: الجامع الكبير، الرقم(4633)، 130/2.

(2)مسند البزار، الرقم(4630)، 456/10. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(7098)، 268/7. كنز العمال، الرقم(32511)، 537/11. الجامع الكبير، الرقم(12993)، 458/4.

حضور علیہ السلام کا دیدار:

(**10**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةِ قَالَ قَالَ:« وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور تم پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھر بار اور مال ودولت سے بڑھ کر میرا دیدار کرنے کو زیادہ پسند کرے گا۔

في صحيح مسلم عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةِ قَالَ قَالَ:« وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! تم لوگوں میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا۔ کہ وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ اور میری زیارت کرنا اس کے لیے اپنے اس سارے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہو گا جو ان کے پاس ہو گا۔

تشریح:

ہمارے غازیان، دین کے نام پر مرمٹنے والے، ناموسِ رسالت پر پہرا دینے والے، ختمِ نبوت کے لیے اپنی جانیں لٹانے والے صرف رسول اللہ ﷺ کے دیدار

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ، وَإِسْنَادُ الطَّبَرَانِيِّ حَسَنٌ". مجمع الزوائد، الرقم(16396)، 18/10.

(2)صحيح البخاري، الرقم(3589)، 196/4.

(3)صحيح مسلم، الرقم(2364)، 1836/4.

اور اس کی شفاعت کے لیے سب کچھ قربان کر دیتے ہیں مگر دین، عزت وناموسِ رسالت اور ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیتے۔

دیدارالٰہی:

(**11**) عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:« كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةً – يَعْنِي البَدْرَ – فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ لاَ تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ:﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الغُرُوبِ﴾ [ق: 39]، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: افْعَلُوا لاَ تَفُوتَنَّكُمْ»[1].

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا: تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو اب دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی مزاحمت نہیں ہو گی، پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز (عصر) سے تمہیں کوئی چیز نہ روکے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے"۔ اسماعیل (راوی حدیث) نے کہا کہ (عصر اور فجر کی نمازیں) تم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ ان کا ہمیشہ خاص طور پر دھیان رکھو۔

---

(1)صحيح البخاري، الرقم(554)، 115/1.

تشریح:

جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالی کا دیدار ہو گا، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسی کی خوشخبری سنائی ہے۔

حب اللہ پر انعام:

(**12**) عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَوْمٌ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِمَنَازِلِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَقُومُونَ عَلَى مَنَابِرِهِمْ مِنْ نُورٍ قَالُوا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ يُحَبِّبُونَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى النَّاسِ وَيُحَبِّبُونَ النَّاسَ إِلَى اللَّهِ وَيَمْشُونَ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ نُصْحًا قُلْنَا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ يُحَبِّبُونَ اللَّهَ إِلَى النَّاسِ فَكَيْفَ يُحَبِّبُونَ النَّاسَ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: يَأْمُرُونَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ فَإِذَا أَطَاعُوهُمْ أَحَبَّهُمُ اللَّهُ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک ایسی قوم ضرور آئے گی کہ وہ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء مگر انبیاء اور شہداء اللہ تعالی کی طرف سے دیے گئے ان کے مقام کو دیکھ کر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ کون ہوں گے ؟ فرمایا: اللہ تعالی کو لوگوں کا محبوب بنائیں گے اور لوگوں کو اللہ تعالی کا محبوب بنائیں گے۔ اور زمین پر اللہ کی رضا کے لئے نصیحت کرتے ہوئے زندگی گزاریں گے۔ ہم نے کہا وہ کون ہوں گے یارسول اللہ ؟ کہ اللہ تعالی کو لوگوں کا محبوب بنائیں گے یہ بات سمجھ آگئی مگر لوگوں کو اللہ تعالی کا محبوب کیسے

---

(1)الضعفاء الكبير للعقيلي، الرقم(1938)، 331/4.

بنائیں گے ؟ فرمایا: وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے پس جب لوگ ان کی اطاعت کریں گے تو اللہ تعالی ان سے بھی محبت فرمائے گا۔

تشریح:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھائی، نیکی اور بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور لوگوں کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راغب کرنا اتنا عظیم عمل ہے کہ ان کو قیامت کے دن جو جزا اور ان کی محنتوں کا صلہ دیا جائے گا تو اس پر انبیاء کرام بھی متعجب ہوں گے کہ کتنے عظمت والے لوگ ہیں جنہیں اتنے عظیم انعام واکرام سے نوازا جارہا ہے ؟! اسی طرح وہ والدین، استاذ، بھائی، دوست عظمت والے ہیں جو اپنی اولاد، شاگرد، بھائی اور اپنی سنگت والے کو برائی سے روکتے ہیں اور بھلائی کی طرف لے کر آتے ہیں۔

حکم: قابلِ عمل[1]۔

﴿جہاد﴾

(**13**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ خَيْرُ النَّاسِ فِيهِ مَنْزِلَةً مَنْ أَخَذَ بِعَنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً

(1)فيه واقد بن سلامة النضري ولم يصح حديثه، وله شاهد. ذخيرة الحفاظ للقيسراني، الرقم(4638)، 2015/4: الضعفاء الكبير للعقيلي، الرقم(1938)، 331/4.

اسْتَوَى عَلَى مَتْنِهِ ثُمَّ يَطْلُبُ الْمَوْتَ فِي مَظَانِّهِ وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِنْ هَذِهِ الشِّعَابِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَدَعُ النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں سب سے بہترین وہ شخص ہو گا جس نے اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کے لئے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی ہو گی، جہاں کہیں وہ گھبراہٹ والی چیز کو سنے گا تو گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر اٹھ کھڑا ہو گا پھر وہ شہادت کا طلبگار ہو گا۔ اور وہ شخص ہو گا کہ جو گھاٹیوں میں سے کسی ایک گھاٹی میں جو وہاں نماز قائم کرے گا، زکوۃ دے گا اور وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کے علاوہ تعلق نہ رکھے گا۔

تشریح:

آج امتِ مسلمہ کو ایسے مجاہدوں کی ضرورت ہے: کیونکہ جہاں نظر دوڑائیں صرف مسلمانوں ہی کو لوٹا جارہا ہے، ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور ان کی عصمت دری کی جارہی ہے۔

حکمِ حدیث: حسن[2]۔

---

(1)مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(19325)، 203/4. صحيح ابن حبان، الرقم(4600)، 460/10. مسند أحمد، الرقم(9723)، 450/15.

(2)قال الهيثمي:" قُلْتُ: لِأَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ فِي الصَّحِيحِ بِغَيْرِ هَذَا السِّيَاقِ". مجمع الزوائد، الرقم(9438)،279/5:حسن:محقق صحيح ابن حبان للأرنؤوط، الرقم(4600)، 460/10.

(**14**) عَنْ زَيْدِ بْنِ عَقَيْلِيْ قَالَ قَالَ:« سيكُون بعْدِى نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يسدُّ الله بهمُ الثُّغُور تُؤخَذُ مِنْهُمُ الْحُقُوقُ ولَا يُعْطَوْنَ حُقُوقَهُم أُولَئِكَ مِنّي وأَنَا مِنْهُمُ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری امت میں سے ایسے لوگ آئیں گے کہ اللہ تعالی ان میں مجاہدین کو پیدا نہیں کرے گا، ان کے حقوق لے لیے جائیں گے، اور ان کے حق ان کو نہیں دیے جائیں گے، یہی (مظلوم) لوگ مجھ سے ہوں گے اور میں ان سے ہوں گا۔

تشریح:

جن لوگوں پر ظلم وستم کیا جائے اور ان میں دفاع کرنے والا اور ظلم سے روکنے کی طاقت رکھنے والا نہ ہو تو ایسے مظلوموں کے لیے ہمارے غمخوار آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں، کہ دنیا میں ان کا بدلہ نہ لیا گیا اور ظالموں کو کیفرِ کردار تک نہ پہنچایا گیا تو قیامت کے دن آپ علیہ الصلاۃ والسلام ان کی دنیا کی زندگی کے دکھوں اور دردوں کا مداوا رب کی بارگاہ سے کرائیں گے اور اپنی شفاعت سے بہرہ مند بھی فرمائیں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

---

(1)كنز العمال، الرقم(34576)، 182/12، جامع الأحاديث، الرقم(13263)، 341/13. الجهاد لابن مبارك، الرقم(185)، ص 148.

(2)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(14965)، 350/5.

﴿علم وعمل﴾

طالب علم اور تکریم:

(**15**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيَأْتِي مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ يَسْأَلُونَكُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي. فَإِذَا جَاءُوكُمْ، فَأَلْطِفُوا بِهِمْ وَحَدِّثُوهُمْ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب میرے بعد ایسی قوم آئے گی جو تم سے میری حدیث کے بارے میں سوال کرے گی۔ پس جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم ان کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آنا اور ان کو حدیث بیان کر دینا۔

تشریح:

علمِ دین اور حدیث کے طلبگار کی عزت و تکریم اور ان پر مہربانی اور شفقت کرنا اور جو علم ہو اسے بیان کر دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، لہذا اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(**16**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَقُولُوا لَهُمْ: مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْنُوهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ، مَا اقْنُوهُمْ قَالَ: عَلِّمُوهُمْ»(2).

---

(1)شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي، ص 21. المحدث الفاضل بين الراوي والواعي للرامهرمزي، الرقم(22)، ص176.

(2)سنن ابن ماجه، الرقم(247)، 90/1. مسند أبي داود للطيالسي، الرقم(2305)، 644/3.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس کچھ لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے، لہٰذا جب تم ان کو دیکھو تو رسول اکرم ﷺ کی وصیت کے مطابق انہیں مرحبا (خوش آمدید) کہو، اور انہیں علم سکھاؤ"۔ محمد بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حَکَم سے پوچھا کہ " اقْنُوهُمْ "کے کیا معنیٰ ہیں، تو انہوں نے کہا: انہیں علم سکھلاؤ۔

تشریح:

طالب علم کو خوش آمدید کہنا، اس سے اچھے اخلاق سے پیش آنا، اس کی حوصلہ افزائی کرنا، اس راہ پر قدم جو رکھا ہے اس کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کرنا، ذہن سازی کرنا، دین پر عمل کرنے کی ترغیب دلانا اور تربیت کرنا ہر استاذ، مہتمم، ناظم و منتظم کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**17**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ مِنْ بَعْدِي يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَرَحِّبُوا بِهِمْ وَحَيُّوهُمْ وَعَلِّمُوهُمْ قَالَ: فَأَدْرَكْنَا وَاللهِ أَقْوَامًا مَا رَحَّبُوا بِنَا وَلَا حَيَّوْنَا وَلَا عَلَّمُونَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ كُنَّا نَذْهَبُ إِلَيْهِمْ فَيَجْفُونَا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد کچھ لوگ طلب علم کے لیے آئیں گے، تو تم انہیں مرحبا کہنا، مبارکباد پیش کرنا،

---

(1)ضعیف: الأرنؤوط علی ابن ماجه، الرقم(247)، 167/1: جمع الفوائد، الرقم(230)، 46/1.

(2)سنن ابن ماجه، الرقم(248)، 91/1.

اور انہیں علم دین سکھانا۔ پھر حسن بصری کہتے ہیں: قسم اللہ کی (طلبِ علم میں) ہم نے بہت سے ایسے لوگوں کو پایا کہ انہوں نے (حضور علیہ السلام کے فرمان اور حکم پر عمل کرنے کے بجائے) نہ تو ہمیں خوش آمدید کہا، نہ ہمیں مبارکباد دی، اور نہ ہی ہمیں علم دین سکھایا، اس پر مزید یہ کہ جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے ہمارے ساتھ بد سلوکی کی۔

تشریح:

امام حسن بصری علیہ الرحمہ کو جن لوگوں کا سامنا کرنا پڑا، بالکل اسی طرح کے لوگ آج بھی ہمارے اداروں میں پائے جاتے ہیں، خدا خدا کرکے جو علم کا طلب گار درس گاہ میں قدم رکھتا ہے، تو اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں کہ انہیں خوش آمدید کہنے کے بجائے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں، منہ پھیر کر بات کرتے ہیں، ایک ہاتھ ملاتے ہوئے منہ دوسری طرف کرلیتے ہیں، دو دفعہ بات بتانے کو یا سمجھانے کو بوجھ سمجھتے ہیں اور جاہل، پنڈو، جانگلی، نکمے وغیرہ جیسے القابات سے نوازتے ہیں۔

ان کی حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے، عزت افزائی کے بجائے ذلت آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے، ذرا سی غلطی پر گھر بار اور والدین تک کے طعنے دیئے جاتے ہیں کہ پتہ نہیں کہاں سے منہ اٹھاکے آجاتے ہیں؟، اور ہمارے گلے پڑ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ، مزید برآں ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں کہ وہ

سمجھتا ہے میں بے چارہ ہوں، میں دھتکارا ہوا ہوں، میں زمانے کا حقیر ترین شخص ہوں جبکہ احادیثِ مبارکہ میں ایسے ہی لوگوں کی عظمت بیان کی گئی ہے۔

ہمارے بڑوں نے فرمایا ہے کہ انسان پیدا کرنا اتنا کمال نہیں ہے بلکہ اس کو انسان بنانا، انسانیت سکھانا، اس میں انسانیت والے اوصاف پیدا کرنا اور اشرف المخلوقات کا جو لقب ملا ہے اس کا مستحق بنانا زیادہ کمال ہے۔ لہذا منتظمین اور تربیت کرنے والوں کو سمجھنا چاہئے کہ جو بچہ یا طالبِ علم ہمارے ادارے میں آیا ہے وہ آتے ہی بسطامی و بلخی اور رومی و سعدی نہیں بن سکتا: کیونکہ اگر وہ ان سب کے مقام کو پہنچ چکا ہوتا تو یہاں کیا کرنے آتا؟ بلکہ وہ تو اپنے فیض کے چشمے کھول کر لوگوں کو سیر اب کر رہا ہوتا۔ اسی لیے اسے سدھرنے اور سلجھنے میں وقت لگے گا بلکہ یوں کہیے کہ تعلیمی اداروں کو اور تربتی معاملات کو سمجھنے میں بھی وقت لگے گا۔

جب اولیاء کاملین اپنے مرید اور سالک کو کئی کئی عرصے تک سلوک طے کراتے ہیں اور ولایت کا اہل بناتے ہیں، تو ہمیں بھی ان کو آہستہ آہستہ اس راہ کا آشنا بنانا چاہئے، تربیت اور علم و عمل کے مراحل طے کرانا چاہئے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**18**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِيكُمْ أُنَاسٌ يَتَفَقَّهُونَ فَفَقِّهُوهُمْ وَأَحْسِنُوا تَعْلِيمَهُمْ»[1].

(1)ضعيف: لمحقق فؤاد عبد الباقي على ابن ماجه: مصباح الزجاجة شرح ابن ماجه، 36/1.

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو دین کو سمجھنا چاہیں گے تو انہیں اچھی طرح دین سمجھاؤ۔

تشریح:

دیانت داری، خلوص، محنت، محبت کے ساتھ صحیح تعلیم دینا ہماری شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے، وگرنہ اس حدیث کی وجہ سے مجرم قرار پائیں گے اور قیامت کے دن حساب بھی دینا پڑے گا۔

تعلیمی اداروں میں آنے والے بچے ہی ہمارا مستقبل ہیں، ہمارے بڑے چلے جائیں گے، ان کی جگہ پر ہم آئیں گے، اور ہماری جگہ پر یہی ہمارے بچے آئیں گے، لہذا آج ہم نے ان میں کوئی کمی چھوڑ دی تو یہ زمانے کو وہی دیں گے جو انہیں ملا تھا: جو بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ بیری کا درخت لگاکر امید رکھیں کہ اس پر سیب یا اخروٹ لگیں گے۔ بالکل اسی طرح جب بچے کو تعلیم صحیح نہ دی گئی تو کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ معاشرے کو سنبھال پائے گا یا سمجھ پائے گا اور راہنمائی کرسکے گا۔

بلکہ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ہمارے بڑوں میں جو صلاحتیں ہیں اور کمالات ہیں کیا وہ ہم میں ہیں؟ یا ان کے اس دنیا سے جانے تک وہ صلاحتیں ہم میں آجائیں گی؟ اگر نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اُس مقام پر جب ہم پہنچیں

---

(1)الجامع لأخلاق الراوي للخطيب البغدادي، الرقم(357)، 203/1. نهاية المراد لعبد الغني المقدسي، الرقم(180)، 190/2.

گے تو نااہل ہوں گے اور پھر نااہلی کی سزا پوری قوم کو کاٹنی پڑے گی بلکہ نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے گی۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**19**) عَنْ أَبِيْ مُصْعَبٍ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ نَاسٌ إِلَى الْمَغْرِبِ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الشَّمْسِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب مغرب کی طرف ایسے لوگ آئیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوں گے۔

تشریح:

علم و عمل کا اثر قیامت کے دن نور کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ یا وہ لوگ جو اپنی اور دیگر حضرات کی اصلاح میں اتنے مگن رہتے کہ اپنی فکر نہ ہوتی بلکہ وہ رہن سہن، کھانے پینے اور پہننے میں سادگی اختیار کرتے، انہیں بننے سنورنے کا نہ شوق ہوتا نہ ان کے پاس وقت ہوتا، تو ان سب کا صلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[3]۔

---

(1) ضعيف وطرقه كثير. سلسلة الصحيحة للألباني، 567/1.

(2)مسند أحمد، الرقم(15493)، 249/24. الجامع الكبير، الرقم(14898)، 322/5.

(3)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ ابْنُ لَهِيعَةَ، وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ، وَفِيهِ ضَعْفٌ"، مجمع الزوائد، الرقم(9445)، 281/5.

افریقی لوگ اور نور:

(**20**) عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي مِنْ إِفْرِيقِيَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وُجُوهُهُمْ أَشَدُّ نُورًا مِنَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: میری امت میں سے افریقہ کے کچھ لوگ قیامت کے دین اس حال میں آئیں گے کہ ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمکتے ہوں گے۔

تشریح:

یعنی ظاہری آنکھ اور ظاہر پرست عقل ان کو حسین وجمیل نہ سمجھتی ہو گی مگر قیامت کے دن ان کو وہ حسن وجمال عطا کیا جائے گا کہ عقلیں دنگ رہ جائیں گی، یہ سب علم وعمل کی برکتیں ہوں گی۔

علم زیادہ عمل کم:

(**21**) عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ قَلِيلٌ خُطَبَاؤُهُ كَثِيرٌ مُعْطُوهُ، قَلِيلٌ سُؤَّالُهُ الْعَمَلُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْعِلْمِ وَسَيَأْتِي زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ كَثِيرٌ خُطَبَاؤُهُ وَكَثِيرٌ سُؤَّالُهُ قَلِيلٌ مُعْطُوهُ الْعِلْمُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْعَمَلِ»[2].

---

(1)طبقات علماء افريقية لأبي العرب، ص 1.

(2)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(3111)، 197/3. الإبانة الكبرى لابن بطة، الرقم(751)، 591/2.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم ایسے زمانے میں ہو کہ دین کی سمجھ رکھنے والے کثیر ہیں اور خطیب حضرات قلیل ہیں۔ دینے والے بہت ہیں، مانگنے والے کم ہیں۔ عمل اس زمانے میں علم سے زیادہ بہتر ہے۔ اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ دین کی سمجھ بوجھ والے کم ہوں گے، خطیب زیادہ ہوں گے۔ مانگنے والے بہت ہوں گے، دینے والے کم ہوں گے۔ اس زمانے میں علم عمل سے بہتر ہو گا(یعنی جہالت اتنی ہو گی کہ علم عمل سے بہتر ہو گا)۔

تشریح:

آج مقررین کی بہتات ہے مگر عمل واَخلاق نام کی کوئی چیز نہیں۔ پہلے دور میں علم آٹے میں نمک کے برابر ہوتا تھا مگر عمل آٹے کے برابر جبکہ آج علم آٹے کے برابر ہے مگر عمل اس آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ وعظ ونصیحت پاک وہند میں ہوتی ہے مگر عملی ابتری سب کے سامنے ہے۔ بے عمل علماء اور بے علم خطباء سے اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[1]۔

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّرَائِفِيُّ، وَهُوَ ثِقَةٌ إِلَّا أَنَّهُ قِيلَ فِيهِ: يَرْوِي عَنِ الضُّعَفَاءِ، وَهَذَا مِنْ رِوَايَتِهِ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ خَالِدٍ، وَهُوَ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحِ". مجمع الزوائد، الرقم(529)، 127/1.

قرآن کی تعلیم:

(**22**) عَنْ أُمُّ فَضْلٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَتَعَلَّمُونَ فِيهِ الْقُرْآنَ وَيَقْرَءُونَهُ وَيَقُولُونَ: قَدْ قَرَأْنَا وَعَلِمْنَا فَمَنْ ذَا الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنَّا؟ فَهَلْ فِي أُولَئِكَ مِنْ ضُرٍّ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ أُولَئِكَ؟ قَالَ: " أُولَئِكَ مِنْكُمْ وَأُولَئِكَ وَقُودُ النَّارِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں لوگ قرآن سیکھیں گے، پڑھیں گے اور دعوی کرتے ہوئے کہیں گے: تحقیق ہم نے قرآن پڑھا اور ہم نے سمجھا، کون ہے جو ہم سے بہتر ہو؟ آپ نے فرمایا کیا ان میں کوئی نقصان والی بات ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: یہ تم میں سے ہوں گے اور یہی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

تشریح:

ان کا مقصد صرف دکھاوا اور اپنا لوہا منوانا ہو گا، اللہ تعالی کی رضا کا حصول نہیں ہو گا۔

حکمِ حدیث: حسن[2]۔

---

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(13017)، 250/12. الترغيب والترهيب للمنذري، الرقم(137)، 166/1.

(2) الترغيب والترهيب للمنذري: قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، إِلَّا أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْخَثْعَمِيَّةَ التَّابِعِيَّةَ لَمْ أَرَ مَنْ وَثَّقَهَا وَلَا جَرَّحَهَا". مجمع الزوائد، الرقم(877)، 186/1.

(**23**) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَتَعَلَّمُونَ فِيهِ الْقُرآنَ فَيَجْمعُونَ حُرُوفَهُ وَيُضَيِّعُونَ حُدُودَهُ وَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا جَمَعُوا وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا ضَيَّعُوا إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِهَذَا الْقُرْآنِ مَنْ جَمَعَهُ وَلَمْ يُرَ عَلَيْهِ أَثَرُهُ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں قرآن سیکھیں گے، پس قرآن کے الفاظ تو یاد کرلیں گے مگر اس کے فرامین اور حدود کو ضائع کر دیں گے، تباہی ان کے لئے جنہوں نے اس کو یاد کیا اور تباہی ہے ان کے لئے جنہوں اس کو ضائع کیا، لوگوں میں بظاہر زیادہ قریب قرآن کے وہی ہو گا جس نے اسے یاد کیا مگر قرآن کے احکام کا اثر ان پر نظر نہ آئے گا۔

تشریح:

قرآن یاد کرنے کی فضیلت ہے مگر قرآن کے احکام پر عمل نہ کرنا تباہی ہے۔ اسی لیے حدیث شریف کے آخری حصے میں فرمایا کہ لوگ صرف اچھے قرآن پڑھنے والوں کو پسند کریں گے، اگرچہ وہ اس پر عمل پیرا نہ ہو۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(2)۔

تلاوتِ قرآن:

(**24**) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ ذِئْبَانُ الْقُرَّاءِ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهِمْ»(1).

---

(1)المعجم الكبير، الرقم(13019)، 250/12. كنز العمال، الرقم(29114)، 111/10.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، إِلَّا أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْخَثْعَمِيَّةَ التَّابِعِيَّةَ لَمْ أَرَ مَنْ وَثَّقَهَا وَلَا جَرَّحَهَا". مجمع الزوائد، الرقم(878)، 186/1.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں بھیڑیے نما قاری ہوں گے، پس جو ایسا زمانہ پائے تو ان کے شر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرے۔

تشریح:

بھیڑیا دھوکہ سے جھپٹ کر شکار کرتا ہے، اس کے پاؤں کی آہٹ سنی نہیں جاتی وہ شکاری بھی ہے دھوکا باز بھی حیلہ ساز بھی۔ یعنی قاری قرآن کے جھانسے دے کر لوگوں سے دھوکہ کرے گا یا لوگ اس کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے دھوکے میں آجائیں گے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[2]۔

(**25**) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْلُقُ فِيهِ الْقُرْآنَ فِيْ قُلُوْبِ الرِّجَالِ كَمَا تَخْلُقُ الثِّيَابَ عَلَى الْأَبدَانِ أَمْرُهُمْ كُلُّهُ يَكُوْنُ طَمَعاً لَا خَوْفٌ مَعَه إِنْ أَحْسَنَ أَحَدُهُمْ قَالَ: يتَقَبَّلْ مِنِّي وَإِن أَسَاءَ قَالَ: يغْفِرْ لِيْ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن لوگوں کے دلوں میں اس طرح بوسیدہ ہو جائے گا جس طرح لباس بدن پر بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ ان کا سارا معاملہ طمع پر مبنی ہو گا۔ اگر کوئی ان

---

(1)حلية الأولياء لأبي نعيم، 35/3.

(2) قال أبو نعيم:" غريب من حديث سليمان، لم نكتبه بهذا الإسناد إلا عن هذا الشيخ، أفادناه عنه أبو الحسن الدارقطني الحافظ". حلية الأولياء لأبي نعيم، 35/3.

(3)تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، ص 1305.

میں سے اچھائی کرے گا تو کہیں گے کہ اللہ تعالی قبول کرے۔ اگر برائی کرے گا تو کہیں گے اللہ تعالی میری مغفرت فرمائے۔

تشریح:

وہ قرآن پر عمل کر کے اپنے دلوں کو نورِ قرآن سے تروتازہ نہیں کریں گے بلکہ جیسے ایک چیز کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ بوسیدہ ہو جاتی ہے ایسے ہی قرآن کو چھوڑ دیا جائے گا اور اس کے احکام کو بھلا دیا جائے گا۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

قرآن پر اجرت:

(**26**) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَا قَالَ:« بَيْنَا نَحْنُ نَقْرَأُ فِينَا الْعَرَبِيُّ، وَالْعَجَمِيُّ وَالْأَسْوَدُ وَالْأَبْيَضُ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: أَنْتُمْ بِخَيْرٍ تَقْرَءُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَسَيَأْتِي نَاسٌ يَثْقَفُونَهُ كَمَا يَثْقَفُونَ الْقَدَحَ يَتَعَجَّلُونَ أُجُورَهُمْ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهَا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم اہل عرب سیاہ بھی تھے اور سفید فام بھی۔ اچانک آپ ﷺ

---

(1) في تخريج الإحياء:" أخرجه أَبُو مَنْصُور الديلمي فِي مُسْند الفردوس من حَدِيث ابْن عَبَّاس نَحوه بِسَنَد فِيهِ جَهَالَة وَلم أره من حَدِيث معقل". المغني عن حمل الأسفار، ص 1305.

(2) سنن أبي داود، الرقم(830)، 220/1. مسند أحمد، الرقم(12484)، 466/19. كنز العمال، الرقم(29070)، 203/10.

ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تم بہترین لوگ ہو کہ کتاب اللہ کو پڑھ رہے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ تمہارے درمیان موجود ہیں۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو (قرآت قرآن کو) ایسے سیدھا کریں گے جیسا کہ برتن سیدھا کیا جاتا ہے۔ دنیا میں اجرت لیں گے آخرت کے لیے نہ رکھیں گے۔

تشریح:

جیسا کہ آج قرآن کو راگ اور نازوانداز اور عجیب وغریب آوازیں نکال کر اور لمبی لمبی سانس میں پڑھا جاتا ہے اور اس سے مقصد لوگوں سے دادِ تحسین وصول کرنا ہوتی ہے الاماشاءاللہ۔ جیسا کہ اس کے متعلق حدیث ابھی آرہی ہے۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

(**27**) عنْ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ:« أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَاصٍّ يَقْرَأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجِعُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلْ اللَّهَ بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ»[2].

ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا (پڑھ کر) وہ مانگنے لگا۔ تو میں نے 'اِنااللہ واِنا اِلیہ راجعون' پڑھا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے جو قرآن

---

(1) محقق المطالب العالية، 348/14.

(2)سنن الترمذي، الرقم(2917)، 29/5. مسند أحمد، الرقم(19885)، 116/33. مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(30002)، 124/6. المعجم الكبير، الرقم(370)، 166/18.

شرح السنة للبغوي، الرقم(1183)، 440/4.

پڑھے تو اسے قرآن کے وسیلے سے اللہ سے مانگنا چاہیے۔ کیوں کہ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

تشریح:

قرآن کو کمائی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے، قرآن کی کمائی تلاوت، وعظ ونصیحت، فتوی وغیرہ پر اجرت کی صورت میں ہو سکتی ہے، اسی لیے تلاوتِ قرآن پر اجرت مقرر کرنا اور لینا جائز نہیں ہے، اور یہی حکم وعظ ونصیحت کا ہے۔ قرآن سے غلط استدلال کرنا، اپنے مفاد کی تاویلات کرنا اور فتوے دینا اور اس پر دادِ تحسین وصول کرنا یا مفادات حاصل کرنا قرآن کی کمائی کہلائے گی۔

حکم: حسن[1]۔

(**28**) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ:« اقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا وَإِيَّاكُمْ وَلُحُونِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَأَهْلِ الْفِسْقِ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ يُرَجِّعُونَ بِالْقُرْآنِ تَرْجِيعَ الرَّهْبَانِيَّةِ وَالنَّوْحِ وَالْغِنَاءِ لا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُونَةٌ قُلُوبُهُمْ وَقُلُوبُ الَّذِينَ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: قرآن مجید عربی لہجوں اور عربی آوازں سے پڑھو۔ اہلِ کتاب اور فاسق لوگوں کے لہجوں کی طرح پڑھنے سے بچو۔ میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن میں ایسی گلے

---

(1)سنن الترمذي، الرقم(2917)، 29/5.

(2)المعجم الأوسط، الرقم(7223)، 183/7. شعب الإيمان، الرقم(2406)، 208/4. مشكاة المصابيح، الرقم(2207)، 675/1.

بازیاں کریں گے جیسے راہب، نوحہ کرنے والے اور گانے گانے والے کرتے ہیں۔ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا ان کے اور انہیں پسند کرنے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

تشریح:

حکیم اہل سنت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:" اہلِ عرب کی تلاوت میں صرف آواز کی عمدگی، مخارج کی صحت، اداء الفاظ کی نفاست ہوتی ہے تکلف اور موسیقی کے طریقوں سے خالی۔ چونکہ قرآن شریف عربی ہے اسے عربی طریقے سے پڑھو، لحن کے معنے ہیں خوش وطرب اور آواز کی لچک ولہر۔

نہ تو قرآن گیت کے نغموں سے گاؤ جیسے عشاق گویے، فاسقین وغیرہ گاتے ہیں اور نہ ایسے تکلفات سے پڑھو جیسے یہود و نصاری توریت و انجیل پڑھتے ہیں جن سے اصل عبارت بگڑ جاتی ہے جہاں مد نہ ہو وہاں پیدا ہو جاتا ہے جہاں شد ہو وہاں نہیں رہتا۔ الف زبر بن جاتا ہے زبر الف وغیرہ، فقیر نے بعض قوالوں کو قرآنی آیات طبلے سارنگی پر نغموں کی طرح سے گاتے سنا کہ ان کے گیتوں میں آیتیں ہیں انہیں باجوں پر گاتے ہیں۔

قرآن میں گلے بازیاں، راگ راگنی و آوازیں بھرانے سے کام لیں گے اسے گیت یا قوالی کا شعر بنا دیا کریں گے، جیسا کہ آج دیکھا جارہا ہے اس غیب دان نبی نے پہلے ہی اس کی خبر دے دی تھی۔

صرف زبان پر قرآن کے الفاظ ہوں گے دل پر قرآن کا کوئی اثر نہ ہو گا ایمان میں تازگی نہ پیدا ہو گی نہ ان کے سامعین کے کیونکہ جو منہ سے نکلتا ہے وہ کان پر گرتا ہے جو دماغ سے نکلتا ہے وہ دماغ پر گرتا ہے۔ جو دل سے نکلتا ہے وہ دل پر گرتا ہے۔ خود ان کے اور سامعین کے دل اس تلاوت سے فائدہ نہ اٹھائیں گے بلکہ الٹا نقصان"[1]۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

(**29**) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ أَقْوَامٌ مِنْ أُمَّتِي يَشْرَبُونَ الْقُرْآنَ كَشُرْبِهِمُ اللَّبَنَ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسی قومیں آئیں گی، وہ قرآن کو ایسے پڑھیں گے جیسے دودھ پیا جاتا ہے۔

تشریح:

جیسے دودھ زبان سے گزار دیا جاتا ہے اسی طرح وہ قرآن بغیر غور و فکر کے گزار دیں گے۔ اور وہ اپنی زبانوں سے قرآن کے حروف ادا کریں گے مگر عمل کے لیے ان کے دل تیار نہ ہوں گے[4]۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1) مرآة المناجيح، كتاب فضائل القرآن، باب آداب التلاوة، 432/3.

(2)هَذَا حَدِيثٌ لا يَصِحُّ. العلل المتناهية، الرقم(160)، 111/1: منكر. النافلة في الأحاديث الضعيفة والباطلة، 19/1.

(3)المعجم الكبير، الرقم(821)، 297/17. كنز العمال، الرقم(30956)، 142/11.

(4) التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي، حرف السين، 63/2، مكتبة الإمام الشافعي الرياض.

دین کے دسویں حصے پر عمل:

(**30**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَال قالَ:« إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا أُمِرَ بِهِ هَلَكَ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا أُمِرَ بِهِ نَجَا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایسے زمانے میں ہو کہ جس نے تم میں سے دین کے دس فیصد حصے کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا، پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں جو دین کے دس فیصد حصے پر عمل کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔

تشریح:

بد عقیدگی، بد عملی اور اسلام کے خلاف بے شمار فتنے ہوں گے کہ اُس مشکل دور میں دس فیصد دین پر عمل کرنا ہی کمال اور ہمت والا کام سمجھا جائے گا، اسی بنیاد پر اس کی نجات ہو جائے گی۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[3]۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ مَنْ تَمَسَّكَ بِعُشْرِ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ نَجَا»[1].

---

(1) قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ". مجمع الزوائد، الرقم(10412)، 231/6.

(2)سنن الترمذي، الرقم(2267)، 100/4.

(3) قال الترمذي:" هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَفِي البَاب عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ". سنن الترمذي، الرقم(2267)، 100/4.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جس نے تمہارے اعمال کے دس فیصد حصے کو مضبوطی سے تھامے رکھا وہ نجات پاجائے گا۔

(**31**) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ:« إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ عُلَمَاؤُهُ كَثِيرٌ خُطَبَاؤُهُ قَلِيلٌ مَنْ تَرَكَ فِيهِ عُشَيْرَ مَا يَعْلَمُ هَوَى وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقِلُّ عُلَمَاؤُهُ وَيَكْثُرُ خُطَبَاؤُهُ مَنْ تَمَسَّكَ فِيهِ بِعُشْرِ مَا يَعْلَمُ نَجَا»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: تم ایک ایسے زمانے میں ہو کہ اس میں علماء زیادہ ہیں اور خطیب حضرات کم ہیں، جس نے اپنے دینی علم کے دس فیصد کو چھوڑ دیا وہ خواہش کے درپے ہوا۔ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں علماء کم ہوں گے اور خطیب حضرات زیادہ، اس زمانے میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے کو مضبوطی سے تھام کے رکھا وہ نجات پاجائے گا۔

تشریح:

جب عملی انحطاط کا زمانہ ہوگا، لوگ عمل کم کریں گے بلکہ عمل کرنے والے کو طرح طرح کی تکالیف اور جملوں وغیرہ کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس دور میں کم عمل بھی زیادہ اجر کا باعث ہوگا۔

---

(1)أخرجه أَحْمد من رِوَايَة رجل عَن أبي ذَر. المغني عن حمل الأسفار للعراقي، ص 1264.

(2)كنز العمال، الرقم(38629)، 255/14. مسند أحمد، الرقم(21372)، 299/35.

کم عمل پر اجر کی زیادتی کے ساتھ آپ نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ علماء کم ہوں گے اور خطیب زیادہ ہوں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب علماء زیادہ ہوں تو عمل بھی زیادہ ہوگا، اور جب علماء کی کمی ہوگی تو عمل کی بھی کمی ہوگی، اور اگر خطیب حضرات کی بہتات ہو تو عمل کا فقدان ہوگا۔ لہٰذا واعظین، ناصحین، مقررین، خطباء، شعلہ بیان کرنے والے، لوگوں کو رلانے والے عمل میں اضافے کا باعث نہیں بن سکتے، الا یہ کہ خطیب خود عالم باعمل بھی ہو۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

اچھوں کا چلے جانا:

(**32**) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُغَرْبَلُونَ فِيهِ غَرْبَلَةً يَبْقَى مِنْهُمْ حُثَالَةٌ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ، وَأَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا هَكَذَا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) معاہدے توڑ دیں گے اور امانتوں میں خیانت ہوگی۔ وہ آپس میں لڑیں گے، اور وہ اس طرح کریں گے (اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے)۔

---

(1) مقبول: الجامع الكبير، 740/2: قال الهيثمي:"رواه أحمد وفيه رجل لم يسم". مجمع الزوائد، الرقم(536)، 270/2.

(2)مسند أحمد، الرقم(7049)، 626/11.

تشریح:

ہمارے زمانے میں بھی یہ حالت ہے کہ اہل، دانش مند، صلاحیت رکھنے والے، خلوص اور دیانت دار حضرات کی کمی ہوتی جارہی ہے، اور نااہل، غیر دانش مند، مفاد پرست، خیانت کرنے والے لوگوں کی بہتات ہوتی جارہی ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے شعبے سے لے کر حکمران طبقے تک کے لوگ جب چھوڑ کر جاتے ہیں تو نئے آنے والوں کے حالات کو دیکھ کر گزرے ہوئے لوگوں کی یاد آتی ہے۔ پھر جب یہ لوگ چلے جاتے ہیں اور اس کے بعد دیگر حضرات آتے ہیں تو یہ پہلے والوں سے زیادہ نااہل ہوتے ہیں، تو پھر ان سے کم اہل گزرے ہوئے لوگوں کی یاد آتی ہے کہ وہ اِن سے تو اچھے تھے۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[1]۔

(**33**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ:« يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً وَيَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا وَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالُوا: فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُونَ مَا تَعْرِفُونَ وَتَدَعُونَ مَا تُنْكِرُونَ وَتُقْبِلُونَ عَلَى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ، وَتَدَعُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ»[2].

(1) محقق أحمد شاكر على مسند أحمد، الرقم(7049)، 473/6.

(2)سنن أبي داود، الرقم(4342)، 123/4. سنن ابن ماجه، الرقم(3957)، 1307/2. المستدرك، الرقم(2671)، 171/2. مسند أحمد، الرقم(7049)، 626/11.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) جن کے عہد و مواعید میں بے وفائی اور امانتوں میں خیانت ہو گی اور ان میں اس طرح سے اختلاف ہو جائے گا" آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری کے اندر ڈال کر دکھایا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو (ایسے وقت میں) آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا" جو نیکی ہو اس پر عمل پیرا ہونا اور جو برائی ہو اس سے دور رہنا اور اپنے خصوصی معاملات پر توجہ دینا، عمومی معاملات کو چھوڑ دینا۔

تشریح:

اس حدیث میں اُن نااہل لوگوں کی شرمناک حرکتیں بتائی گئی ہیں اور اُس زمانے ان نااہل لوگوں کے شر سے بچنے کا حل بھی بتایا گیا ہے کہ اپنے کام سے کام رکھنا اور عمومی، مشترکہ معاملات میں دخل اندازی نہ کرنا وگرنہ تم ان کے شر سے نہیں بچ پاؤ گے۔

حکم: صحیح[1]۔

---

(1)صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(2671)، 171/2.

فقہاء، علماء:

(**34**) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أَقْوَامٌ مِنْ أُمَّتِي يَتَعَاطَوْنَ فُقَهَاؤُهُمْ عُضُلَ الْمَسَائِلِ أُولَئِكَ شِرَارُ أُمَّتِي»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسی قومیں آئیں گی کہ جن کے مفتیانِ کرام (بنیادی مقاصد اور مسائل کے حل کو چھوڑ کر) ایسے مسائل میں پھنسے رہیں گے کہ جن کا کوئی حل ہی نہ ہو۔ یہ لوگ میری امت کی بدترین قوم ہوگی۔

تشریح:

جن مسائل کو حل کی ضرورت ہوگی اس کو پسِ پشت ڈال دیں گے اور مستحبات ومباحات میں مناظرے ومجادلے تک کرکے اپنے اوقات کو ضائع کریں گے۔ یہی حال ہمارے زمانے میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل پر عذاب آیا تھا تو ان کے علماء اس بات پر مناظرہ کر رہے تھے کہ ہمارے نبی علیہ السلام باسی روٹی کھاتے تھے یا تازہ روٹی کھاتے تھے۔ اسی طرح جب امریکہ عراق پر بمباری کر رہا تھا تو پاک وہند میں مباحات جیسے مسائل پر مناظرے ہو رہے تھے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(1431)، 98/2.

(2)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(14941)، 340/5.

﴿عبادات﴾

نماز کیلئے امام کا نہ ملنا:

(**35**) عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ دیر تک کھڑے رہیں گے، کوئی امام نہیں ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔

تشریح:

دین سے دوری اتنی ہو چکی ہو گی کہ کوئی امامت کا اہل نہیں ہو گا، جیسا کہ آج اگر کسی کو اذان یا اقامت کے لیے کہا جائے تو وہ صحیح اذان اور اقامت نہیں کہہ پاتے۔ ہاں بعض کو صحیح اذان واقامت آتی ہے مگر کہنے سے ڈرتے ہیں۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[2]۔

اذان اور نماز سے دوری:

(**36**) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« سيَأْتِي عَلَى النَّاس زَمانٌ يَتْرُكُونَ الأَذَانَ علَى ضُعفَائِهِمْ وتلْكَ لُحُومٌ حرَّمَها اللهُ عَلى النَّارِ لُحُومُ الْمُؤَذِّنِيْنَ»[1].

---

(1)سنن ابن ماجة، الرقم(982)، 314/1. سنن أبي داود، الرقم(571)، 158/1. مسند أحمد، الرقم(27137)، 111/45.

(2) الجامع الكبير، الرقم(27586)، 810/12: الأرنؤوط على سنن أبي داود وابن ماجه.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اذان کی ذمہ داری اپنے کمزوروں کے کندھوں پر ڈال دیں گے، اس زمانے میں اذان دینے والوں پر اللہ تعالی جہنم کی آگ کو حرام کر دے گا۔

تشریح:

آج اذان دینے والے کو کم تر اور غریب تصور کیا جاتا ہے اور یہ ذمہ داری بھی ایسے ہی لوگ لیتے ہیں۔ اُمراء اور علماءِ سوء اس کو عیب سمجھتے ہیں، جبکہ نبی کریم ﷺ نے ترغیب کے لیے اور لوگوں کو اذان دینے کی اہمیت کے لیے یہاں تک فرمایا: « لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا لَهُمْ فِي التَّأْذِينِ لَتَضَارَبُوا عَلَيْهِ بِالسُّيُوفِ».

ترجمہ: اگر لوگوں کو معلوم ہو تا کہ اَذان کہنے میں کتنا ثواب ہے؟ تو اس پر باہم تلوار چلتی[2]۔

حکمِ حدیث: معتمد[3]۔

(**37**) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« سيَأْتِي عَلَى النَّاس زَمانٌ يُصلِّى فِي الْمسْجِدِ منْهُمْ أَلْفُ رجُلٍ وزِيادةٌ لَا يكُونُ فيهمْ مُؤمِنٌ»[4].

---

(1)الترغيب لابن شاهين، الرقم(866)، ص 161. الترغيب والترهيب لقوام، الرقم(282)، 207/1. المقاصد الحسنة، الرقم(954)، 554. كنز العمال، الرقم(20941)، 690/7.

(2) مسند أحمد، الرقم(11241)، 341/17، مؤسسة الرسالة بيروت.

(3)قال الحافظ في اللسان: حديث غريب. وقال في الإصابة: وصالح بن سليمان هذا ضعيف. أنيس الساري، 290/10: الجامع الكبير، الرقم(14885)، 316/5.

(4)الجامع الكبير، الرقم(14887)، 317/5. جامع الأحاديث، الرقم(13183)، 309/13.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجد میں ہزاروں لوگ نماز پڑھیں گے مگر ان میں کوئی (کامل) مؤمن نہیں ہو گا۔

تشریح:

نام کے مسلمان ہوں گے مگر اعمال میں کافروں سے بھی بد تر ہوں گے، ان کے دلوں میں انسانیت اور اسلام نام کی کوئی شی نہیں ہو گی۔

حکم حدیث: قابل عمل[1]۔

(38) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَجْتَمِعُونَ وَيُصَلُّونَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں جمع ہوں گے اور نماز پڑھیں گے جبکہ ان میں کوئی بھی مؤمن نہیں ہو گا۔

تشریح:

اُس زمانے میں مؤمن بالکل نہیں بچیں گے، بلکہ وہ کافر ہو چکے ہوں گے، یا وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوں گے مگر حقیقت میں کافر ہوں گے، یا مؤمن تو ہوں گے مگر کامل مؤمن نہیں ہوں گے۔

حکم حدیث: صحیح[3]۔

---

(1)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(14887)، 317/5.

(2)المستدرك للحاكم، الرقم(8365)، 489/4. مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(37586)، 505/7.

(3)صحيح مع الذهبي: المستدرك للحاكم، الرقم(8365)، 489/4.

مسجد میں باتیں:

(**39**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَتَحَلَّقُونَ فِي مَسَاجِدِهِمْ وَلَيْسَ هِمَّتُهُمْ إِلَّا الدُّنْيَا لَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ اپنی مسجدوں میں جتھے بنا کر بیٹھیں گے مگر ان کی غرض دنیا ہوگی، اللہ تعالی کو ان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ پس ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

تشریح:

وہ دنیاوی اَغراض ومقاصد کے لیے مسجد میں آئیں گے اور بیٹھیں گے، جیسے آج کل مشاہدے میں ہے کہ نماز عصر کے بعد نکاح ہو تو بعض لوگ باہر کھڑے رہیں گے جب نماز ہوگی اور نکاح کی تقریب شروع ہوگی تو مسجد میں آئیں گے، اسی طرح جنازے کے لیے آتے ہیں تو اس میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

حکم حدیث: صحیح(2)۔

(**40**) عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ لَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ»(3).

---

(1)مستدرك للحاكم، الرقم(7916)، 359/4.

(2)صحيح مع الذهبي: مستدرك للحاكم، الرقم(7916)، 359/4.

(3)صحيح ابن حبان، الرقم(6761)، 163/15.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں ایسی قوم آئے گی کہ وہ بات چیت اپنی مسجدوں میں کریں گے اور اللہ تعالی کو ان کی ضرورت نہیں ہو گی۔

تشریح:

گپ شپ، بات چیت اور احوالِ زندگی مسجد میں کریں گے جبکہ مسجد میں مباح بات کرنا بھی مکروہ ہے۔ اسی لیے یہ بات ذہن نشین رہے کہ عبادت کرنا اتنا کمال نہیں ہے بلکہ عبادت کو بچانا کمال ہے، وگرنہ شیطان ریاکاری، دکھاوا اور اسی طرح مسجد میں دنیاوی باتیں کرا کر کی گئی عبادت سے زیادہ جرم کرانا چاہتا ہے اور کراتا بھی ہے۔ لہذا عبادت کرکے اس کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**41**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ يَتَبَاهَوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيْلاً»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا لوگ اپنی مسجدوں کو تعمیر کرکے فخر کریں گے مگر ان کو عبادت کے ذریعے سوائے چند لوگوں کے آباد نہیں کریں۔

---

(1) محقق شعيب الأرنؤوط على صحيح ابن حبان، الرقم(6761)، 163/15.

(2)شرح السنة للبغوي، الرقم(466)، 351/2. مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(3146)، 274/1. مسند أبي يعلى، الرقم(2817)، 199/5.

تشریح:

نمود و نمائش، ریاکاری اور تختی لگوانے کے لیے مسجدیں بنائیں گے مگر اپنا وقت دے کر عبادات کے ذریعے مسجدیں آباد نہیں کریں گے۔

حکمِ حدیث: حسن[1]۔

(**42**) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ أَهْلُ مَكَّةَ مِنْهَا وَلَا يُعَمِّرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا ثُمَّ تُعَمَّرُ وَتَمْتَلِئُ وَتُبْنَى ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهَا وَلَا يَعُودُونَ إِلَيْهَا أَبَدًا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب مکہ میں سے کچھ لوگ نکلیں گے ان میں سے مساجد کو چند لوگ تعمیر کریں گے، پھر ان کو آباد بھی کریں اور مسجدیں بھر جائیں گی اور مزید بنائی جائیں گی، پھر (بے عملی پھیل جائے اور) وہ لوگ مسجدوں میں سے نکل جائیں گے اور کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئیں گے۔

تشریح:

یعنی زمانے کا انحطاط شروع ہو گا اور بے عملی پھیلے گی تو مسجدوں میں نمازیوں کی قلت شروع ہو جائے گی۔

حکمِ حدیث: حسن[1]۔

---

(1)حسن لغيره: المطالب العالية للمحقق، 502/3: حسن: تعليق المحقق على مسند أبي يعلى.

(2)مسند أحمد، الرقم(14735)، 72/23.

دعا واحد ذریعہ نجات:

(**43**) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا مَنْ دَعَا دُعَاءَ الْغَرَقِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی نجات نہیں پاسکے گا مگر پُر خلوص دعا کرنے والا۔

تشریح:

جیسے ہمارے زمانے میں ایسی بیماریاں پائی جاتی ہیں کہ ان کا علاج صحیح طور پر ممکن نہیں یا ممکن تو ہے مگر اس مریض کے بس میں نہیں، یا ایسی تکالیف لاحق ہوتی ہیں کہ دعا کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہوتا، اس وقت نہ پیسہ کام آتا ہے نہ دوست نہ رشتہ دار وغیرہ۔

حکم: صحیح[3]۔

عبادت میں افراط وتفریط:

(**44**) عَنْ ابْنٍ لِسَعْدٍ قَالَ:« أَنَّهُ قَالَ سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَبَهْجَتَهَا وَكَذَا وَكَذَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ النَّارِ وَسَلَاسِلِهَا وَأَغْلَالِهَا وَكَذَا وَكَذَا فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَفِيهِ ابْنُ لَهِيعَةَ، وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ". مجمع الزوائد، الرقم(5773)، 298/3.

(2)مستدرك للحاكم، الرقم(8308)، 471/4. مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(29173)، 22/6.

(3)صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(8308)، 471/4.

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَمَا فِيهَا مِنْ الْخَيْرِ وَإِنْ أُعِذْتَ مِنْ النَّارِ أُعِذْتَ مِنْهَا وَمَا فِيهَا مِنْ الشَّرِّ»[1].

ترجمہ: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کہتے ہیں میرے والد نے مجھے سنا کہ میں اس طرح سے دعا کر رہا تھا اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی نعمتوں کا اور رونقوں کا اور یہ اور یہ۔ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی زنجیروں اور طوقوں سے اور اس کی ایسی ایسی بلاؤں سے۔ تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے " عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو دعا میں مبالغہ کریں گے۔ تو خیال رکھو کہیں تم ان میں سے نہ ہو (کیونکہ) اگر تجھے جنت دی جائے گی تو اس کی تمام خیرات بھی دی جائے گی۔ اور اگر جہنم سے بچ گئے تو اس کی تمام آفتوں سے بھی بچ جاؤ گے۔

تشریح:

دعا میں لفّاظی، جملے بازی، لوگوں کو رلانے کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنا یا خود رونا دھونا تاکہ لوگ دیکھ کر روئیں وغیرہا سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔

---

(1)سنن أبي داود، الرقم(1480)، 604/2. مسند أحمد، الرقم(1584)، 146/3.

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:« فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ يَعْنِي لاَ يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ الِاجْتِنَابَ».

ترجمہ: دعا میں قافیہ بندی (لفّاظی) سے بچتے رہنا۔ پس میں (یعنی ابن عباس) اور ان کے صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے عہد کیا کہ وہ اس طرح دعا نہیں کریں گے اور اس سے بچتے رہیں گے[1]۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:" والاعتداء في الدعاء يقع بزيادة الرفع فوق الحاجة أو بطلب ما يستحيل حصوله شرعا أو بطلب معصية أو يدعو بما لم يؤثر خصوصا ما وردت كراهته كالسجع المتكلف وترك المأمور".

ترجمہ: دعا میں حد سے تجاوز سے مراد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکالنا، یا جس کا حصول شرعاً محال ہو اس کا طلب کرنا، یا گناہ کو طلب کرنا، یا ایسی دعا کرنا جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے مروی نہیں ہے خصوصاً جس کے بارے میں کراہت آئی ہے جیسے سجع اور تکلّف سے دعا کرنا اور جس کا حکم دیا گیا اس کے علاوہ دعا کرنا[2]۔

حکم حدیث: حسن[3]۔

---

(1) صحيح البخاري، الرقم(6337)، 74/8، مؤسسة الرسالة بيروت.

(2) فتح الباري، تفسير سورة الأعراف، 298/8، دار المعرفة بيروت.

(3) شعيب الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(1584)، 147/3. وعلى سنن أبي داود، الرقم(1480)، 604/2.

في مسند أحمد بسند حسن عَنْ مَوْلًى لِسَعْدٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ:﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [الأعراف: 55] وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَقُولَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ»(1).

(**45**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي قَوْمٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ وَالطُّهُورِ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو دعا میں اور طہارت میں حد سے تجاوز کریں گے۔

تشریح:

اس میں دعا کے ساتھ ساتھ طہارت میں بھی مبالغے کا ذکر ہے یعنی طہارت وپاکیزگی کرتے وقت پانی کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

حکم حدیث: صحیح(3)۔

---

(1)مسند أحمد، الرقم(1483)، 80/3: مسند أبي داود الطيالسي، الرقم(197)، 164/1.

(2)مسند أحمد، الرقم(20554)، 172/34. المستدرك، الرقم(1979)، 724/1. صحيح ابن حبان، الرقم(6763)، 166/15.

(3)صحيح. المستدرك، الرقم(1979)، 724/1: ومحققُ صحيحِ ابن حبان، الرقم(6763)، 166/15.

﴿نکاح وطلاق﴾

طلاق دے کر انکار:

(**46**) قَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُطَلِّقُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ يَجْحَدُ طَلَاقَهَا فَيُقِيمُ عَلَى فَرْجِهَا فَهُمَا زَانِيَانِ مَا أَقَامَا»(1).

ترجمہ: حضرت ابن مسعود نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر اپنی طلاق سے انکار کرے گا اور اپنے بیوی سے ہمبستری کرے گا تو جب تک دونوں یہ عمل کرتے رہیں گے دونوں زانی ہوں گے۔

تشریح:

آج کل اکثر حضرات تین طلاقیں ایک ساتھ دے کر مکر جاتے ہیں اور غلط بیانی سے فتوی لے لیتے ہیں۔ جس شخص نے تین طلاقیں دیں چاہے ایک جملے میں یا الگ الگ جملوں میں ایک مجلس میں یا الگ الگ مجلسوں میں تو اس کی تین طلاقیں قرآن، سنت اور اجماعِ ائمہ فقہِ حنفی، فقہِ شافعی، فقہِ حنبلی، فقہِ مالکی، محدثین وغیرہا سب کے نزدیک واقع ہو جائیں گی۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب "خواتین کے اہم وجدید شرعی مسائل" ملاحظہ ہو۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(2)۔

---

(1)المعجم الأوسط، الرقم(4861)، 127/5. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(10556)، 228/10.

(2) قال الهيثمي:"وَفِيهِ سَيْفُ بْنُ مِسْكِينٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12435)، 323/7.

﴿حلال وحرام کمائی﴾

سود اور اس کا غبار:

(**47**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی باقی نہیں رہے گا مگر سود کھانے والا، پس اگر کوئی سود نہیں کھائے گا تو اس کا اثر ضرور پہنچے گا۔

تشریح:

یعنی یا تو وہ سود کھائیں گے یا سود کا اثر انہیں ضرور پہنچے گا۔ ہمارے ہاں آہستہ آہستہ سودی نظام کو ختم کر کے اسلامی بینکاری کو رائج کیا جا رہا ہے جو کہ کمال والی بات ہے، ہمیں سود سے بچ کر اسلامی خرید و فروخت کو اپنانے کی اللہ تعالی توفیق عطا فرمائے۔

حکم: صحیح[2]۔

حلال وحرام آمدنی:

(**48**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی یہ پروا نہیں کرے گا کہ اس کی کمائی حلال کی ہے یا حرام کی؟

---

(1)سنن أبي داود، الرقم(3331)، 220/5. المستدرك للحاكم، الرقم(2162)، 13/2.

(2)صحيح مع الذهبي: المستدرك للحاكم، الرقم(2162)، 13/2.

(3)صحيح البخاري، الرقم(2059)، 55/3.

تشریح:

ہم جس طرح کوئی چیز خریدتے وقت اس کی کوالٹی، خاصیت دیکھتے ہیں کہ وہ اصل ہے یا نقل اور دو نمبر، اسی طرح اس کی ختم ہونے کی تاریخ تلاش کرتے ہیں، جب ہر لحاظ سے تسلی ہو جاتی ہے پھر خریدتے ہیں، اسی طرح ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جو خرید رہے ہیں یا بیچ رہے ہیں وہ کہیں حرام تو نہیں؟ یا حرام وناجائز طریقہ اختیار تو نہیں کر رہے؟

شریرلوگ اورکاروبار:

(49) « خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تُقَدَّمُ الْأَشْرَارُ لَيْسَتْ بِالْأَخْيَارِ وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّ وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ»[1].

ترجمہ: حضرت علی نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شریر لوگوں کو بڑا بنا دیا جائے گا ان میں سے کوئی بہترین اور کام کا نہیں ہو گا، مجبور شخص سے چیز خریدی جائے گی، حالانکہ رسول اللہ نے مجبور شخص، دھوکے اور پھل پکنے سے پہلے کی خرید وفروخت سے منع فرمایا۔

تشریح:

ایک شخص سخت مجبوری کی حالت میں ہے اسے کسی چیز کی اشد ضرورت ہے، دوسرا شخص اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چیز کے پیسے کافی زیادہ مانگ

---

(1)السنن الكبرى للبيهقي، الرقم(11077)، 29/6. السنن الصغير للبيهقي، الرقم(1996)، 280/2.

رہاہے تو یہ بیع کرنافاسد ہے[1]۔ اور مکرہ یعنی جس سے جبراً کوئی چیز خریدی گئی اس کی بیع فاسد موقوف ہے[2]۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[3]۔

بکری بہتر مال اور فتنہ سے بھاگنا:

(50) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ أَوْ سَعَفَ الجِبَالِ فِي مَوَاقِعِ القَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الفِتَنِ»[4].

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسازمانہ آئے گا کہ بھیڑ، بکریاں مسلمان کا بہترین مال ہو گا کہ وہ بکریاں چرانے کے لئے پہاڑ کی چوٹیوں یا بارش پڑنے کے مقامات کو تلاش کرے گا اور وہ اپنے دین کو بچاکر فتنوں سے دور رہے گا۔

تشریح:

کیونکہ اس وقت لوگوں میں رہنا فتنے سے خالی نہیں ہو گا اور وہ فتنوں سے بچ نہیں پائے گا۔ ان سے بچنے کے لیے وہ الگ تھلگ جگہ تلاش کر کے اپنا گزر بسر کرے گا۔

---

(1) رد المحتار، باب البيع الفاسد، مطلب بيع المضطر، 59/5، دار الفكر بيروت.

(2) رد المحتار، كتاب البيوع، مطلب بيع المكره، 503/4، دار الفكر بيروت.

(3) قال البيهقي:" وَقَدْ رُوِيَ مِنْ أَوْجُهٍ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ، وَكُلُّهَا غَيْرُ قَوِيَّةٍ". السنن الكبرى للبيهقي، الرقم(11077)، 29/6: وقال السيوطي:" وأخرجه ابن مردويه من وجه آخر عن على مرفوعا". جامع الأحاديث، الرقم(33575)، 474/30،

(4)صحيح البخاري، الرقم(3600)، 198/4.

(**51**) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَوَّلٍ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ الْمَالِ فِيهِ غَنَمٌ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ تَأْكُلُ الشَّجَرَ وَتَرِدُ الْمَاءَ يَأْكُلُ صَاحِبُهَا مِنْ رِسْلِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ أَلْبَانِهَا وَيَلْبَسُ مِنْ أَصْوَافِهَا – أَوْ قَالَ: أَشْعَارِهَا – وَالْفِتَنُ تَرْتَكِسُ بَيْنَ جَرَاثِيمِ الْعَرَبِ وَاللَّهِ مَا تَعْبَئُونَ . يَقُولُهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دو سجدہ گاہوں (یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کے درمیان بکری بہترین مال ہو گا کہ وہ درخت کے پتے کھائیں گی اور پانی پئیں گی اور بکریوں کا مالک ان کا گوشت کھائے گا اور دودھ پیئے گا اور ان کی اُون اوڑھے گا، یا فرمایا: ان کے بال اوڑھے گا۔ جبکہ فتنے عربوں کی اصل کے درمیان ہوں گے (یعنی خالص عربوں میں ہوں گے) اور اللہ تعالی کی قسم تمہیں اس کی پرواہ بھی نہ ہو گی۔ یہ رسول اللہ نے تین مرتبہ فرمایا۔

تشریح:

یعنی لوگوں کو ان فتنوں کے متعلق کم علم ہو گا وہ اپنی دنیا میں مگن ہوں گے، اپنے ایمان کی فکر نہ ہو گی، ایسے حالات میں صرف وہی بچ سکے گا جو دور دراز علاقوں میں رہ رہا ہو گا اور زمانے کے فتنوں سے اپنے ایمان کو بچا کر رکھا ہو گا۔

---

(1)صحيح ابن حبان، الرقم(5882)، 197/13. المعجم الكبير، الرقم(763)، 322/20. مسند أبي يعلى، الرقم(1568)، 137/3.

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسے زمانے میں دور دراز علاقوں میں رہنا زیادہ مفید ہو گا، مگر دنیا کی آسائش کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایمان کی حفاظت کے لحاظ سے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

مال کی کمی پر رشک کا زمانہ:

(52) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُغْبَطُ فِيهِ الرَّجُلُ بِخِفَّةِ حَالِهِ كَمَا يُغْبَطُ الرَّجُلُ الْيَوْمَ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں خفیف المال (کم مال والے) شخص پر اس طرح رشک کیا جائے گا جس طرح آج تم میں صاحبِ مال اور صاحبِ اولاد پر رشک کیا جاتا ہے۔

تشریح:

آج جس کے پاس جتنا زیادہ مال ہے وہ اتنا ہی زیادہ پریشان ہے۔ مگر اکثر لوگ آج بھی مال کی زیادتی کی تمنا کرتے ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ زمانہ ضرور آئے گا کہ لوگ مال کی قلت کی تمنا کریں گے۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيُّ بِاخْتِصَارٍ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِي إِسْنَادِ أَبِي يَعْلَى مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ مَسْمُولٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَفِي إِسْنَادِ الطَّبَرَانِيِّ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الشَّاذَكُونِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12343)، 305/7.

(2)مستدرك للحاكم، الرقم(8495)، 532/4.

(**53**) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ (يَغْبِطُوْنَ فِيهِ الرَّجُلَ بِخِفَّةِ الحَاذِ) كَمَا يَغْبِطُونَه الْيَوْمَ بكَثْرَةِ الْمَالِ وَالْوَلَدِ حَتَّى يَمُرَّ أَحَدُكُمْ بِقَبْرِ أَخِيهِ (فَيَتَمَعَّكَ عَلَيهِ كَمَا تَتَمَعَّكُ الدَّابَّةُ فِيْ مَرَاغِهَا وَيَقُوْلُ: يَا) لَيْتَنِيْ مَكَانَهُ مَا بِه شَوْقٌ إِلَى اللهِ وَلَا عَمَلٌ صَالِحٌ قَدَّمَهُ إِلَّا مِمَّا يَنْزِلُ بِهِ (مِنَ الْبَلَاءِ)»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں لوگ قلیل اہل وعیال والے شخص پر رشک کریں گے جس طرح آج مال واولاد کی کثرت والے پر رشک کرتے ہیں، حتی کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرے گا تو وہ قبر پر ایسے لپٹ جائے گا جیسے جانور اپنی چراگاہ میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور وہ شخص کہے گا: کاش میں اس کی جگہ ہوتا، اس کا یہ کہنا اللہ تعالی کے عشق ومحبت میں نہ ہوگا اور نہ ہی نیکی حاصل کرنے کی نیت سے ہوگا بلکہ اپنے اوپر آنے والے تکالیف وآزمائش کی وجہ سے ہوگا۔

تشریح:

اس حدیث میں مزید فرمایا کہ مال کی وجہ سے فتنے، آزمائشیں، مصیبتیں اور تکالیف بہت زیادہ ہوں گی اور لوگ اتنے تنگ ہوں گے کہ وہ صرف ان فتنوں سے بچنے کے لیے مرنا پسند کریں گے۔ پھر اس دور میں ایسے لوگ بھی

(1)صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(8495)، 532/4.
(2)الجامع الكبير، الرقم(18100)، 195/7. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(9777)، 11/10. مسند البزار، (1461)، 289/4.

خوش نصیب ہوں گے جو فتنوں سے بچ کر مرنا پسند کریں گے وگرنہ ایسے بھی ہوں گے کہ وہ ان فتنوں میں بہہ جائیں گے۔

حکمِ حدیث: معتمد[1]۔

﴿اخلاقیات﴾

عالم اور حلیم کی ناقدری:

(**54**) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ:« اللَّهُمَّ لَا يُدْرِكْنِي زَمَانٌ أَوْ لَا تُدْرِكُوا زَمَانًا لَا يُتْبَعُ فِيهِ الْعَلِيمُ وَلَا يُسْتَحَى فِيهِ مِنَ الْحَلِيمِ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الْأَعَاجِمِ وَأَلْسِنَتُهُمْ أَلْسِنَةُ الْعَرَبِ»[2].

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ دعا کی: اے اللہ! مجھ پر ایسا زمانہ نہ آئے یا فرمایا: تم پر ایسا زمانہ نہ آئے کہ اس زمانے میں جید عالم کی پیروی نہ کی جائے اور حوصلے والے کا حیا نہ کیا جائے، ان کے دل عجمی لوگوں کی طرح ہوں گے اور ان کی زبانیں اہل عرب کی زبانوں کی طرح ہوں گی۔

تشریح:

علم و حوصلے والے کی قدر نہیں کریں گے ان کے دل اَخلاق سے خالی ہوں گے اور ریاکاری و نفاق سے بھرے ہوں گے اور اپنی زبان کی مٹھاس یا چرب زبانی کی وجہ سے لوگوں کو دھوکہ دیں گے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ شریف آدمی کی

(1) ضعیف: الجامع الكبير، الرقم(18100)، 195/7: مجمع الزوائد، الرقم(12218)، 282/7.

(2)مسند أحمد، الرقم(22879)، 518/37.

زندگی نہیں ہے، کیونکہ اس کو آسانی سے لوٹ لیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی حقیقی اور اسلامی زندگی اسی شریف آدمی ہی کی ہوتی ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

مؤمن کا استخفاف:

(55) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَسْتَخْفِي الْمُؤْمِنُ فِيهِمْ كَمَا يَسْتَخْفِي الْمُنَافِقُ فِيكُمُ الْيَوْمَ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں مؤمن لوگوں کے درمیان اس طرح چھپتا پھرے گا جس طرح آج تم میں منافق چھپتے پھرتے ہیں۔

تشریح:

یعنی مؤمن اور شریف انسان کا دھوکے سے بھرے معاشرے کے ساتھ چلنا اور ان سے میل جول رکھنا اتنا مشکل ہو جائے گا۔

یا کفر و شرک کا عالم یہ ہو گا کہ مؤمن کو تلاش کر کے اس کو قتل کر دیا جائے گا جیسا کہ آج دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ ظلم و ستم ہو رہا ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)ضعيف: المسند الموضوعي، الرقم(12)، 146/2: مجمع الزوائد، الرقم(861)، 183/1.

(2)مسند الشاميين، الرقم(238)، 148/1. مسند الفردوس، الرقم(8679)، 441/5. جامع الأحاديث للسيوطي، الرقم(26434)، 462/23.

(**56**) عَنْ أَنَسٍ/ عَنْ عَلِيٍّ قَالَا قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ الْمُؤْمِنُ فِيهِ أَذَلَّ مِنْ شَاتِهِ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں مؤمن بکری سے بھی زیادہ کم قیمت والا ہو گا۔

تشریح:

یعنی ایمان دار کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہو گی بلکہ چالاک اور دھوکے بازوں کا راج ہو گا، ان کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، انہیں کو اونچے مقام پر بٹھایا جائے اور عہدے سونپے جائیں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(3)۔

(**57**) عَنْ عَلِيٍّ/ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَا قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الْمُؤْمِنُ فِيهِ أَذَلُّ مِنَ الأَمَةِ أَكيسُهُمْ الَّذى يَرُوغُ بدِينِهِ رَوَغَانَ الثَّعْلَبِ»(4).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مؤمن کی ذلت لونڈی سے زیادہ ہو گی، اس زمانے کے لوگوں میں

---

(1) ضعيف: الجامع الكبير، 819/12: ذخيرة الحفاظ لابن القيسراني، الرقم(6471)، 2768/5.

(2)كنز العمال، الرقم(30936) 137/11. الفتح الكبير للسيوطي، الرقم(14331)، 385/3. جامع الأحاديث للسيوطي، الرقم(33982)، 153/31.

(3) ضعيف: الفتح الكبير للسيوطي، الرقم(14331)، 385/3.

(4)الفتن لنعيم، الرقم(501)، 188/1. الزهد لأبي داود، الرقم(176)، ص 173.

زیادہ ذہین وہ ہو گا کہ جو لومڑی کے مکر وفریب کی طرح اپنے دین کے ساتھ مکر وفریب سے کام لے گا۔

تشریح:

دین کو کاروبار بنانا اور دین کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا یا دینی حلیہ اپنا کر خاص ایجنڈے پر کام کرنا ان کا پیشہ ہو گا۔ آج بھی ایسے لوگوں کی بھرمار ہے کہ جو دین کے ساتھ بھی کاروبار کرتے ہیں۔ پھر جو جتنا زیادہ دین کے ذریعے بزنس کرتا ہے اسے اتنا زیادہ ہوشیار، چالاک اور جہاں دیدہ سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ ایمان دار کے لیے کہا جاتا ہے کہ یہ زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتا ہے یا اسے چلنا نہیں آتا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

مغفرت وعذاب:

(58) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ نَاسٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَدُّوْا أَنَّهُمْ اِسْتَكْثَرُوْا مِنَ السَّيِّئَاتِ قِيْلَ: وَمَنْ هُمْ يَا رَسُول اللهِ قَالَ: الَّذِيْنَ بَدَّلَ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگ یہ خواہش کریں گے کہ کاش ان کے گناہ بکثرت ہوتے، پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے یارسول اللہ؟ فرمایا: جن کے گناہوں کو اللہ تعالی نے نیکیوں میں بدل دیا ہو گا (کہ اگر مزید گناہ ہوتے تو آج اتنی زیادہ نیکیاں ملتیں)۔

---

(1) ضعیف: الجامع الكبير، الرقم(2656)، 490/18، 421/21.

(2)الدر المنثور للسيوطي، سورة فرقان، آیت 68، 281/6.

تشریح:

اللہ تعالی جس پر کرم فرمائے گا اور جس گناہ گار کے لیے نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے تو اللہ تعالی اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور کثیر اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

(**59**) عَنِ أَبِي كَبْشَةَ قَالَ قَالَ:« أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَعْجَبَ مِنْ ذَلِكَ؟ رَجُلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ يُنْبِئُكُمْ بِمَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا وَسَدِّدُوا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَعْبَأُ بِعَذَابِكُمْ شَيْئًا وَسَيَأْتِي قَوْمٌ لَا يَدْفَعُونَ عَنْ أَنْفُسِهِمْ بِشَيْءٍ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں، کہ تم میں ایک شخص ہو گا، جو کچھ تم سے پہلے ہو چکا اور جو تمہارے بعد ہو گا، اس کی خبریں دے گا۔ پس تم سیدھی راہ پر قائم رہنا، پس بے شک اللہ تعالی کسی شی کو عذاب دینے پر کوئی پرواہ نہیں فرماتا، اور عنقریب ایسی قوم آئے گی کہ جو اپنی ذات پر کسی شی کا دفاع نہیں کرے گی۔

تشریح:

یعنی جب اللہ تعالی اس قوم کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو اپنے دفاع کے لیے ان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہیں ہو گی بلکہ وہ اس عذاب کے مستحق ہوں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)مسند أحمد، الرقم(18029)، 558/29. شرح مشكل الآثار، الرقم(3741)، 362/9. كنز العمال، الرقم(5386)، 42/3.

(**60**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُورُهُمْ كَضَوْءِ الشَّمْسِ قُلْنَا: مَنْ أُولَئِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ وَالَّذِينَ تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ يَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ يُحْشَرُونَ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ»[(2)].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں سے کچھ لوگ قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور سورج کے نور کی طرح ہو گا، ہم نے کہا یہ کون لوگ ہوں گے یارسول اللہ! فرمایا: فقر وفاقہ کی حالت میں ہجرت کرنے والے اور جو دین کی ناپسندیدہ بات سے اپنے آپ کو بچاتے رہے، ان میں سے کوئی ایک اس حال میں مرے گا کہ اس کی آرزو اس کے سینے میں رہ جائے گی اور لوگ زمین کے ہر حصے سے محشر میں جمع ہوں گے۔

تشریح:

یعنی غربت وافلاس میں زندگی گزار دی مگر دین کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا، کبھی زبان پر شکوہ نہیں لائے، دین اور اسلام کی خاطر اگر اپنا وطن

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيُّ وَقَدِ اخْتَلَطَ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ مِنْ طَرِيقِ الْمَسْعُودِيِّ، وَقَدِ اخْتَلَطَ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ وُثِّقُوا". مجمع الزوائد، الرقم(10325)، 194/6: مقبول: الجامع الكبير، الرقم(9072)، 314/3.

(2)مسند أحمد، الرقم(6650)، 231/11. الزهد والرقائق، الرقم(775)، 267/1. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(14179)، 365/13. كنز العمال، الرقم(16637)، 481/6.

قربان کر کے ہجرت کرنا پڑی تو اس سے بھی دریغ نہ کیا تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی اتنے عظیم انعام سے نوازے گا۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[1]۔

(**61**) « إِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ أُلْهِمْتُمْ فِيهِ الْعَمَلَ وَسَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُلْهِمُوْنَ الْجَدَلَ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: تم ایسے زمانے میں ہو کہ نیک عمل کی محبت دل میں ڈالی جاتی ہے اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ جھگڑا اور فساد گھٹی میں دیئے جائیں گے۔

تشریح:

ہمیں اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دینی چاہئے، اس دنیا میں ہماری عزت وآبرو کے یہی محافظ ہیں اور قیامت کے دن بھی ان کے متعلق ہم سے سوال کیا جائے گا کہ ان کی کیسی تربیت کی تھی؟ ہم اگر بہترین معاشرہ چاہتے ہیں تو معاشرے کی اصلاح اپنے گھر سے، اپنے آپ سے، اپنی اولاد سے شروع کرنی چاہئے، کل یہی ہمارا بچہ بڑا ہو گا، اس کا معاشرے میں کسی نہ کسی صورت میں کردار ضرور ہو گا مثلاً استاذ، کاریگر، کاروباری، جاب کرنے والا، حکمران، عہدے پر فائز، کئی اختیارات کا مالک ہو گا، لہذا اگر اس کی تربیت میں کمی چھوڑ دی اور اُسی کمی کا اثر خدانخواستہ عملی زندگی

---

(1)مقبول: الجامع الكبير، الرقم(14880)، 314/5: في إتحاف الخيرة:" رواه أحمد منيع بسند ضعيف لِضَعْفِ ابْنِ لَهِيعَةَ لَكِنْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يحيى بِسَنَدٍ صَحِيحٍ". إتحاف الخيرة المهرة، الرقم(6963)، 325/7.

(2)كشف الخفاء، الرقم(774)، 286/1. تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، الرقم(121)، 146/1.

میں نظر آیا تو اس کا مطلب ہوا ہم نے معاشرے کو بگاڑنے کے لیے ایک اور پودا لگا دیا اور اُسی حالت میں اس کی پرورش کرتے رہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

﴿رحمت وبرکت﴾

بارش ہوگی مگر سبزہ نہیں:

(**62**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تُمْطِرُ السَّمَاءُ مَطَرًا وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آسمان بارش برسائے گا مگر زمین (سبزہ) نہیں اُگائے گی۔

تشریح:

بارش اپنے ساتھ رحمت نہیں لائے گی بلکہ مصیبت اور عذاب بن کر نازل ہوگی اور اس سے بیماریاں، مشکلات اور مصائب کی کثرت ہوگی۔

حکمِ حدیث: صحیح[3]۔

(1)وقال العراقي:" لم أجد له أصلاً أھ وله شواھد". تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، الرقم(121)، 146/1.

(2)مستدرك للحاكم، الرقم(8567)، 559/4. مسند البزار، الرقم(7411)، 18/14. كنز العمال، الرقم(38568)، 243/14.

(3)صحيح مع الذهبي: المستدرك للحاكم، الرقم(8567)، 559/4.

﴿دنیاداری﴾

دنیا کی مذمت:

(**63**) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ:« عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ عَرْضَهُ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى الْجُحْفَةِ إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ: فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے جیسے کوئی رخصت کرتا ہے زندوں اور مردوں کو اور فرمایا: میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا حوض پر اور اس حوض کی چوڑائی اتنی ہے جیسے ایلہ سے جحفہ (یہ دونوں مقام کے نام ہیں ایلہ مدینہ سے پندرہ منزل پر اور جحفہ سات منزل پر ہے) مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو گے، پھر ہلاک ہو جاؤ گے جیسے تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آخری بار میرا دیکھنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر۔

---

(1)صحيح البخاري، الرقم(4042)، 94/5. صحيح مسلم، الرقم(2296)، 1796/4.

تشریح:

آج ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کی دیوار سے میری اونچی دیوار ہو، اگر اس کے پاس فلاں چیز ہے تو میں اس سے زیادہ قیمت والی چیز لے کر دکھاؤں گا، پھر اس شی کے حصول کے لیے سفید وسیاہ، حلال وحرام کا خیال نہیں کیا جاتا بلکہ خواہشات کو پورا کیا جاتا ہے۔ جو ایسا کرتے ہیں انہیں زندگی کا سکون کبھی حاصل نہیں ہوتا بلکہ جس دولت کو اکٹھے کرنے میں اپنی عمر لگادی تھی اس سے زندگی کا سکون حاصل نہیں کرپاتے، پھر وہی دولت ان کے لیے وبالِ جان اور بربادیِ عزت کا باعث بن جاتی ہے۔

دولت پر تکبر:

(**64**) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَيْمَنَ قَالَ قَالَ:« رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيًّا جَلَسَ بِجَنْبِهِ فَقِيْرٌ فَانْقَبَضَ عَنهُ وَجَمَعَ ثِيَابَهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَام أَخْشَيْتُ أَن يَعْدُوَ إِلَيْكَ فَقْرُهُ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ایک دولت مند شخص کو دیکھا کہ جس کے ساتھ ایک فقیر بیٹھا تھا تو وہ اس سے الگ ہونے لگا اور (اس کے ساتھ بیٹھنے کو ناپسندیدہ سمجھتے ہوئے) اپنے کپڑے سمیٹنے لگا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ اس کی غریبی تیری حقارت اور تکبر کی وجہ سے تیرے پاس نہ آجائے۔

---

(1)الزهد لأحمد، الرقم(207)، ص 34. قال العراقي:"رواه أحمد في الزهد". تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، الرقم(3256)، 2058/5.

تشریح:

غریب کو اس کی غربت کا طعنہ دینا یا غربت کی وجہ سے اس سے حقارت آمیز لہجہ اختیار کرنا یا برتاؤ کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ دولت مند سے اس کی دولت چھین لی جائے گی۔ پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ دولت ختم ہونے کا ہر گز یہ مقصد نہیں کہ کاروبار ختم ہو جائے گا یا بینک بیلنس کم ہو جائے گا بلکہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ دولت تو اس کے پاس رہے مگر سکون نہ ہو گا، عزت نہ ہو گی، مسلسل پریشانیوں اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑے۔

حب دنیا، فرائض سے نفرت:

(**65**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الْأَعَاجِمِ قِيلَ: وَمَا قُلُوبُ الْأَعَاجِمِ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا سُنَّتُهُمْ سُنَّةُ الْأَعْرَابِ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ رِزْقٍ جَعَلُوهُ فِي الْحَيَوَانِ يَرَوْنَ الْجِهَادَ ضَرَارًا وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ ان کے دل عجمی لوگوں کی طرح ہوں گے، پوچھا کہ عجمی لوگوں کے دل کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا: دنیا کی محبت میں لبریز، ان کا طریقہ دیہاتیوں والا ہو گا، جو ان کو اللہ تعالی رزق دے گا وہ اسے حیوانوں پر خرچ کریں گے، وہ جہاد کو نقصان اور صدقہ وخیرات کو ٹیکس اور چٹی قرار دیں گے۔

---

(1)مسند الحارث، الرقم(289)، 386/1.

تشریح:

مال ودولت، عزت، شہرت، کرسی، عہدہ، اختیارات کا حصول ان کی زندگی کا مقصد ہوتا۔ یہی لوگ انسانوں کے بجائے حیوانات پر خرچ کرتے ہیں، پڑوس میں انسان بھوکا سویا ہوتا ہے مگر اپنے پالتو جانور کو مختلف اقسام کے کھانے کھلا کر سلاتے ہیں۔

ایسے ہی لوگ جہاد کو نقصان اور ظلم وستم قرار دیتے ہیں، جیسا کہ آج کل یہ جملہ زبان زدِ عام ہے کہ "جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے"، یہ جملہ درست نہیں ہے کیونکہ بعض مسائل کا حل صرف جنگ ہے۔

ایسے ہی لوگ زکوۃ اور صدقہ خیرات کو ٹیکس، چٹی، بوجھ سمجھتے ہیں، لیکن یہی لوگ ہیں کہ جو اڑھائی فیصد زکوۃ نہیں دیتے جبکہ سترہ فیصد ٹیکس ادا کرنے پر انہیں مجبور کردیا جاتا ہے۔

حکم حدیث: حسن[1]۔

(**66**) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أَقْوَام يُزَخْرِفُونَ مَسَاجِدَهُمْ وَيُخَرِّبُونَ قُلُوبَهُمْ يَتَّقِي أحَدُهُمْ عَلَى ثَوْبِهِ مَا لَا يَتَّقِي عَلَى دِينِهِ لَا يُبَالِي أَحَدُهُمْ إِذَا سَلِمَتْ لَهُ دُنْيَاهُ مَا كَانَ منْ أمْرِ دِينِهِ»[2].

---

(1)حسن لغیرہ: محقق المطالب العالیة، 370/18.

(2)کنز العمال، الرقم(29088)، 205/10. جامع الأحادیث، الرقم(13271)، 245/13.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ اپنی مسجدوں کو خوب بنائیں اور سجائیں گے، مگر ان کے دل ویران ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اپنے کپڑے کی حفاظت کرے گا حالانکہ ان کو اپنے دین کی کوئی فکر نہ ہوگی، ان میں کوئی بھی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس کی دنیاداری تو بچ گئی مگر دین نہیں بچا۔

تشریح:

حال یہ ہے کہ استعمال کی جانے والی چیزوں میں فکر مند ہوتے ہیں کہ کہیں اس کے استعمال کی مدت ختم تو نہیں ہوگئی؟ مگر ایمان ختم ہو رہا ہوتا ہے اس کی فکر نہیں ہوتی۔ چیز کو استعمال نہیں کیا تھا اس کی مدتِ استعمال ختم ہوگئی تو اس پر بہت افسوس ہوتا ہے مگر ایمان کے ختم ہونے پر کوئی افسوس نہیں ہوتا۔ یعنی پیسہ، مال ودولت، عزت وشہرت، کرسی واختیارات بچانا ترجیحات میں شامل ہیں، ایمان بچانے کی کوئی فکر نہیں۔

حکمِ حدیث: قابل عمل[1]۔

(**67**) عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« إِنِّي عَلَى الحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللَّهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ

(1)ضعيف: الجامع الكبير، الرقم(14983)، 357/5.

عَنْ دِينِنَا ﴿أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ﴾ [المؤمنون: 66]: تَرْجِعُونَ عَلَى العَقِبِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حوض پر موجود رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو مجھ سے الگ کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ہی آدمی ہیں اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ جانتے بھی ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کئے تھے؟ واللہ یہ مسلسل الٹے پاؤں لوٹتے رہے۔(دین اسلام سے پھر گئے) ابن ابی ملیکہ (جو کہ یہ حدیث اسماء سے روایت فرماتے ہیں) کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں (دین سے) لوٹ جائیں یا اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈال دیئے جائیں۔

تشریح:

اللہ تعالی ہمیں بھی دین کو صحیح طور پر اپنانے اور اس پر استقامت کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(**68**) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ تَكُونُ وُجُوهُهُمْ وُجُوهَ الْآدَمِيِّينَ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبَ الشَّيَاطِينِ أَمْثَالُ الذِّئَابِ الضَّوَارِي لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ شَيْءٌ مِنَ الرَّحْمَةِ سَفَّاكُونَ لِلدِّمَاءِ لَا يَرْعَوْنَ عَنْ قُبْحٍ إِنْ تَابَعْتَهُمْ وَارَوْكَ وَإِنْ تَوَارَيْتَ عَنْهُمُ اغْتَابُوكَ وَإِنْ حَدَّثُوكَ كَذَبُوكَ وَإِنِ ائْتَمَنْتَهُمْ خَانُوكَ صَبِيُّهُمْ عَارِمٌ وَشَابُّهُمْ شَاطِرٌ وَشَيْخُهُمْ لَا يَأْمُرُ

---

(1)صحيح البخاري، الرقم(6593)، 121/8.

بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ الِاعْتِزَازُ بِهِمْ ذُلٌّ وَطَلَبُ مَا فِي أَيْدِيهِمْ فَقْرٌ الْحَلِيمُ فِيهِمْ غَاوٍ وَالْآمِرُ فِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ مُتَّهَمٌ وَالْمُؤْمِنُ فِيهِمْ مُسْتَضْعَفٌ وَالْفَاسِقُ فِيهِمْ مُشَرَّفٌ السُّنَّةُ فِيهِمْ بِدْعَةٌ وَالْبِدْعَةُ فِيهِمْ سُنَّةٌ فَعِنْدَ ذَلِكَ يُسَلِّطُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ شِرَارَهُمْ وَيَدْعُو خِيَارُهُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: زمانے کے آخر میں عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی شکلیں تو انسانوں کی طرح ہوں گے مگر وہ دل کے شیطان ہوں گے، وہ خطرناک بھیڑیے کی طرح ہوں گے، ان کے دل میں رحمت نام کی کوئی چیز نہیں ہو گی، قتل وغارت گری میں وہ کوئی عیب محسوس نہیں کریں گے، اگر تو ان کی پیروی کرے گا تو وہ تجھ سے چھپائیں گے، اگر تو ان سے کچھ چھپائے گا تو وہ تجھ سے اور زیادہ چھپائیں گے، اگر تو ان کو کوئی سچی بات کرے گا تو وہ تجھے جھٹلائیں گے، اگر ان کے پاس امانت رکھے گا تو وہ تجھ سے خیانت کریں گے، ان کے بچے بد اخلاق ہوں گے، ان کے جوان چتر چالاک ہوں گے، ان کے بوڑھے نیکی کا حکم اور برائی سے نہیں روکیں گے، کسی کو عزت دینا ذلت سمجھیں گے، اپنے حق کا مطالبہ بالکل نہیں ہو گا، حوصلہ ختم ہو جائے گا، نیکی کے حکم دینے والے پر تہمت لگائی جائے گی، مؤمن ان میں کمزور ہوں گے، گناہ گار عزت دار ہوں گے، سنت محمدی کو بدعت سمجھا جائے گا اور بدعت کو

(1)المعجم الصغير للطبراني، الرقم(869)، 111/2. الترغيب والترهيب لقوام، الرقم(230)، 176/1.

سنت سمجھا جائے گا، ایسے وقت میں اللہ تعالی دنیا کے شریر لوگوں کو ان پر مسلط کر دے گا، پس ایسے زمانے میں ان کے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو قبول نہ ہو گی۔

تشریح:

اس حدیث میں زمانے کے بد ترین لوگوں کی عادات اور خصلتوں کا ذکر ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ کہیں مذکورہ بری عادات میں سے کوئی عادت ہم میں تو نہیں پائی جاتی؟ کہیں ہم اس حدیث کے مصداق تو نہیں بن رہے؟ وگرنہ ان عادات پر جو عذاب مسلط ہو گا وہ کم نہیں ہے کہ بد ترین لوگ حکمران بن جائیں گے اور پھر اس صورت میں دعاؤں کا فائدہ بھی نہ ہو گا، پھر ذلت ورسوائی مقدر بن جائے گی۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

دولت کی فراوانی:

(**69**) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالأَمْسِ لقَبِلْتُهَا مِنْكَ فَأَمَّا اليَوْمَ فَلاَ حَاجَةَ لِي فِيهَا»[2].

---

(1)قال الهيثمي:" وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ النَّيْسَابُورِيُّ وَهُوَ مَتْرُوكٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12240)، 287/7.

(2)صحيح البخاري، الرقم(1424)، 111/2.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب آدمی اپنا صدقہ لے کر نکلے گا(کہ کوئی اسے قبول کرلے مگر جب وہ کسی کو دے گا تو وہ) آدمی کہے گا کہ اگر اسے تم کل لائے ہوتے تو میں لے لیتا لیکن آج مجھے اس کی حاجت نہیں رہی۔

تشریح:

یعنی دولت اتنی زیادہ ہوگی کہ لوگوں کو کسی سے دولت لینے کی حاجت نہ رہے گی۔

﴿بادشاہ اور حکمران﴾

حکمران وعہدے داران:

(**70**) عَنْ مَسْعُودِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيُفْتَحُ لَكُمْ مَشَارِقُ الْأَرْضِ وَمَغَارِبُهَا وَإِنَّ عُمَّالَهَا فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ اتَّقَى اللَّهَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب تم پر ہر طرف سے زمین فتح ہوگی اور اس وقت کے حکمران جہنم میں ہوں گے مگر جس نے تقویٰ اختیار کیا اور امانت کو صحیح ادا کیا۔

تشریح:

بنو امیہ میں سے یزید پلید، اسی طرح بنو عباس میں سے بھی بعض ایسے حکمران گزرے ہیں کہ جو ظالم وجابر تھے۔ ایسے ہی جہاں جہاں سلطنتِ اسلامیہ

---

(1)مسند أحمد، الرقم(23109)، 194/38. كنز العمال، الرقم(14699)، 27/6.

قائم ہوئی اس کی ابتدا سنہرے دور اور اسلامی خطوط کے مطابق شروع ہوئی مگر اختتام یا درمیان میں ایسے حکمران ضرور آئے کہ جنہوں نے ظلم وستم کی داستانیں رقم کیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**71**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدَرِيِّ قَالَ قَالَ:« يَكُونُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ثُمَّ يَكُونُ خَلْفٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةٌ: مُؤْمِنٌ وَمُنَافِقٌ وَفَاجِرٌ قَالَ بَشِيرٌ: فَقُلْتُ لِلْوَلِيدِ: مَا هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ فَقَالَ: الْمُنَافِقُ كَافِرٌ بِهِ وَالْفَاجِرُ يَتَأَكَّلُ بِهِ وَالْمُؤْمِنُ يُؤْمِنُ بِهِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ ہجری کے بعد ایسے ناخلف لوگ آئیں گے کہ نمازوں کو ضائع کریں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے پھر وہ اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے۔ اس کے بعد ایسے ناخلف لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن تو پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور قرآن کو تین قسم کے لوگ پڑھیں گے، مؤمن، منافق اور گناہ گار۔ بشیر نے کہا: میں نے ولید سے ان تینوں کے پڑھنے کا مقصد پوچھا تو فرمایا: منافق قرآن پڑھ کر کفر کرے گا،

---

(1) الجامع الكبير، الرقم(7909)، 48/3: محقق الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(23109)، 194/38.

(2)المستدرك للحاكم، الرقم(3416)، 406/2. صحيح ابن حبان، الرقم(755)، 23/3. مسند أحمد، الرقم(11340)، 440/17.

گناہ گار قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنائے گا اور مؤمن اس پر ایمان لے آئے گا اور اپنے ایمان کو مضبوط کرے گا۔

تشریح:

ساٹھ ہجری کے بعد پہلا ناخلَف اور نااہل بلکہ بدترین شخص جو تخت پر بیٹھا وہ یزید پلید تھا، جس نے اپنی نمازوں اور عبادتوں کو ضائع کیا مگر ساتھ ہی اپنے ایمان کو بھی خطرے میں ڈال کر چلا گیا۔ ایسے حکمرانوں کا سلسلہ یزید سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

(**72**) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ سُفَهَاءُ يُقَدِّمُونَ شِرَارَ النَّاسِ وَيُؤَخِّرُونَ خِيَارَهُمْ وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلَا يَكُونَنَّ عَرِيفًا وَلَا شُرَطِيًّا وَلَا جَابِيًا وَلَا خَازِنًا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ تم پر بے وقوف قسم کے حکمران مسلط ہوں گے، وہ شریروں کو آگے لے آئیں گے اور اہل لوگوں کو ہٹا دیں گے، نماز کو قضا کریں گے، پس تم میں جو شخص ان میں سے

---

(1)صحيح مع الذهبي. المستدرك، الرقم(3416)، 406/2.

(2)صحيح ابن حبان، الرقم(4586)، 446/10. مسند أبي يعلى، الرقم(1115)، 362/2.

کسی کو پالے تو وہ نہ ان کا مشورے دینے والا بنے، نہ سپاہی، نہ منشی اور نہ خزانچی بنے۔

تشریح:

وہ خود شریر، فتنہ باز اور ظالم ہوں گے پھر وہ اپنی طبیعت اور مزاج کے لوگوں کو عہدوں پر فائز کریں گے اور اہل لوگوں کو فارغ کر دیں گے۔ بقیہ حدیث کی شرح اگلی حدیث میں ملاحظہ ہو۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**73**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أُمَرَاءُ ظَلَمَةٌ وَوُزَرَاءُ فَسَقَةٌ وَقُضَاةٌ خَوَنَةٌ وَفُقَهَاءُ كَذَبَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ ذَلِكَ الزَّمَنَ فَلَا يَكُونَنَّ لَهُمْ جَابِيًا وَلَا عَرِيفًا وَلَا شُرْطِيًّا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: زمانے کے آخر میں ظالم حکمران آئیں گے، فاسق وزیر آئیں گے، خائن جج آئیں گے، جھوٹے مفتی آئیں گے، پس تم میں جو شخص اس زمانے کو پالے تو وہ نہ ان کا مشیر بنے، نہ سپاہی، نہ منشی و خزانچی بنے۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ خَلَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَسْعُودٍ وَهُوَ ثِقَةٌ". مجمع الزوائد، الرقم(9225)، 240/5.

(2)المعجم الأوسط للطبراني، الرقم(4190)، 277/4. كنز العمال، الرقم(14909)، 77/6.

تشریح:

ایسے بد کردار عہدے داروں کے ساتھ کام کرنا ان کی بد کرداری میں معاونت کرنے میں شمار ہو گا، اسی لیے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے کوئی عہدہ لینے سے منع فرما دیا: کیونکہ عہدہ لینے والا جتنا اپنے آپ کو بچائے گا مگر ایک وقت آئے گا کہ یا تو اسے اپنی عزت و قار، دین و ایمان بچانا پڑے گا یا پھر کرسی و عہدہ بچانا پڑے گا۔

جب ہمارے سکیورٹی اداروں کے اہلکار محض الزام کی بنیاد پر عزت دار کو پکڑ کر اور ہتھ کڑی لگا کر لے جاتے ہیں اور ان کا جسمانی ریمانڈ لیا جاتا ہے، آخر میں نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا، تو ان کے ساتھ جو ہتک آمیز لہجہ، رویہ، انداز اور برتاؤ کیا گیا، اس کا جواب دینا پڑے گا۔ اسی طرح بعض علماء کرام، اولیاء کرام اور بزرگ ہستیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں، توہین اور تذلیل کرتے ہیں اس کا حساب بھی دینا پڑے گا، اس دنیا میں یہ جملہ کام دے جاتا ہے کہ "ہمیں اوپر سے آرڈر ہے" مگر قیامت کے دن یہ کام نہ دے گا۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**74**) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« سيكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ شُرْطَةٌ يغْدُونَ فِي غَضَبِ الله وَيَرُوحُونَ فِي سخَطِ الله فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْ بِطَانتِهمْ»[1].

---

(1)ضعيف: محقق المطالب العالية، 135/10: ولكن مثله حديث آخر وهو حسن كما سبق.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں ایسے سپاہی آئیں گے کہ (وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے) صبح اللہ کے غضب میں کریں گے اور شام بھی اللہ کے غضب میں کریں گے، پس تم ان کے قریبی، خواص بننے سے بچے رہنا۔

تشریح:

پچھلی حدیث میں حکمرانوں کی جو خصلتیں ذکر کی گئی ان کی سزا اس دنیا میں مذکورہ حدیث میں بیان کر دی گئی، پھر رب کے غضب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہے، صرف مال ودولت نہ رب کا فضل ہے اور اس کا ختم ہونا نہ رب کا غضب ہے، اس کے عضب کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً عزت ووقار نہیں، گھر میں لڑائی جھگڑے رہتے ہیں، کبھی بھائی اور کبھی بیٹے کی طرف سے پریشانی، بیماریوں میں مبتلا رہنا، ذہنی سکون نہ ہونا، حادثات کا پیش آنا، اچھی سوچ کا ختم ہو جانا، اچھی سنگت کا ختم ہو جانا، دین واسلام اور رب تعالی سے دور ہو جانا، اولاد کا نافرمان اور نکما ہونا، والدین کی خدمت کا موقع نہ ملنا، دل سخت ہو جانا، بھلائی کی توفیق نہ ہونا، رشتہ داروں سے قطع تعلقی وغیرہ سب رب کے غضب کی علامتیں ہیں۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[(2)]۔

---

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(7616)، 136/8. الفتح الكبير، الرقم(6954)، 157/2. كنز العمال، الرقم(30906)، 129/11.

(2) قال الهيثمي:" رواه أحمد والطبراني في الأوسط والكبير، ورجال أحمد ثقات". جامع الأحاديث، الرقم(13278)، 347/13.

(**75**) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَقُولُونَ وَلَا يُرَدُّ عَلَيْهِمْ يَتَقَاحَمُونَ فِي النَّارِ كَمَا تَتَقَاحَمُ الْقِرَدَةُ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے کہ وہ جو کہیں گے ان کو کوئی جھٹلانے والا نہ ہو گا، جہنم کی آگ میں ایسے ذلیل ہوں گے جیسے بندر ذلیل ہوتا ہے۔

تشریح:

یعنی ان کے وزیر ومشیر سب کے سب "جی حضور"، "Yes Sir" اور "سب سیٹ چل رہا ہے" کہنے والے ہوں گے۔

حکمِ حدیث: صحیح الاسناد[2]۔

(**76**) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أُمَرَاءُ يُعْرَفُونَ وَيُنْكَرُونَ فَمَنْ نابذَهُمْ نَجَا وَمَنِ اعْتَزَلَهُمْ سَلِمَ وَمَنْ خالَطَهُمْ هَلَكَ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسے حکمران ہوں گے کہ ان کی اصلیت کو جان کر ان کا انکار کیا جائے گا پس جس نے ان سے اعلانِ جنگ کیا وہ

---

(1)مسند أبي يعلى، الرقم(7382)، 373/13. المعجم الكبير، الرقم(925)، 393/19. كنز العمال، الرقم(14884)، 69/6.

(2) قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَأَبُو يَعْلَى، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ". مجمع الزوائد، الرقم(9199)، 236/5.

(3)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(10973)، 39/11. الفتح الكبير، الرقم(6942)، 156/2. كنز العمال، الرقم(14877)، 68/6.

نجات پا گیا اور جس نے کنارہ کشی اختیار کی وہ محفوظ رہا اور جس نے ان سے میل جول رکھا وہ ہلاک ہو گیا۔

تشریح:

اس حدیث میں ظالم وجابر حکمرانوں کی مخالفت اور موافقت کی صورتیں بتادی کہ جو ان سے جنگ کرے گا اور ان سے برسرِ پیکار ہو گا وہ دنیا اور آخرت میں فلاح اور کامیابی پائے گا، جو ان سے دور رہے گا وہ ان کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے گا اور جو ان سے میل جول رکھے گا وہ دونوں جہانوں میں ہلاک اور رسوا ہو جائے گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

وفي صحيح مسلم **عَنْ أُمِّ سَلْمَةَ قَالَ قَالَ**:« سَتَكُونُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ عَرَفَ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا مَا صَلَّوْا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ تم پر امیر مقرر ہوں تم ان کے اچھے کام بھی دیکھو گے اور برے کام بھی پھر جو کوئی برے کام کو پہچان لے وہ بَری ہوا اگر اس کو روکے ہاتھ یا زبان یا دل سے۔ اور جس نے برے کام کو برا جانا وہ بھی بچ گیا لیکن جو راضی ہوا برے کام سے اور پیروی کی اس کی وہ تباہ ہوا۔

---

(1) الجامع الكبير، الرقم(14971)، 353/5: جامع الأحاديث، الرقم(13247)، 334/13.

(2)صحيح مسلم، الرقم(1854)، 1480/3.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ایسے امیروں سے لڑائی نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھا کریں۔

(**77**) قَالَ رسول الله ﷺ:« يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! عنقریب ایسے حکمران آئیں گے کہ جو نماز قضاء کریں گے پس تو نماز بروقت ادا کرنا۔ پس اگر تو نے نماز پڑھ لی تو ان کے ساتھ بھی نفل کی نیت سے نماز پڑھ وگرنہ پس تو اپنی نماز پڑھ کر محفوظ کر چکا۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا فَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب کچھ ایسے حکمران ہوں گے جو کاموں میں مشغول رہیں گے، اور وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے (تو تم وقت پہ نماز پڑھ لو) اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفل بنالو۔

تشریح:

اگر فرض نماز پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو نفل کی نیت سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، اس سے نفل نماز کا ثواب مل جائے گا۔

---

(1)صحيح مسلم، الرقم(648)، 448/1.

(2)سنن ابن ماجة، الرقم(1257)، 398/1.

مذکورہ حدیث میں یہی فرمایا کہ اگر تم اپنے فرض وقت پر ادا کرلو پھر حکمران یا عہدے دار نماز کے لیے جماعت قائم کریں تو ان کے شر سے بچنے کے لیے ان کے ساتھ بھی نفل کی نیت سے نماز پڑھ لو۔ جیسا کہ بعض دیہی علاقوں میں ایسا ہوتا ہے کہ جب تک وڈیرہ یا چوہدری صاحب تشریف نہ لائے تب تک جماعت قائم نہیں کی جاتی، جبکہ پہلے دور میں حکمرانوں کے یہ معاملات تھے۔

(**78**) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَأَدُّوا إِلَيْهِمْ طَاعَتَهُمْ فَإِنّ الْأَمِيرَ مِثْلُ الْمِجَنِّ يَتَّقِى بِهِ فَإِنْ أَصْلَحُوا أَوْ أَمَرُوكُمْ بِخَيْرٍ فَلَهُمْ وَلَكُمْ وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَمْ يَأْمُرُوكُمْ بِهِ فَعَلَيْهِمْ فَأَنْتُمْ مِنْهُ بَرَاءٌ وَإِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد حکمران آئیں گے پس تم ان کی مکمل طور پر اطاعت کرنا، پس بے شک حاکم ڈھال کی طرح ہے جو حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ بھلائی کا حکم دیں تو اس کا اجر ان کے لئے اور تم پر ان کی اطاعت ہے اور اگر وہ برائی کریں اور تمہیں برائی کا حکم نہ دیں تو اس کا وبال ان پر ہے تم ان سے بَری ہو، بے شک امیر جب لوگوں میں جاسوسی کرتا ہے تو ان میں فساد کا بیج بوتا ہے۔

---

(1)السنة لابن أبي عاصم، الرقم(1073)، 510/2. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(7515)، 108/8. مسند الشاميين، الرقم(1645)، 434/2. كنز العمال، الرقم(14841)، 61/6.

تشریح:

جب عوام کی بلا وجہ جاسوسی کی جاتی ہے یا اپنے مخالفین کو محض شکست دینے اور ان کی عیب جوئی کے لیے جاسوسی کی جاتی ہے تو اس سے فساد پھیلتا ہے، امن برباد ہو جاتا ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**79**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي خُلَفَاءُ يَعْمَلُونَ بِمَا يَعْلَمُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ثُمَّ يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلَفَاءُ يَعْمَلُونَ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ أَنْكَرَ عَلَيْهِمْ فَقَدْ بَرِيْءَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے خلفاء آئیں گے کہ وہ اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے اور وہی کریں گے جن کا انہیں حکم دیا گیا ہو گا، پھر اس کے بعد ایسے حکمران آئیں گے کہ وہ ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہیں ہو گا، اور وہ کام کریں گے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا ہو گا، پس جس نے ان سے انکار کیا وہ بَری ہے لیکن جو ان سے راضی ہوا اور ان کی موافقت کی (وہ ہلاک ہو گیا)۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ". مجمع الزوائد، الرقم(9113)، 220/5.

(2)صحيح ابن حبان، الرقم(6660)، 42/15. مسند أبي يعلى، الرقم(5902)، 308/10.

تشریح:

جن چیزوں کا علم نہیں ہوتا، یعنی جس کام کو انجام دینے کے لیے جو علم اور معلومات ضروری تھی جب اس کا علم نہیں تو لاعلمی اور جہالت کے نتیجے میں کیا جانے والا کام بھی درست اور فائدہ مند نہ ہو گا۔

ان لوگوں سے انکار اور مخالفت کی صورتیں اوپر گزر چکی ہیں کہ یا تو برسرِ پیکار ہو کر مقابلہ کرے، یا اپنے آپ کو ان سے دور رکھ کر محفوظ رہے اور ان کو دل سے برا جانے۔ اسی سے ملتی جلتی ایک اور روایت درج ذیل ہے۔

في شعب الإيمان: «سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْفَضْلِ يَقُولُ: ذَهَابُ الْإِسْلَامِ مِنْ أَرْبَعَةٍ: أَوَّلُهُ: لَا يَعْمَلُونَ بِمَا يَعْلَمُونَ وَالثَّانِي: يَعْمَلُونَ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ وَالثَّالِثُ: يَتَعَلَّمُونَ مَا لَا يَعْلَمُونَ وَالرَّابِعُ: يَمْنَعُونَ النَّاسَ مِنَ التَّعْلِيمِ»[1].

ترجمہ: میں نے محمد بن فضل سے سنا، کہہ رہے تھے کہ اسلام چار چیزوں کی وجہ سے چلا جائے گا۔ پہلی: جن احکامِ خداوندی کا علم ہے ان کے مطابق عمل نہ کرنا۔ دوسری: بغیر جانے کوئی عمل کرنا۔ تیسری: جن کا علم نہیں وہ سکھانا۔ چوتھی: لوگوں کو دین کی تعلیم سے روکنا۔

حکمِ حدیث: صحیح[2]۔

---

(1)شعب الإيمان، الرقم(1678)، 291/3.

(2) شعيب الأرنؤوط على صحيح ابن حبان، الرقم(6660)، 42/15.

(**80**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَارِثٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي سَلَاطَيْنُ الْفِتَنِ عَلَى أَبْوَابِهِمْ كَمَبَارِكِ الْإِبِلِ لَا يُعْطُونَ أَحَدًا شَيْئًا إِلَّا أُخِذَ مِنْ دِينِهِ مِثْلُهُ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جن کے دروازوں پر فتنے اس طرح ہوں گے جس طرح خارش زدہ اونٹ ہوتے ہیں۔ وہ کسی کو جتنی چیز دیں گے اتنا ہی اس کا دین بھی چھین لیں گے۔

تشریح:

یہ نہ سمجھا جائے کہ بیرونی طاقتیں جو مسلمانوں پر پیسہ خرچ کر رہی ہیں ان کا مقصد انسانیت کی خدمت ہے، نہیں ہر گز نہیں، بلکہ ان کے اپنے مقاصد ہیں جس کے لیے وہ پانی کی طرح پیسہ بہا رہے ہیں۔ اگر انسانیت کی خدمت ہوتی تو مسلم ممالک میں ظلم و ستم کی تاریخیں رقم نہ کی جاتیں، اور وہاں بھی پہلے اپنا اسلحہ بیچتے ہیں منافع کماتے ہیں، انہیں مارتے ہیں پھر ان کی تشکیلِ نو کے لیے اپنا نظام لے کر آتے ہیں اور مزید پیسہ کماتے ہیں۔ اسی لیے اگر وہ کوئی سہولت دیتے ہیں یا مدد کرتے ہیں تو دین کو نقصان پہنچانے کے لیے کرتے ہیں اور اپنے اغراض و مقاصد کے لیے سب کچھ کرتے ہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

---

(1) المستدرك للحاكم، الرقم(6665)، 734/3. كنز العمال، الرقم(30907)، 129/11.

(2) الفتح الكبير، الرقم(6946)، 157/2: الجامع الكبير، الرقم(14949)، 343/5.

(**81**) عَنْ خَبَّابٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَا تُعِينُوهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد حکمران آئیں گے، جن کے جھوٹ کی تم تصدیق نہ کرنا اور نہ ان کے ظلم پر مددگار بننا، پس بے شک جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ظلم پر معاونت کی تو وہ میرے حوضِ کوثر پر کبھی نہیں آئے گا۔

تشریح:

ظالم وجابر حکمرانوں کی ان کے برے کاموں میں کسی بھی طرح کی معاونت کی قیامت کے دن یہ سزا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ کے حوضِ کوثر کے جام سے محروم رہے گا۔ تب اسے احساس ہوگا کہ اس نے کتنا بڑا جرم کیا تھا؟ آج تو مفاد کے لیے ان سے تعلقات بنائے جاتے ہیں اور ان کی ہر سطح پر حمایت کی جاتی ہے اور ان کے غلط فیصلوں اور کاموں کی تاویلیں کرکے اپنے آپ کو اور دیگر حضرات کو مطمئن کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ وقت کی ضرورت ہے، یہ حکمت و دانش کے عین مطابق ہے مگر قیامت کے دن سب کچھ سامنے آجائے گا

(1) سنن النسائي، الرقم(4208)، 160/7. المستدرك للحاكم، الرقم(6030)، 546/3.

اور اس وقت جب سخت قسم کی گرمی ہو گی اور جامِ کوثر بھی پینا نصیب نہ ہو گا تو سوائے افسوس کے کچھ باقی نہ ہو گا۔

حوضِ کوثر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ المِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا»[1].

ترجمہ: میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہو گا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہو گی اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہ ہو گا۔

حکم حدیث: صحیح[2]۔

(**82**) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَقْتَتِلُونَ عَلَى الْمُلْكِ يَقْتُلُ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ بَعْضًا»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو اپنی بادشاہت پر ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

---

(1) صحيح البخاري، الرقم(6579)، 119/8.

(2) صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(6030)، 546/3.

(3)مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(37222)، 460/7. مسند أبي يعلى، الرقم(1650)، 211/3. كنز العمال، الرقم(30889)، 126/11.

تشریح:

اسی کو خانہ جنگی اور جمہوری تماشہ کہتے ہیں، حکمران اپنی جگہ مگر چھوٹے چھوٹے عہدوں کے لیے بھی معاملات قتل تک پہنچ جاتے ہیں۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**83**) عَنْ عُبَادَةِ بْنِ صَامِتٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يَأْمُرُونَكُمْ بِمَا تَعْرِفُونَ وَيَعْلَمُونَ مَا تُنْكِرُونَ فَلَيْسَ أُولَئِكَ عَلَيْكُمْ بِأَئِمَّةٍ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے تم کو ان چیزوں کا حکم دیں گے جن کو تم پہنچاتے ہو گے، اور وہ جانتے ہوں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو گے، پس یہ حکمران تم پر حکمرانی کے حق دار نہیں ہوں گے۔

تشریح:

وہ حکمرانی کے اہل نہیں ہوں گے مگر مسلط کر دیئے جائیں گے، پھر وہ ایسے ایسے کام کریں گے کہ جو لوگوں کو بالکل پسند نہیں ہوں گے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)في إتحاف الخيرة المهرة:" رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ حنبل وأبو يعلى، ورواته ثقات". إتحاف الخيرة، الرقم(7486)، 64/8.

(2)جامع المسانيد والسنن، الرقم(5678)، 512/4. كنز العمال، الرقم(14906)، 76/6.

(**84**) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يَقُولُونَ مَا لاَ يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لاَ يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ لا إِيمَانَ بَعْدَهُ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے کہ وہ کہیں گے مگر کریں گے نہیں، وہ ایسا کام کریں گے جن کا حکم نہیں دیا گیا، پس جس نے ان سے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مؤمن ہے، جس نے اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مؤمن ہے اور جس نے اپنے دل میں انہیں برا جان کر جہاد کیا وہ مؤمن ہے، اس کے بعد ایمان کا اور کوئی درجہ نہیں۔

تشریح:

یعنی وعدے کر کے اقتدار اور حمایت حاصل کرلیں گے مگر وعدوں کی تکمیل نہیں ہوگی۔ غیر شرعی اور غیر اخلاقی کام کریں گے، ان کے خلاف جہاد کرنے کے لیے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے تین صورتیں بیان فرمائی اور یہی تین صورتیں ان کے ایمان کی عکاسی کرتی ہوں گی، جس کا جتنا زیادہ ایمان قوی ہو گا وہ اتنا زیادہ ان کے خلاف جہاد کرے گا۔ ایمان کا آخری درجہ یہ ہے کہ وہ

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ الْأَعْشَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ". مجمع الزوائد، الرقم(9152)، 227/5.

(2)صحيح ابن حبان، الرقم(177)، 403/1. إتحاف المهرة، الرقم(12912)، 348/10.

ان کو برا جانے، اگر وہ برا بھی نہیں جانتا تو وہ ایمان کے آخری درجے پر بھی نہیں ہو گا۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد(1)۔

(85) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مِيقَاتِهَا وَيَخْنُقُونَهَا إِلَى شَرَقِ الْمَوْتَى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً وَإِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَصَلُّوا جَمِيعًا وَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَلْيَجْنَأْ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَاهُمْ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً آئندہ تمہارے ایسے حکمران ہوں گے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کریں گے اور ان کے اوقات کو مرنے والوں کو آخری جھلملاہٹ کی طرح تنگ کر دیں گے۔ جب تم ان کو دیکھو کہ انہوں نے یہ (کام شروع) کر لیا ہے تو تم (ہر) نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفل بنالینا۔ اور جب تم تین آدمی ہو تو اکٹھے کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب تم تین سے زیادہ ہو تو تم میں سے ایک امام بن جائے اور جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے بازو اپنی رانوں پر پھیلا دے اور جھکے اور اپنی ہتھیلیاں جوڑ

(1)صحيح ابن حبان للمحقق أرنؤوط، الرقم(177)، 403/1.

(2)صحيح مسلم، الرقم(534)، 378/1. السنن الكبرى للبيهقي، الرقم(2542)، 118/2.

لے، (ایسا لگتا ہے) جیسے میں (اب بھی) رسول اللہ ﷺ کی (ایک دوسری میں) پیوستہ انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اور (انگلیاں پیوست کر کے) انہیں دکھائیں۔

تشریح:

چند احادیث قبل ایک حدیث گزری، جس میں فرمایا وہ حکمران نمازیں قضاء کرکے پڑھیں گے، اِس حدیث میں فرمایا کہ بالکل آخری وقت میں نماز ادا کریں گے۔ اور جب نماز آخری وقت میں ادا کی جاتی ہے تو اس میں سنن و مستحبات بھی جلدی کی وجہ سے چھوٹ جاتے ہیں، اسی لیے نماز اس کے مستحب وقت پر ادا کی جائے تا کہ صحیح اور اطمینان سے نماز پڑھی جاسکے۔

(**86**) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا وَيُحْدِثُونَ الْبِدْعَةَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: وَكَيْفَ أَصْنَعُ إِنْ أَدْرَكْتُهُمْ؟ قَالَ: تَسْأَلُنِي ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللهَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نماز قضاء کرکے پڑھیں گے، اور بدعات ایجاد کریں گے۔ صحابی رسول حضرت ابن مسعود نے عرض کی: اگر میں ان کا زمانہ پالوں تو کیا کروں؟ فرمایا: ام عبد کے

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(10361)، 173/10. السنن الكبرى للبيهقي، الرقم(5314)، 177/3. كنز العمال، الرقم(14889)، 70/6.

بیٹے مجھ سے پوچھتا ہے کہ تو کیا کرے گا، اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی کی فرماں برداری نہیں کرنی۔

تشریح:

اس حدیث میں مزید فرمایا وہ دین کے خلاف نئے نئے فتنے ایجاد کریں گے، اور اِن حالات میں ایک سچے مؤمن کو جو کرنا ہے وہ بھی فرمادیا کہ اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے ان حکمرانوں کی فرماں برداری ہر گز نہیں کرنی بلکہ اللہ تعالی کی فرماں برداری میں ان کی نافرمانی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ کامل مؤمن ہونے کی نشانی ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**87**) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ:« أَلَا أَنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ لَا يَسْتَقِيْمُ لَهُمْ الْمُلْكُ إِلَّا بِالْقَتْلِ وَالتَّجَبُّرِ وَلَا الْغِنَى إِلَّا بِالْفَخْرِ وَالْبخل وَلَا الْمُحبَّةِ إِلَّا بِاتِّبَاع الْهَوَى إِلَّا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ مِنْكُم فَصَبَرَ عَلَى الْفَقْرِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى الْغِنَى وَصَبَرَ عَلَى الْبَغْضَاءِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى الْمُحبَّةِ وَصَبَرَ عَلَى الذُّلِّ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى الْعِزِّ لَا يُرِيْدُ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللهِ تَعَالَى أعْطَاهُ الله ثَوَابَ خَمْسِيْنَ صِدِّيْقاً»[2].

---

(1) مصباح الزجاجة، الرقم(3101)، 177/3.

(2)شعب الإيمان، الرقم(10098)، 153/13. حلية الأولياء، 312/6. كنز العمال، الرقم(6195)، 209/3.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: سن لو! بے شک عنقریب تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی کہ ان کی بادشاہت قتل وغارت اور جبر سے قائم رہے گی اور تکبر اور بخل کو بہت بڑی دولت سمجھا جائے گا، خواہش کی اتباع کا نام محبت ہو گا، پس جو شخص ایسا زمانہ پالے تو غربت پر قناعت کرے اگرچہ وہ دولت پر قدرت رکھتا ہو۔ خواہش سے نفرت کرے اگرچہ وہ اس سے محبت پر قدرت رکھتا ہو۔ کم عزت پر راضی رہے اگرچہ زیادہ عزت کما سکتا ہو، یہ سب کچھ رب کی رضا کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدّیقوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

تشریح:

ان کی بادشاہت کی نشانی بتا دی کہ وہ قتل وغارت کے ذریعے اقتدار حاصل کریں گے، اسی طرح اس دور میں تکبر وغرور اور خواہشات کی اتباع عروج پر ہو گی، ایسے پُر فتن دور کا حل بتا دیا کہ غربت پر گزارا کرلینا دولت کے پیچھے نہ بھاگنا وگرنہ زمانے کے فتنوں سے محفوظ نہیں رہ سکو گے، اسی طرح اپنی خواہش پر عمل کرنے سے گریز کرنا نیز عزت اور شہرت کے پیچھے مت بھاگنا وگرنہ فتنوں سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر جو شخص ان باتوں پر عمل کرے گا تو اس کو قیامت کے دن اجر وثواب پچاس صدّیق کے اجر کے برابر ہو گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)قال أبو نعيم:"غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ لَمْ يَرْوِهِ عَنْهُ إِلَّا حَسَّانُ مُرْسَلًا، وَلَا أَعْلَمُ عَنْهُ رَاوِيًا إِلَّا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ". حلية الأولياء، 312/6: جامع الأحاديث، الرقم(25064)، 356/22.

(**88**) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهَدْيِي وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي وَسَيَقُومُ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ رِجَالٍ فِي جُثْمَانِ إِنْسَانٍ فَقُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَسْمَعُ لِلْأَمِيرِ الْأَعْظَمِ وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے عہدے دار آئیں گے کہ وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوں گے، میری سنت پر عمل نہیں کریں گے، اور عنقریب ایسے آئیں گے کہ ان کے دل انسانوں کے بدن میں موجود دل کی طرح ہوں گے، میں نے کہا: اگر وہ زمانہ میں پالوں تو کیا کروں، فرمایا: اس وقت سب سے بڑے امیر کی سننا اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر کوڑے برسائیں اور تیرا مال لے لیں۔

تشریح:

ایسے حکمران بھی ہوں گے جو ہدایت کے راستے پر نہیں ہوں گے اور نبی کریم ﷺ کے طریقے سے روگردانی کریں گے۔ پھر کچھ ایسے آئیں گے کہ جن کے دل اور دماغ عام انسانوں کے دل اور دماغ کی طرح ہوں گے، وہ تجھ پر اگرچہ ظلم کریں، تیرا مال لے لیں مگر جائز اور صحیح کاموں میں ان کی اطاعت کرنا تاکہ بڑی آزمائش اور بڑی مصیبتوں اور فتنوں سے بچ سکے۔

حکم حدیث: صحیح[2]۔

---

(1)المستدرك للحاكم، الرقم(8533)، 547/4. كنز العمال، الرقم(14842)، 61/6.

(2)صحيح مع الذهبي. المستدرك، الرقم(8533)، 547/4.

(**89**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ يُعْطُونَ الْحِكْمَةَ عَلَى مَنَابِرِهِمْ فَإِذَا نَزَلُوا نُزِعَتْ مِنْهُمْ وَأَجْسَادُهُمْ شَرٌّ مِنَ الْجِيَفِ»[(1)].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جنہیں حکمت کی باتیں صرف منبر کی حد تک آتی ہوں گی، پس جب وہ منبر سے اتریں گے تو ان سے یہ سب باتیں کھینچ لی جائیں گی، ان کے جسم مردار سے بھی بدتر ہوں گے۔

تشریح:

وہ منبر و محراب اور اسٹیج پر بڑی حکمت بھری باتیں کریں گے، لوگوں کو متاثر کریں گے اور تقریروں سے اپنا گرویدہ بنالیں گے مگر یہ حکمت بھری باتیں صرف تقریر کی حد تک ہوں گے، عملی زندگی میں وہ ان سے کوسوں دور ہوں گے۔ پھر فرمایا جس طرح ایک مردار جانور کسی کام کا نہیں ہوتا ہے، یا جس طرح وہ بدترا اور نفرت انگیز ہوتا ہے یہ ان سے بھی بدترا اور نفرت کے لائق ہوں گے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[(2)]۔

---

(1)المعجم الأوسط للطبراني، الرقم(6910)، 80/7. مسند الفردوس، الرقم(3433)، 316/2.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ سَعْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ، وَوَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ: يُخْطِئُ، وَلَيْثٌ مُدَلِّسٌ". مجمع الزوائد، الرقم(9206)، 238/4.

(**90**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَلِيكُمْ بَعْدِي وُلَاةٌ فَيَلِيكُمُ الْبَرُّ بِبِرِّهِ وَالْفَاجِرُ بِفُجُورِهِ فَاسْمَعُوا لَهُمْ وَأَطِيعُوا فِي كُلِّ مَا وَافَقَ الْحَقَّ وَصَلُّوا وَرَاءَهُمْ فَإِنْ أَحْسَنُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَسَاؤُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے پس نیک اپنی نیکی اور برا اپنی برائی سے تم پر حکمرانی کرے گا۔ پس ایسے حکمران کی سنو اور حق کے معاملے میں ان کی موافقت کرو اور ان کے پیچھے نماز پڑھو، پس اگر وہ اچھائی کریں تو تمہارے لئے اور ان کے لئے اس پر اجر ہے اور اگر وہ برائی کریں تو تمہارے لئے اجر اور اس کا وبال ان پر ہے۔

تشریح:

نیک اور برے حکمران دونوں طرح کے آئیں گے اور پھر ہر ایک کی حکمرانی ان کی اپنی عادات کی وجہ سے قائم ہو گی اور قائم رہے گی، مثلاً نیک اور اچھا حکمران اپنی اچھائیوں کی وجہ سے اقتدار میں آئے گا اور برا حکمران اپنے ظلم وستم کی وجہ سے اقتدار پر قبضہ کرلے گا، تو حق اور سچ کے معاملے میں ان کا ساتھ دینا ہے اور برائی کے معاملے میں ان سے دور رہنا ہے۔

ہمارے ہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بظاہر سچ کہہ رہے ہوتے ہیں اور صحیح کر رہے ہوتے ہیں مگر پس پردہ سازشیں اور فتنوں کے جال بُنے جا رہے ہوتے

(1)سنن الدار قطني، الرقم(1759)، 400/2. المعجم الأوسط، الرقم(6310)، 247/6. كنز العمال، الرقم(14846)، 62/6.

ہیں۔ جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب نے ہماری پارلیمنٹ کے ایک بل پر توجہ دلائی کہ وہ بل خواجہ سراؤں کے لیے پاس ہوا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ جنسیت پرستی کی راہ بھی ہموار کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی طرح 2018 کے الیکشن سے پہلے جب الیکشن کے حوالے سے کچھ اصلاحات ہونے لگیں اور اس کے قوانین میں ترمیم ہوئی تو الیکشن لڑنے کے لیے جو فارم تھا اس میں ختم نبوت کی شق کو ختم کر دیا گیا، اسی طرح کے اسلام کے خلاف نہ جانے کتنی سازشیں کی جاتیں ہوں گی کہ جن سے ہم بے خبر ہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**91**) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَلِيكُمْ أُمَرَاءُ يُفْسِدُونَ وَمَا يُصْلِحُ اللَّهُ بِهِمْ أَكْثَرُ فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِطَاعَةِ اللَّهِ فَلَهُ الْأَجْرَ وَعَلَيْكُمُ الشُّكْرَ وَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ فَعَلَيْهِمُ الْوِزْرَ وَعَلَيْكُمُ الصَّبْرَ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسے حکمران آئیں گے کہ وہ فساد برپا کریں گے اور اللہ تعالی ان کے اکثر کو ہدایت نہیں دے گا، پس ان میں سے جو اللہ کی اطاعت کرے تو اس کے لئے اجر ہے اور تم پر شکر ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرے تو اس کا وبال انہیں پر ہے اور تم پر صبر ہے۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا". مجمع الزوائد، الرقم(9105)، 218/5.

(2)شعب الإيمان، الرقم(6983)، 475/9. الفتح الكبير، الرقم(6964)، 158/2. كنز العمال، الرقم(14802)، 51/6.

تشریح:

اس حدیث میں فرمایا کہ وہ فساد برپا کریں گے اور ہدایت یافتہ نہیں ہوں گے، اگر ان میں سے کوئی اچھا کام کرے تو ان کو اجر ملے گا، اس وقت تم شکر ادا کرنا کہ ظالم و جابر ہونے کے باوجود اچھا اور بھلائی والا کام کیا اور اگر وہ برا کام کریں تو اس برائی کا گناہ ان پر ہے اور تم صبر سے کام لینا اور برداشت کرنا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**92**) عَنْ أَبِيْ سَلَالَةَ السَّلَمِيِّ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ يَمْلِكُونَ أَرْزَاقَكُمْ يُحَدِّثُونَكُمْ فَيَكْذِبُونَ وَيَعْمَلُونَ وَيُسِيؤُونَ الْعَمَلَ لَا يَرْضَوْنَ مِنْكُمْ حَتَّى تُحَسِّنُوا قَبِيحَهُمْ وَتُصَدِّقُوا كَذِبَهُمْ فَأَعْطُوهُمُ الْحَقَّ مَا رَضُوا بِهِ فَإِذَا تَجَاوَزُوا فَمَنْ قُتِلَ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ شَهِيدٌ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسے حکمران ہوں گے جو تمہاری رزق کے مالک ہوں گے، جب کوئی تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور برے عمل کریں گے، وہ تم سے راضی نہیں ہوں گے حتی کہ تم ان کے برے کاموں کو اچھا سمجھو اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کرو، پس جتنا ان کا حق ہے وہ ان کو دو اور جب وہ ظلم پر اتر آئیں تو اس معاملے میں جو قتل ہوا وہ شہید ہے۔

---

(1)قال محقق المطالب العالية:" وبالجملة فالحديث صحيح موقوفًا، وضعيف جدًا مرفوعًا". المطالب العالية للمحقق، 77/10.

(2)الجامع الكبير، الرقم(14781)، 272/5. كنز العمال، الرقم(14876)، 67/6.

تشریح:

سب کچھ حکمرانوں کے ہاتھ میں ہو گا، وہ قوم سے جھوٹ بولیں گے اور غلط کام کریں گے، اور اپنی قوم کے لوگوں سے تب راضی ہوں گے جب وہ ان کے ہر کام میں ساتھ دیں گے اور جو ان کے غلط کاموں کو غلط کہے گا تو وہ ان کی مخالفت شروع کریں گے اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کریں گے، پھر وہ حق گو لوگ یا تو پیچھے ہٹ جائیں یا اس راستے میں شہید ہو جائیں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**93**) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تُؤَدُّونَ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گے جن کو تم برا سمجھو گے، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَفِيهِ عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَهُوَ ضَعِيفٌ". مجمع الزوائد، الرقم(9154)، 228/2.

(2)صحيح البخاري، الرقم(3603)، 199/4. صحيح مسلم، الرقم(1843)، 1472/3.

تشریح:

جب زمانہ ایسا آجائے کہ تمہارے حقوق کو ختم کیا جانے لگے تو تم دوسروں کے حقوق ادا کرتے رہنا، یعنی وہ اگرچہ تم پر ظلم کریں گے مگر ان کا جو حق تم پر ہے اسے لازمی پورا کرنا۔ جہاں تک تمہارے حق کا مسئلہ ہے تو اسے اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا مگر ان کی طرح ظلم اور بغاوت ہرگز نہ کرنا۔

(**94**) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةِ قَالَ قَالَ:« يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي غَضَبِهِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں زمانے کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے، وہ اللہ کی ناراضگی میں صبح کریں گے اور اللہ کے غضب میں شام کریں گے۔

تشریح:

یعنی ظلم وستم کا دور ہو گا اور ظلم کرنے والے رب کے غضب میں ہوں گے۔

حکم حدیث: صحیح[2]۔

---

(1)المستدرك للحاكم، الرقم(8347)، 483/4. مسند أحمد، الرقم(22150)، 466/36. السنن الوارد في الفتن للداني، الرقم(434)، 847/4. إتحاف المهرة، الرقم(6394)، 227/6.

(2)صحيح مع الذهبي. المستدرك للحاكم، الرقم(8347)، 483/4.

(**95**) عَنْ أَبِيْ لَيْلَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ:« سَيَلِيكُمْ أُمَرَاءُ إِنِ اسْتُرْحِمُوا لَمْ يَرْحَمُوا وَإِنْ سُئِلُوا الْحَقَّ لَمْ يُعْطُوا وَإِنْ أُمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ أَنْكَرُوا وَسَتَخَافُونَهُمْ وَيُفَرِّقُ مَلأَكُمْ مِنْهُمْ حَتَّى لَا يَحْمِلُوكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا احْتُمِلْتُمْ عَلَيْهِ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا فَأَدْنَى الْحَقِّ عَلَيْكُمْ مِنْ ذَلِكَ أَنْ لَا تُخَيِّرُوهُمْ فِي الْقَضَاءِ وَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُمُ الْعَطَاءَ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسے حکمران آئیں گے کہ جو رحم نہیں کھائیں گے، اگر ان سے کچھ طلب کیا جائے گا تو وہ نہیں دیں گے، اگر انہیں اچھے کام کا حکم دیا جائے گا تو وہ انکار کریں گے، اور عنقریب تم ان سے خوف کھاؤ گے حتی کہ وہ اپنے ہی گروہوں میں تمہیں تقسیم کر دیں گے اور تم چاہتے نہ چاہتے ہوئے ان کے ہی گروہوں میں ہو جاؤ گے، پس کم سے کم تم میں سے حق پر وہ ہو گا جو ان کے فیصلے سے راضی نہیں ہو گا اور نہ ہی ان سے کسی چیز کو قبول کرے گا۔

تشریح:

یعنی جب حقوق کی پامالی کی جانے لگے اور تفرقہ بازی یا خانہ جنگی شروع ہو جائے تو تم ان کے فیصلے سے راضی کبھی نہ ہونا اور نہ ہی ان کی دی ہوئی اشیاء، عہدوں اور مراعات کو قبول کرنا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(2)۔

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(935)، 373/22. الكنى والأسماء للدولابي، الرقم(306)، 152/1. كنز العمال، الرقم(14838)، 60/6.

(2)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(12957)، 448/4.

(**96**) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِيكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُونَ فَإِنْ جَاءُوكُمْ فَرَحِّبُوا بِهِمْ وَخَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُونَ فَإِنْ عَدَلُوا فَلِأَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوا فَعَلَيْهَا وَأَرْضُوهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوا لَكُمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس کچھ ناپسندیدہ عمال (اہل کار بادشاہ کی طرف سے) آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں خوش آمدید کہنا اور ان کے اور جو وہ (زکوۃ) لینا چاہیں، ان کے درمیان آڑے نہ آنا۔ اگر انہوں نے عدل و انصاف کیا تو اس کا انہیں اجر ملے گا اور اگر ظلم کیا تو اس کا وبال اٹھائیں گے۔ تم (زکوۃ کا مال لینے میں) انہیں راضی رکھنا، بلاشبہ (حکومتی کاغذات میں) تمہاری زکوٰۃ کی تکمیل ان کو راضی رکھنے میں ہے اور انہیں چاہیے کہ تمہارے لیے دعائے خیر کریں۔

تشریح:

آجکل ہمارے ہاں زکوۃ کی رقم بینک سے ہی کاٹ لی جاتی ہے، اس کے علاوہ ہر شخص اپنی مرضی سے زکوۃ کی رقم ادا کرتا ہے، مگر پہلے حکومت زکوۃ اکٹھا کرتی تھی اور اسے تقسیم کرتی تھی، اس حدیث میں فرمایا کہ جب وہ مالِ زکوۃ لینے آئیں تو انہیں زکوۃ دے دینا، اگر زکوۃ لینے میں انصاف کریں گے تو ٹھیک ہے اور

---

(1) سنن أبي داود، الرقم(1588)، 37/3. السنن الكبرى للبيهقي، الرقم(7379)، 192/4. كنز العمال، الرقم(15910)، 333/6.

اگر وہ حق سے زیادہ لینا چاہیں تو ان کو روکنا نہیں کیونکہ ان کو روکنا فتنے کا باعث بن سکتا ہے اسی لیے ان سے لڑائی نہ کرنا، اور اگر ان سے لڑائی کی تو وہ زکوۃ وصولی کے کاغذات میں تمہاری زکوۃ کو درج ہی نہ کریں اور شکایت اوپر تک پہنچا دیں، یا کم زکوۃ لکھیں جبکہ تم نے مکمل ادا کر دی تھی، اسی لیے زیادہ زکوۃ لینے پر رضا کا اظہار کر دینا۔

حکم حدیث: حسن[1]۔

(**97**) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ:« أَلَا إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَقْضُونَ لِأَنْفُسِهِمْ مَا لَا يَقْضُونَ لَكُمْ فَإِنْ عَصَيْتُمُوهُمْ قَتَلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ أَضَلُّوكُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: كَمَا صَنَعَ أَصْحَابُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ نُشِرُوا بِالْمَنَاشِيرِ وَحُمِلُوا عَلَى الْخَشَبِ مَوْتٌ فِي طَاعَةِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: سن لو! بلاشبہ عنقریب تم پر ایسے حکمران آئیں گے جو اپنی ذات کے لئے فیصلے کرتے ہوں گے وہ تمہارے لیے نہیں کریں گے، پس اگر تم ان کی نافرمانی کروگے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے اور اگر تم ان کی فرماں برداری کروگے تو تمہیں گمراہ کر دیں گے، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ اس وقت ہم کیا کریں؟ فرمایا: جیسا حضرت

---

(1)حسن لغيره. محقق الارنؤوط على سنن أبي داود، الرقم(1588)، 37/3.

(2)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(172)، 90/20. مسند الشاميين، الرقم(658)، 379/1. كنز العمال، الرقم(1080)، 216/1.

عیسیٰ بن مریم کے صحابہ نے کیا کہ ان کو آروں میں کاٹ دیا گیا اور انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والی موت اللہ کی نافرمانی والی زندگی سے بہتر ہے۔

تشریح:

ایسے حکمران ہوں گے کہ ان کی مخالفت موت تک لے جائے گی اور ان کی موافقت گمراہی اور بے دینی کی طرف لے جائے گی، اسی لیے ان کی موافقت ہر گز نہ کرنا کیونکہ رب کی نافرمانی والی زندگی گزارنے سے شہید ہونا ہی بہتر ہے۔

حدیث کے آخری جملے میں جو ارشاد فرمایا اسی سے ملتے جلتے ہمارے ہاں محاورے بولے جاتے ہیں جو کہ حق پر مبنی ہیں۔ مثلاً ٹیپو سلطان نے کہا: شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ میاں خدا بخش نے فرمایا: بے حیا اور بے شرمی کا مرغ کھانے سے غیرت اور حیا والا ساگ ہی اچھا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں: حرام کھانے سے تو بھوکا رہنا ہی اچھا ہے۔ نافرمان اولاد سے تو بے اولاد ہونا ہی اچھا ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)قال الهيثمي: " رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ. وَيَزِيدُ بْنُ مَرْثَدٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذٍ، وَالْوَضِينُ بْنُ عَطَاءٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ، وَضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ". مجمع الزوائد، الرقم(9153)، 228/5.

(**98**) عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قَالَ:« سَتَكُوْنُ مِنْ بَعْدِيْ وُلَاةٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْخَمْرَ بِالنَّبِيْذِ وَالْبَخْسِ بِالصَّدَقَةِ وَالسَّحْتِ بِالْهَدْيَةِ وَالْقَتْلِ بِالْمَوْعِظَةِ يَقْتُلُوْنَ الْبَرِيْءَ لَتَوَطَّى الْعَامَّةُ لَهُم فَيَزْدَادُوْا إِثْمًا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے کہ شراب کو نبیذ[2] قرار دے کر، ٹیکس کو صدقہ سمجھ کر، حرام کو تحفہ سمجھ کر، قتل کو عوام کی بھلائی سمجھ کر کریں گے، بے قصور کو قتل کریں گے اور جو ان کا مرتبہ کم کرے گا ان کے ساتھ مزید بے دردی سے پیش آئیں گے۔

تشریح:

ہر برے کام کو وہ اچھا، وقت کی ضرورت اور حکمت بھرا سمجھیں گے۔

(**99**) عَنْ اِبْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ مَعَادِنُ يُحْضِرُهَا شِرَارُ النَّاسِ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسے خزانے دریافت ہوں گے کہ جو بدترین لوگوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔

---

(1)الدر المنثور للسيوطي، سورة المائدة، آيت 42، 82/3.

(2)**نبیذ:** وہ مشروب جس میں کھجوریں ڈالی جائیں جس سے پانی میٹھا ہو جائے مگر نشہ آور نہ ہو، نشہ آور ہو تو اس کا پینا حرام ہے۔

(3)مسند أحمد، الرقم(23645)، 52/39. مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(589)، 90/2.

تشریح:

وہ خزانہ وطن کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اسی طرح علم وحکمت، تحقیق وریسرچ، عہدہ، کرسی، معدنیات، مال ودولت اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ان کو استعمال کرنے والے اور چلانے والے بدترین، بے قدرے اور نااہل لوگ ہوں گے۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

﴿برائیاں﴾

ناپسندیدہ اور بدترین لوگ:

(**100**) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ رِجَالٌ مِنْ أُمَّتِي يَأْكُلُونَ أَلْوَانَ الطَّعَامِ وَيَشْرَبُونَ أَلْوَانَ الشَّرَابِ وَيَلْبَسُونَ أَلْوَانَ الثِّيَابِ وَيَتَشَدَّقُونَ فِي الْكَلَامِ فَأُولَئِكَ شِرَارُ أُمَّتِي»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے اور رنگ برنگ کے پانی پیئیں گے اور رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے اور گفتگو کرنے میں بڑی مہارت رکھتے ہوں، یہ لوگ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1) الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(23645)، 52/39.

(2)المعجم الأوسط، الرقم(2351)، 24/3. المعجم الكبير، الرقم(7512)، 107/8. حلية الأولياء، 90/6. كنز العمال، الرقم(7911)، 561/3. مسند الفردوس، الرقم(8728)، 455/5.

في المستدرك للحاكم عن علي قَالَ قَالَ:« شِرَارُ أُمَّتِي قَوْمٌ وُلِدُوا فِي النَّعِيمِ وَغُذُّوا بِهِ يَأْكُلُونَ مِنَ الطَّعَامِ أَلْوَانًا وَيَلْبَسُونَ مِنَ الثِّيَابِ أَلْوَانًا وَيَرْكَبُونَ مِنَ الدَّوَابِّ أَلْوَانًا يَتَشَدَّقُونَ فِي الْكَلَامِ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی بد ترین قوم وہ ہو گی جو صبح سویرے قسم ہا قسم کی نعمتیں کھائیں گے اور خوب لطف اندوز ہوں گے، جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے اور رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے اور رنگ برنگیاں سواریاں استعمال کریں گے، اور گفتگو کرنے میں بڑی مہارت رکھتے ہوں۔

تشریح:

ان کا رہنا، چال چلن، اوڑھنا بچھونا غرضیکہ ہر چیز عیش وعشرت سے لبریز ہو گی مزید یہ کہ وہ گفتگو کرنے پر اور لوگوں کو قائل کرنے پر بڑی مہارت رکھتے ہوں گے۔

لواطت اور جنس پرستی:

(**101**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ:« سيكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَان أَقْوامٌ يُقَالُ لَهُمْ: اللُّوطِيةُ على ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ: فَصِنْفٌ يَنْظُرُونَ ويتكَلَّمُونَ وَصِنْفٌ يُصَافِحُون وَيُعَانِقُونَ وَصِنْفٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ الْعمَلَ فَلَعْنَةُ الله عَلَيْهِمْ إِلا أنْ يَتُوبُوا فَمَنْ تَاب تَابَ الله عَلَيْهِ»(3).

---

(1) الفتح الكبير، الرقم(6950)، 157/2: الجامع الكبير، الرقم(15008)، 367/5.

(2) المستدرك للحاكم، الرقم(6418)، 657/3.

(3)كنز العمال، الرقم(13133)، 341/5. مسند الفردوس، الرقم(3425)، 315/2. جامع الأحاديث، الرقم(13275)، 346/13.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے کہ جن میں تین قسم کے لوطی ہوں گے۔ ایک یہ کہ وہ دیکھ کر اور گفتگو کر کے لطف اندوز ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ وہ مصافحہ اور معانقہ کریں گے۔ تیسرا یہ کہ وہ بدفعلی کریں گے۔ پس ان تینوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو مگر جس نے توبہ کرلی۔ جس نے توبہ کی تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول کرلے گا۔

تشریح:

صرف بدفعلی ہی لواطت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ شہوت سے دیکھنا اور گفتگو کر کے لطف اندوز ہونا، مصافحہ ومعانقہ کرنا بھی اسی جرم میں شامل ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**102**) قال النبي ﷺ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي قَوْمٌ يَكْتَفِي رِجَالُهُمْ بِالرِّجَالِ وَنِسَاؤُهُمْ بِالنِّسَاءِ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَارْتَقِبُوا عَذَابَ قَوْمِ لُوطٍ أَنْ يُرْسِلَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت کے آخر میں ایسی قوم آئے گی کہ اس میں مرد مرد کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ بدفعلی کریں گے۔ پس وہ قومِ لوط کے عذاب کے مستحق ہوں گے کہ اللہ تعالی ان پر جہنم کے پتھروں کی بارش برسائے۔

---

(1)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(14982)، 357/5.
(2)تفسير القرطبي، 83/9.

تشریح:

جیسا کہ آج دنیا کے کئی ممالک میں جنس پرستی کی اجازت کے قانون پاس ہو چکے ہیں اور ماضی قریب میں خواجہ سراؤں کے نام پر پاکستان میں اس طرح کے قانون کو پاس کرانے کی کوشش کی گئی۔

صدق، کذب، خیانت، بے وقوفوں کا مرتبہ:

(103) عَنْ أُمِّ سَلْمَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُكَذَّبُ فِيهِ الصَّادِقُ وَيُصَدَّقُ فِيهِ الْكَاذِبُ وَيُخَوَّنُ فِيهِ الأَمِينُ وَيُؤْتَمَنُ الخَؤُونُ وَيَشْهَدُ الْمَرْءُ وَلَمْ يُسْتَشْهَدْ وَيَحْلِفُ وَإِنْ لَمْ يُسْتَحْلَفْ وَيَكُونُ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعٍ لاَ يُؤْمِنُ بِالله وَرَسُولِهِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس میں سچ بولنے والے کو جھٹلایا جائے گا اور جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی، امین کو خائن سمجھا جائے گا، اور خائن کے پاس امانت رکھی جائے گی، مرد بغیر گواہی طلب کیے گواہی دے گا، قسم کا مطالبہ کیے بغیر قسمیں کھاتا پھرے گا، اس زمانے میں بیوقوفوں کی اولاد سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھی جائے گی جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے ہوں گے۔

تشریح:

جیسا کہ ہمارے ہاں پیر کا بیٹا پیر بنا دیا جاتا ہے، عالم کا بیٹا عالم سمجھا جاتا ہے، سیاسی شخص کا بیٹا اس کے بعد بلا مقابلہ سیاسی رہنما بنا دیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک کو "صاحبزادہ" کے نام

---

(1)الفتح الكبير، الرقم(10152)، 50/3. كنز العمال، الرقم(38475)، 221/14.

سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس زمانے میں ہر بری چیز کی اہمیت ہو گی۔ اور اچھی چیزوں کو پسِ پشت ڈال دیا جائے گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**104**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بد دیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بد دیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَیْبِضَہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوَیْبِضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حقیر آدمی عوام کو معاملات میں رائے دے گا۔

تشریح:

آج کا میڈیا اس حدیث کا مکمل مصداق ہے، جھوٹ کو ایسے پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے اس سے بڑا کوئی سچ نہیں ہے، اور چینل پہ بیٹھا ہر شخص ہر روز شام کو پاکستان کی تقدیر لکھنے بیٹھ جاتا ہے کہ یہ ہونے والا ہے اور یہ نہیں ہو گا وغیرہ۔

حکمِ حدیث: صحیح[3]۔

---

(1)قال الهيثمي:"رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْكَبِيرِ، وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ كَاتِبُ اللَّيْثِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ وَقَدْ وُثِّقَ". مجمع الزوائد، الرقم(12225)، 284/7.

(2)سنن ابن ماجه، الرقم(4036)، 1339/2. مستدرك للحاكم، الرقم(8439)، 512/4.

(3)صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(8439)، 512/4.

مرد وعورت کی عیاشیاں:

(**105**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُونَ عَلَى سُرُوجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ يَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلَى رُءُوسِهِمْ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ الْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ لَوْ كَانَتْ وَرَاءَكُمْ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَخَدَمْنَ نِسَاؤُكُمْ نِسَاءَهُمْ كَمَا يَخْدِمْنَكُمْ نِسَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں جو اونٹ کے کجاووں کی طرح بڑی بڑی سواریوں پر سوار ہوں گے، وہ مسجد کے دروازوں پر آئیں گے، ان کی عورتیں ہوں گی جو لباس پہنی ہوں گی مگر برہنہ ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ پس بے شک وہ ملعونہ ہوں گی۔ اس وقت تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی کہ تمہاری عورتیں ان کی عورتوں کی خدمت کریں گی جیسے تم سے پہلے قوموں کی عورتیں خدمت کرتی تھیں۔

تشریح:

جیسا کہ آج کل برقعہ کو بطورِ فیشن استعمال کیا جاتا ہے، جس سے بدن جھلک رہا ہوتا ہے، بدن کی موٹائی اور چوڑائی سب ظاہر ہو رہی ہوتی ہے، یعنی پردے کا جو مقصد تھا وہ ان سے پورا ہرگز نہیں ہوتا۔ اور آج کل یہ بھی رواج ہے کہ دینی پروگرام میں خواتین جاتی ہیں، اور بڑی راتوں میں عبادت کے لیے جاتی

---

(1)مسند أحمد، الرقم(7083)، 654/11. صحيح ابن حبان، الرقم(5753)، 65/13.

ہیں مگر خوب میک اپ اور فیشن کر کے جاتی ہیں، جبکہ یہ موقع رب کی بارگاہ میں عجز وانکساری سے جھکنے کا ہوتا ہے نہ کہ سنور کر جانے کا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(106) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ:« أَنَا فَرَطُكُمْ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ،، فَإِذَا لَمْ تَرَوْنِي فَأَنَا عَلَى الْحَوْضِ، قَدْرَ مَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى مَكَّةَ وَسَيَأْتِي رِجَالٌ وَنِسَاءٌ بِقِرَبٍ وَآنِيَةٍ فَلَا يَطْعَمُونَ مِنْهُ شَيْئًا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا، پس جب تم مجھے نہیں دیکھو گے تو میں حوض پر ہوں گا اور اس حوض کی چوڑائی اتنی ہے جیسے ایلہ سے مکہ۔ اور عنقریب مرد اور عورتیں آئیں گے مگر وہ حوض کوثر میں سے کچھ نہیں لے سکیں گے۔

تشریح:

ان مردوں اور خواتین کے کردار ایسے ہوں گے کہ جس کی وجہ سے اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جام سے محروم رہیں گے، اس دن اس سے بڑی بدبختی کوئی نہیں ہو گی۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

---

(1) الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(7083)، 654/11.

(2)مسند أحمد، الرقم(14719)، 62/23. السنة لابن أبي عاصم، الرقم(771)، 358/2. كنز العمال، الرقم(39166)، 427/14.

شراب نوشی:

(**107**) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي نَاسٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَمْرَ بِاسْمٍ يُسَمُّونَهَا إِيَّاهُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب کو حلال سمجھیں گے اور نام بھی یہی ہو گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[3]۔

فِي سنن أبي داود عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ:« لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا»[4].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور میری امت کے لوگ شراب پیئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھ دیں گے۔

تشریح:

آج کل نشہ آور مشروبات کی بہتات ہے حتی کہ کھلے عام مارکیٹ میں فروخت ہونے والے بہت سے مشروبات پر کالج اور یونیورسٹی میں پابندی لگا دی گئی ہے: کیونکہ وہ مشروبات کے نام پر شراب ہے یا اس کی ایک مخصوص قسم ہے۔

---

(1)مجمع الزوائد، الرقم(18467)، 364/10: محقق شعيب الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(14719)، 62/23.

(2)مصنف عبد الرزاق، الرقم(17055)، 234/9.

(3)وله شاهد صحيح في سنن أبي داود وابن ماجه والمستدرك وغيرها.

(4)سنن أبي داود، الرقم(3688)، 329/3: سنن النسائي، الرقم(5658)، 312/8.

معاہدہ توڑنا:

(**108**) عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ قَوْمٌ لَهُمْ عَهْدٌ فَمَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْهُمْ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک قوم ہو گی جن کا معاہدہ ہو گا، پس جس نے ان میں سے کسی مرد کو معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اور بے شک جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

تشریح:

اسی وجہ سے معاہدے کی پاسداری کرنا ضروری ہے، جیسا کہ ہمارے ہاں جو کافر امان لے کر آئے تو اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور اگر اس کو بلا وجہ قتل کر دیا گیا تو اس کی سزا قیامت کے دن سخت ہو گی۔

حکم حدیث: صحیح[2]۔

زبان کی کمائی:

(**109**) عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَ مِنَ الأَرْضِ»[1].

---

(1)مسند أحمد، الرقم(16590)، 135/27. مصنف عبد الرزاق، الرقم(17055)، 234/9.

(2)مجمع الزوائد، الرقم(10751)، 293/6: محقق شعيف الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(16590)، 135/27.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسی قوم ہو گی جو اپنی زبان چلا کر اس کی کمائی کھائیں گے (کام کی ایک بات بھی نہیں ہو گی) جیسے گائے زمین سے (زبان چلا کر) چارہ کھاتی ہے۔

حکم حدیث: حسن[2]۔

فِي سنن أبي داود، والترمذي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالی ایسے آدمی سے غضب فرماتا ہے جو (ناحق) زبان آور ہو (بہت باتیں بنائے) اپنی زبان کو ایسے چلائے جیسے گائے چلاتی ہے (اور لپیٹ لپیٹ کر گھاس کھاتی ہے)۔

تشریح:

نمود و نمائش اور پیسہ کے لیے قاریِ قرآن، نعت خوان، قوال، مقررین، گانا گانے والے، میڈیا پر بیٹھ کر لوگوں کو بے وقوف بنانے والے وغیرہ سب اپنی

---

(1)مسند أحمد، الرقم(1517)، 102/3. مسند البزار، الرقم(1212)، 48/4. شعب الإيمان، الرقم(4624)، 48/7. كنز العمال، الرقم(7914)، 561/3.

(2) حسن لغيره: مجمع الزوائد، الرقم(13281)، 116/8: الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(1517)، 102/3.

(3) سنن أبي داود، الرقم(5005)، 301/4: سنن الترمذي، الرقم(2853)، 438/4.

چرب زبانی اور زبان درازی کی کمائی کھاتے ہیں: کیونکہ ان کی باتوں کا حقیقت سے، معرفت اور خلوص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

خواہش نفس:

(**110**) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ:« سَيَهْلِكُ مِنْ أُمَّتِي أَهْلُ الْكِتَابِ وَأَهْلُ اللَّبِنِ قَالَ عُقْبَةُ: مَا أَهْلُ الْكِتَابِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَتَعَلَّمُونَ كِتَابَ اللَّهِ يُجَادِلُونَ بِهِ الَّذِينَ آمَنُوا قَالَ: فَقُلْتُ: مَا أَهْلُ اللَّبِنِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ وَيُضِيعُونَ الصَّلَوَاتِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں سے اہل کتاب اور اہل لبن ہلاک ہو جائیں گے، حضرت عقبہ نے عرض کی یارسول اللہ اہل کتاب کون ہیں؟ فرمایا: جو لوگ قرآن کی تعلیم سیکھتے ہیں مگر اس قرآن کے ذریعے مؤمنوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ اہل لبن کون ہیں؟ فرمایا: جو لوگ اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں اور نمازوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔

تشریح:

قرآن کے ذریعے لڑائی کہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانا ہے، اسی طرح جو آیات بتوں کے بارے میں یا مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں انہیں

---

(1)المستدرك للحاكم، الرقم(3417)، 402/2. إتحاف المهرة، الرقم(13914)، 219/11.

عام مسلمانوں پر چسپاں کرنا ہے۔ اور خواہشات کی اتباع کرنا بھی ہلاکت کی نشانی ہے۔

حکم: صحیح(1)۔

(111) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَتَجَارَى بِهِمُ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ فَلَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب میری امت میں سے ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی خواہشات کے ساتھ ایسے چپکے ہوئے ہوں گے جیسے کتا اپنے مالک کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے پس کوئی رگ اور کوئی جوڑ و جسم کا حصہ باقی نہیں رہے گا مگر خواہشات ان میں سرایت کر جائیں گی۔

تشریح:

جو دماغ کہے گا، جو عقل کہے گی اسی کی سنی جائے گی، قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیا جائے گا، مثلاً ہر شخص دین اور اس کے شرعی مسائل کے بارے میں اپنی الگ رائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ یہ میری عقل میں اور فہم میں نہیں آرہا، اس کی کیا منطق اور لاجک ہے؟، یہ سراسر ظلم ہے، اس میں

---

(1)صحيح مع الذهبي. المستدرك، الرقم(3417)، 402/2.

(2)المستدرك للحاكم، الرقم(443)، 218/1. المعجم الكبير، الرقم(884)، 376/19. كنز العمال، الرقم(1054)، 210/1. الجامع الكبير، الرقم(6321)، 482/2.

انسانیت نظر نہیں آتی، مذہب سے بالائے طاق ہو کر انسانیت کی بات کرنی چاہئے وغیرہ۔ اس طرح کے دیگر جملے کہ میرا جسم میری مرضی، نظر تیری گندی پردہ میں کروں، پردہ دل میں ہوتا ہے گھونگھٹ میں نہیں، یہ چادر یہ چار دیواری گلی سڑی لاش کو مبارک میں تو زندہ آزاد ہوں۔

یہ سب جملے یہودیت کی پیداوار ہیں اور خاندانی نظام کے لیے تباہ کن ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہے کہ جیسے بکریوں کا ایک ریوڑ اپنے باڑے میں رہتا تھا، ان کا مالک ان کی دیکھ بھال کرتا تھا، وقت پر پانی دیتا تھا، چارہ بھی دیتا تھا، انہیں باہر چرانے کے لیے اور باہر کی ہوا لگانے کے لیے بھی لے جاتا تھا مگر راستے میں ان کی حفاظت کرتا کہ کسی دوسرے کے کھیت میں منہ نہ مارے اور اس کھیت کا مالک اس بکری کو نقصان نہ پہنچائے، ریوڑ کے مالک نے ایک کتا بھی رکھا ہوا تا کہ وہ ان کی حفاظت کرے، سب صحیح چل رہا تھا، سب خوش تھے، مگر وقت گزرا، سوچیں تبدیل ہونے لگیں، ان کے باڑے تک بھی وہ فضا آن پہنچی، حتیٰ کہ ایک بکری باہر سے آئی اور وہ کچھ نئی سوچ لے کر آئی، اس نے میٹھے میٹھے نعرے لگائے، باتیں کیں، کان بھرے، کہ یہ مالک جو تمہارا دودھ نکالتا ہے، تمہارے بچوں کو عید الاضحی پر قربان کر دیتا ہے، اور تمہارا گوشت بیچتا ہے، جبکہ وہ تمہیں چارے کے سوا دیتا ہی کیا ہے؟ جب اس نے بگاڑ پیدا کر لیا۔

ایک دن مالک جب اپنے ریوڑ کو دیکھنے آیا تو کیا دیکھا کہ بکریاں احتجاج کر رہی ہیں کہ ہمارا حق ایسے رکھ، مالک نے کہا کون سا حق؟ میں نے تمہارے ساتھ کون سا ظلم کیا ہے؟ تمہیں عزت دی، تمہارا خیال رکھا، ہر چیز تمہیں وقت پر دی، تم اس گھر کی زینت ہو، اس گھر کی ملکہ ہو، جو چاہو یہاں کر سکتے ہو، تمہیں باہر لے جاتا ہوں اور

تمہاری ہر قسم کی حفاظت کرتا ہے، تمہیں خونخوار بھیڑیئے سے بچاتا ہوں، تمہاری بیماری پرسی کی جاتی ہے، تو اس کے علاوہ اور کیا چاہتے ہو؟ بکریاں کہنے لگیں ہم آزادی چاہتے ہیں آزادی، مالک نے کہا: دیکھو تم کسی کے جال میں پھنس گئی ہو، وگرنہ تمہیں جو گھر کی زینت بنایا ہے یہ قید اور جیل خانہ تو نہیں کہ تم اس سے آزادی مانگو، مگر وہ نہ مانیں، اتنے میں باہر سے بھیڑیوں نے آواز لگائی کہ ان کو آزادی دی جائے، بکریوں نے کہا اب تو ہمارا دشمن بھی ہمارے حقوق کی بات کررہا ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعی ظالم ہے۔ بالآخر مالک نے انہیں آزاد کردیا، پھر جیسے ہی یہ باہر نکلیں ان بھیڑیوں نے ایک ہی آن میں حملہ کیا اور ان کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا، ان کو برباد کر کے رکھ دیا۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[1]۔

نام کا مسلمان:

(**112**) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ:« يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مَنْ عِنْدَهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: یقیناً لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کا اسلام باقی رہ جائے گا، اور نام کا قرآن باقی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں تو آباد

---

(1)جامع الأصول بحاشية المحقق الأرنؤوط، الرقم(7489)، 32/10.

(2)خلق أفعال العباد للبخاري، ص67. شعب الإيمان، الرقم(1763)، 317/3. السنن الواردة في الفتن للداني، الرقم(236)، 545/3. مشكاة المصابيح، الرقم(276)، 91/1.

ہوں گی مگر ہدایت نام کی کوئی چیز نہیں ہو گی ان کے علماء آسمان کی چھت کے نیچے سب سے بدترین ہوں گے، فتنہ برپا ہو گا وہ ان میں بہہ جائیں گے۔

تشریح:

ہمارے بے فارم میں مسلمان، پاسپورٹ میں مسلمان، شناختی کارڈ کی تفصیل میں مسلمان مگر کردار میں کافر سے بھی دو ہاتھ آگے۔

قرآن صرف اپنے قریبی یا والدین کے فوت ہونے پر یاد آتا ہے وہ بھی اگر پڑھنا آتا ہو گا تو پڑھ لیں گے نہیں تو مدرسے سے بچے آئیں گے وہی فاتحہ خوانی کرکے چلے جائیں گے۔ جس باپ نے پالا، پرورش کی، اتنا بینک بیلنس بنا کر گیا وہ اولاد ایسی کہ اپنے باپ کے لیے دو لفظ قرآن بھی نہ پڑھ سکے، اس کے علاوہ والدین کی نافرمانی کیا ہو سکتی ہے؟ نیا پہرہ پیسے سنبھال کر رکھے جاتے ہیں مگر قرآن کمرے کے ایک کونے میں غلاف میں لپٹا سالہا سال سے پڑا رہتا ہے، اسے کبھی اٹھا کر صاف نہیں کیا، چوما نہیں، زیارت نہیں کی، کھولا نہیں، پڑھا نہیں، مگر پیسوں کی جگہ کو صاف کیا جاتا ہے، دیکھا جاتا ہے کہ کہیں دیمک تو نہیں لگا؟

علماء جب اپنی ذمہ داری بھول جائیں گے وہ حق کہنا بند کر دیں گے، سچ بتانا چھوڑ دیں گے، چہرے دیکھ پر بات کریں گے، لباس دیکھ کر استقبال کریں گے، عہدہ دیکھ کر ہاتھ ملائیں گے اور ان کے مزاج کے مطابق گفتگو کریں گے، لوگوں کو درپیش مسائل کے حل کو چھوڑ کر لایعنی اور فضول مسائل میں مشغول ہوں گے، مستحبات اور مباحات یعنی جس کا کرنا ثواب تھا یا نہ ثواب تھا نہ گناہ، اسی طرح

جن مسائل کی ضرورت نہ تھی، جن کا تعلق ایمانیات سے نہ تھا، اس پر مناظرے مباحثے مجادلے مباہلے ہوں گے، اسی پر کتابیں لکھ کر مارکیٹ کی زینت بنائی جائیں گی، کفر کی مشینیں لگا دی جائیں گی، اپنی حکمت و دانش کو اسلام کو درپیش چیلنج کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

رہے گدی نشین، خانقاہ والے وہ اپنی تجوریاں بھریں گے، دین وشریعت نہ ان کے چہرے سے عیاں نہ چال چلن سے عیاں۔ قبر میں موجود ہزاروں کو مسلمان کرنے والے، لاکھوں کو توبہ کرانے والے، مرنے کے بعد بھی فیض دینے والے کے یہ صاحبزادے زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن کے مصداق بن کر بڑے کر وفر سے صاحبِ ولایت بنے بیٹھے ہوں گے۔

قرآن اور تلوار میں جدائی یا دین اور سیاست میں جدائی کر دی جائے گی: کیونکہ قرآن اسلام کا راستہ بناتا ہے اور تلوار اس قرآن کی حفاظت کرتی ہے جب تلوار کو ظلم قرار دیا جائے گا، جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی، اسی چنگیزی کو پروان چڑھایا جا رہا ہو گا، دین کی دھجیاں اڑانے والوں کو عزت دے کر اپنے مفاد حاصل کیے جائیں گے، پیری اور مریدی کو کرسی اور عہدے کے لیے استعمال کیا جائے گا، تو اس طرح کے سب علماء و فقہاء، دانش ور، گدی نشین پوری کائنات کے بدترین افراد ہوں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)ضعیف. الجامع الكبير، الرقم(28393)، 421/13.

گناہ کرنے کا اختیار:

(113) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« يَأتِى عَلَيكمْ زَمَانٌ يُخَيَّرُ الرَّجُلُ فِيهَا بَيْنَ الْعَجْزِ وَالْفُجُورِ فَمَنْ أدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ فَلْيَخْتَرِ الْعَجْزَ عَلَى الْفُجُورِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کے پاس گناہ کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو گا، پس جو شخص یہ زمانہ پالے تو وہ گناہ کے نہ کرنے کو گناہ کے کرنے پر ترجیح دے۔

تشریح:

کمال یہی ہے کہ بندہ مؤمن گناہ پر قدرت رکھنے کے باوجود صرف اور صرف رب تعالی کے خوف سے نہ کہ کسی مفاد یا عوام وغیرہ کے خوف سے چھوڑدے اور گناہ کرنے سے ہاتھ کھینچ لے۔ پھر ایمان کی لذت بھی محسوس ہونے لگتی ہے، اور وہ رب کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔

حکم حدیث: صحیح[2]۔

---

(1)المستدرك للحاكم، الرقم(8352)، 484/4. مسند أحمد، الرقم(9767)، 478/15. الفتن لنعيم، الرقم(500)، 188/1. مسند أبي يعلى، الرقم(6403)، 287/11.

كنز العمال، الرقم(38458)، 218/14.

(2)صحيح مع الذهبي. المستدرك، الرقم(8352)، 484/4.

نایاب ترین تین چیزیں:

(**114**) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَيْكَ زَمَانٌ لا يَكُونُ فِيهِ شَيْءٌ أَعَزَّ مِنْ ثَلاثَةٍ مِنْ أَخٍ يُسْتَأْنَسُ بِهِ أَوْ دِرْهَمٍ حَلالٍ أَوْ سُنَّةٍ يُعْمَلُ بِهَا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں تین چیزیں سب سے زیادہ عزیز (اور نایاب) ہوں گی۔ حقیقی محبت کرنے والا بھائی یا حلال کمائی یا سنت جس پر عمل کر سکیں۔

تشریح:

ہر طرف مفاد پرستی پھیلی ہوئی ہے، کسی کی عزت بھی مفاد کے لیے، ساتھ دینا بھی مفاد کے لیے، بھلائی کرنا بھی مفاد کے لیے ہوتا ہے اسی لیے حدیث میں فرمایا کہ بے لوث محبت کرنے والے، ساتھ دینے والے اور بھلائی کرنے والے کم ہوں گے۔ اور یہی حالت ہے حلال کمائی کی اور سنت پر عمل کرنے کی ہے کہ یہ دونوں نایاب ہوتی چلی جارہی ہیں۔

اس حدیث کا یہ بھی مفہوم ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جب لوگوں کو یہ بات سمجھ آجائے گی یا وقت کا تقاضہ یہی ہو گا کہ محبت بے لوث کی جائے، حلال کمایا جائے اور سنت پر عمل کیا جائے وگرنہ ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بن جائے

---

(1)المعجم الأوسط للطبراني، الرقم(88)، 35/1. حلية الأولياء، 370/4. كنز العمال، الرقم(30886)، 126/11. الفتح الكبير، الرقم(6925)، 155/2.

گی۔ جو معاشرہ یا قومیں اسلامی انقلاب لے کر آئیں تھی، یہ تین چیزیں ان کی رگ رگ میں داخل ہو چکی تھیں، اسی لیے وہ کئی صدیاں حکمرانی کرتی رہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

نجومی وکاہن:

(115) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغِيْثٍ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ مِنَ الْكَاهِنِيْنَ رَجُلٌ يَدْرُسُ الْقُرْآنَ دِرَاسَةً لَا يَدْرُسُهَا أَحَدٌ يَكُونُ بَعْدَهُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب کاہن لوگوں میں سے ایسا شخص آئے گا کہ وہ قرآن کا ایسا درس دے گا کہ اس کے بعد کوئی بھی اس کی طرح درس نہیں دے سکے گا۔

تشریح:

کاہن، نجومی، ستارہ شناس بولنے کا ماہر ہو گا اور قرآن کا درس دے گا اور اپنے باطل نظریات کو قرآن سے ثابت کرے گا اور اس معاشرے میں دوسرا اس کی مثل کوئی نہیں آئے گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ رَوْحُ بْنُ صَلَاحٍ، ضَعَّفَهُ ابْنُ عَدِيٍّ، وَقَالَ الْحَاكِمُ: ثِقَةٌ مَأْمُونٌ. وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ مُوَثَّقُونَ". مجمع الزوائد، الرقم(802)، 172/1.

(2)مسند أحمد، الرقم(23880)، 308/39. المعجم الكبير، الرقم(794)، 314/22. كنز العمال، الرقم(31808)، 378/11.

﴿فتنے اور آزمائشیں﴾

دین پر قائم رہنا اور صبر:

(**116**) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالقَابِضِ عَلَى الجَمْرِ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اپنے دین پر قائم رہنا اتنا مشکل ہو گا کہ جتنا آگ کے انگارے کو پکڑنا۔

تشریح:

دین کی تعلیم کو معیوب اور کم تر سمجھا جاتا ہے، لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ مذہبی شخص یا مولوی بن گئے تو کھائیں گے کیسے؟ اور دین پر عمل کرنے والے کو مولوی وغیرہ جیسے القابات سے نواز کر طعنے دیئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: ہاں ہاں میں جانتا ہے تجھے، اور تو بڑا آ گیا ہے دین پر چلنے والا! شریعت اپنے پاس رکھ وغیرہا جیسے جملے کسے جاتے ہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(3)۔

(**117**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« يَأتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ مِنْهُمْ عَلَى دِينِهِ لَهُ أجْرُ خَمْسِينَ مِنكُمْ»(1).

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغِيثٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، وَعَبْدُ اللَّهِ ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَمُغِيثٌ: ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ وَلَمْ يُخْرِجْهُمَا أَحَدٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ". مجمع الزوائد، الرقم(11681)، 167/7.

(2)سنن الترمذي، الرقم(2260)، 96/4.

(3) غريب: سنن الترمذي، الرقم(2260)، 96/4.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کے لئے تم میں سے پچاس کے برابر اجر ملے گا۔

تشریح:

ہمارے دین کی یہی شان ہے کہ جو عبادت مشکل سے ادا کی جائے تو اس کا اجر بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے جیسے فجر کی نماز کہ گرم بستر اور گہری نیند کو ترک کر کے رب کی بارگاہ میں عبادت کرنے کا ثواب دیگر نمازوں سے زیادہ ہے اور اس کے فضائل بھی زیادہ آئے ہیں۔ اسی طرح خود دین پر عمل کرنا جس معاشرے میں مشکل ہوگا تو اس حالت میں دین پر قائم رہنے اور صبر کرنے کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اسی لیے فرمایا پچاس کے برابر ثواب ہوگا۔

حکمِ حدیث: معتمد بالشواهد التالية.

(**118**) عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قَالَ:« فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ» وَزَادَنِي غَيْرُهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ»(2).

---

(1)الإبانة الكبرى لابن بطة، الرقم(30)، 195/1. جامع الأحاديث، الرقم(26409)، 40454/23. الجامع الكبير، 508/12. كنز العمال، الرقم(30977)، 147/11.

(2)سنن أبي داود، الرقم(4341)، 123/4. سنن ابن ماجه، الرقم(4014)، 1330/2. مسند البزار عن عبد الله بن مسعود، الرقم(1776)، 178/5. شعب الإيمان، الرقم(9278)، 201/12. صحيح ابن حبان، الرقم(285)، 108/2.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بعد صبر اور آزمائش کے دن آئیں گے کہ اس دور میں صبر کرنا آگ کے انگارے کو پکڑنے کی طرح سخت ہو گا، اس دور میں عمل کرنے والے کے لئے پچاس لوگوں کے برابر اجر ہو گا۔ پھر رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ اسی دور کے پچاس لوگوں کے برابر اجر ملے گا؟ فرمایا: تم لوگوں میں کے پچاس کے برابر اجر ملے گا۔

تشریح:

اس میں صراحت کردی کہ وہ دن ضرور آئیں گے کہ دین پر چلنا کتنا مشکل ہو گا اور پھر اجر جو پچاس کے برابر ہو گا وہ اس دور کے پچاس کے برابر نہیں بلکہ صحابہ کو فرمایا وہ تم پچاس صحابہ کے برابر اس ایک کو اجر دیا جائے گا۔ اِسی سے پتہ چلا کہ وہ سخت ترین زمانہ ہو گا کہ جس میں دین پر قائم رہنے کا اجر صحابہ کے اجر کے برابر ہو گا۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

(**119**) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ اخْتِلاَفِ أُمَّتِي كَالْقَابِضِ عَلَى الجَمْرِ»[2].

---

(1)صحيح مع الذهبي: المستدرك للحاكم والألباني، الرقم(7912)، 358/4.

(2)نوادر الأصول للترمذي، 327/2. الفتح الكبير، الرقم(12529)، 242/3. كنز العمال، الرقم(937)، 184/1.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس دور میں میری امت کے اختلاف اور فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والا انگارے کو پکڑنے والے کی طرح آزمائش میں ہو گا۔

تشریح:

جس طرح امت کے فساد کے وقت سنت پر عمل کرنا ایک شہید سے لے کر سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے تو اس حدیث سے پتہ چلا کہ وہ سخت ترین دور ہو گا کہ سنت پر عمل کرنا انگارے کو پکڑنے سے زیادہ سخت ہو گا۔

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ»[1].

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں اختلاف اور فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے کے لیے ایک شہید کا اجر ہے۔

مشکاۃ شریف میں ہے: «مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أجر مائَة شَهِيد»[2].

ترجمہ: جس نے امت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا، اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر و ثواب ہے۔

---

(1) المعجم الأوسط، الرقم(5441)، 315/5.

(2) مشكاة المصابيح، الرقم(176)، 62/1.

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**120**) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دِيْدَانُ الْقُرَّاءِ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْهُمْ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جو بناوٹ وسجاوٹ اور تصنع اختیار کرکے لوگوں کو حقیر سمجھیں گے، پس جو شخص یہ زمانہ پالے تو وہ ان لوگوں سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرے۔

تشریح:

لوگوں کو حقیر سمجھنا ایسا جرم ہے کہ ان سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے: کیونکہ اس تصنع اور بناوٹ وسجاوٹ میں دھوکہ، فریب اور فسادات کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ پھر یہ تصنع جب دینداری میں استعمال ہونے لگے تو نہ جانے اس کے کتنے بھیانک نتائج ہوں گے؟!

حکم حدیث: قابلِ عمل[3]۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ: « يَكُونُ فِي آخرِ الزَّمَانِ دِيدَانُ الْقُرَّاءِ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّه مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَهُمُ الأَنْتَنُونَ، ثُمَّ تَظْهَرُ قَلَانِسُ الْبُرُودِ فَلَا

---

(1) الجامع الكبير، الرقم(11770)، 140/4.

(2)كنز العمال، الرقم(28989)، 189/10. الفتح الكبير، الرقم(6952)، 157/2.الجامع الصغير، الرقم وص 7052.

(3)الجامع الكبير، 352/5.

يُسْتَحَى يَوْمَئِذٍ مِنَ الرِّيَاءِ وَالْمُتَمَسِّكُ يَوْمَئِذٍ بِدِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى جَمْرَةٍ، وَالْمُتَمَسِّكُ يَوْمَئِذٍ بِدِينِهِ أَجْرُهُ كَأَجْرِ خَمْسِينَ قَالُوا: مِنَّا أَوْ مِنْهُمْ؟ قَالَ: بَلْ مِنْكُمْ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جو بناوٹ وسجاوٹ اور تصنع اختیار کر کے لوگوں کو حقیر سمجھیں گے پس جو شخص یہ زمانہ پالے تو وہ شیطان مردود سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرے، وہ بدبو دار ہوں گے پھر لمبی ٹوپیوں والے ظاہر ہوں گے، اس دن لوگ ریاکاری کرنے میں حیاء محسوس نہیں کریں گے۔ اور اس دن دین کو مضبوطی سے تھامنے والا انگارے کو تھامنے والے کی طرح آزمائش میں ہو گا، اس دن دین پر عمل کرنے والے کو پچاس کے برابر اجر ملے گا، صحابہ نے عرض کی: اجر ہم میں سے پچاس کے برابر ہو گا یا ان میں سے پچاس کے برابر؟ فرمایا: تم لوگوں کے پچاس کے برابر۔

فتنوں سے قبر پر رونا:

(121) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْتِي الرَّجُلُ الْقَبْرَ فَيَضْطَجِعُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِهِ مَا بِهِ حُبُّ لِقَاءِ اللَّهِ إِلَّا لِمَا يَرَى مِنْ شِدَّةِ الْبَلَاءِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مرد قبر کے پاس جائے گا اور اس سے لپٹ کر کہے گا: کاش اس میت کی جگہ میں ہوتا! جو فتنوں کی شدت کو دیکھ لیتا تو مرنا ہی پسند کرتا۔

---

(1) نوادر الأصول للترمذي، 327/2: كنز العمال، الرقم(38631)، 255/14.
(2) مستدرك للحاكم، الرقم(8402)، 501/4. الفتن لنعيم، الرقم(143)، 71/1. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(9749)، 352/9.

تشریح:

آج ہمارے ہاں بھی اسی طرح کے محاورے بولے جاتے ہیں مثلاً کسی حادثے یا اولاد وغیرہ کی طرف سے دکھ دینے پر کہا جاتا ہے "کاش مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا" یا کہتے ہیں: یہ دن دیکھنے سے پہلے میں مر جاتا۔ اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں: فلاں گناہ یا فلاں کام کرنے سے پہلے میں مر جاؤں تو بہتر ہے، لیکن وہ کام نہیں کروں گے۔

پھر فتنے کئی قسم کے ہوں گے، علم کے خلاف، اسی طرح عمل، اخلاقیات، عزت، جان، صحت، مال، عزت کے خلاف، اسلام کے خلاف سازشیں وغیرہ۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

(**122**) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمُرُّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ هَذَا وَمَا بِهِ حُبُّ لِقَاءِ اللهِ وَلَكِنْ شِدَّةُ مَا يَرَى مِنَ الْبَلَاءِ فَقِيلَ: أَيُّ شَيْءٍ عِنْدَ ذَلِكَ خَيْرٌ قَالَ: فَرَسٌ شَدِيدٌ وَسِلَاحٌ يَزُولُ بِهِ الرَّجُلُ حَيْثُمَا زَالَ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور تم پر ایسا زمانہ آئے گا مرد قبر سے گزرتے ہوئے کہے گا: کاش میں اس جگہ ہوتا! اور جو فتنوں کی شدت کو دیکھ لیتا وہ مرنا ہی پسند کرتا، پس کہا گیا کہ اس وقت کون سی شی بہتر ہوگی؟ فرمایا: طاقت ور

---

(1)صحيح مع الذهبي: المستدرك للحاكم، الرقم(8402)، 501/4.
(2)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(9750)، 352/9.

گھوڑا اور اسلحہ کہ جس کے سبب مرد اپنے سے جس فتنے کو دور کرنا چاہے تو وہ کر سکے۔

تشریح:

اُس دور میں ان فتنوں سے بچنے کا حل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ان فتنوں کے خلاف جہاد کرنا ہے، جس کے لیے جہاد کے آلات ہونا ضروری ہے یعنی وہ گھوڑا یا جدید اسلحہ اسی طرح جہاد تقریر، تحریر وغیرہ کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ مقصود اپنے آپ کو اور پوری قوم کو ان فتنوں سے بچانا ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

فتنوں کی شدت:

(**123**) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: كَيْفَ نَصْنَعُ عِنْدَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ادْخُلُوا بُيُوتَكُمْ وَأَخْمِلُوا ذِكْرَكُمْ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَى أَحَدِنَا بَيْتَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيُمْسِكْ بِيَدِهِ وَلْيَكُنْ عَبْدَ اللَّهِ الْمَقْتُولَ وَلَا يَكُنْ عَبْدَ اللَّهِ الْقَاتِلَ فَإِنَّ الرَّجُلَ يَكُونُ فِي قُبَّةِ الْإِسْلَامِ فَيَأْكُلُ مَالَ أَخِيهِ وَيَسْفِكُ دَمَهُ وَيَعْصِي رَبَّهُ»[2].

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادَيْنِ، رِجَالُ أَحَدِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ، غَيْرُ أَبِي الزَّعْرَاءِ الْكَبِيرِ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ غَيْرُهُ". مجمع الزوائد، الرقم(12215)، 282/7.

(2)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد اندھیری رات کی طرح فتنے ہوں گے، اس دور میں ایک شخص صبح کو مسلمان ہو گا مگر شام کو کافر بن جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ اس وقت ہم کیا کریں؟ فرمایا: اپنے گھروں میں داخل ہو کر بیٹھ جانا اور قرآن وذکر میں مشغول ہو جانا۔ ایک شخص نے کہا: اگر کوئی فتنہ ہمارے گھر میں داخل ہو جائے تو؟ فرمایا: تب بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھنا، جو اللہ کا بندہ قتل ہو گا تو اس کا قاتل اللہ کا مسلمان بندہ نہیں ہو گا، بے شک ایک شخص اسلام کے سائے تلے ہو گا مگر اپنے بھائی کا مال کھائے گا اور اس کا خون بہائے گا اور رب کی نافرمانی کرے گا۔

تشریح:

ہمارے معاشرے میں کفریہ کلمات عام گفتگو میں استعمال ہونے لگے ہیں، اس کے علاوہ مذاق اور گانوں میں بے شمار ایسے کلمات ہیں جن سے دین ومذہب کی توہین ہوتی ہے۔

حکم حدیث: حسن الاسناد[1]۔

(**124**) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَاصٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّهَا سَيَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا قُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَيُّ الرِّجَالِ أَرْشَدُ؟ قَالَ: رَجُلٌ بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَرَمَيْنِ

---

(1)في إتحاف الخيرة:" رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ". إتحاف الخيرة المهرة، الرقم(7463)، 54/8.

فِي قِلَّةٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ لِمَوَاقِيتِهَا وَيَحُجُّ وَيَعْتَمِرُ فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى تَأْتِيَهُ يَدٌ خَاطِئَةٌ أَوْ مَنِيَّةٌ قَاضِيَةٌ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: بے شک میرے بعد اتنے فتنے آئیں گے کہ ایک شخص صبح کو مؤمن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مؤمن ہو گا صبح کافر ہو جائے گا۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، پس کون سا شخص ہدایت یافتہ ہو گا؟ فرمایا: جو شخص ان دونوں حرمین شریفین کے درمیان ہو گا، نماز اپنے وقت پر قائم کرے گا، حج اور عمرہ کرتا رہے گا، حتی کہ وہ ظلماً قتل ہو گا یا تقدیر کے مطابق فوت ہو جائے گا۔

تشریح:

پچھلی حدیث میں فتنوں سے بچنے کا طریقہ بتایا اور اس حدیث میں فتنوں سے بچ جانے والے ہدایت یافتہ لوگوں کی نشانی بتائی۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[2]۔

(125) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ فِتَنٌ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللَّهُ بِالْعِلْمِ»[3].

---

(1)المعجم الأوسط، الرقم(2283)، 379/2. جامع الأحاديث، الرقم(9049)، 41/10.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ مَنْ لَمْ أَعْرِفْهُمْ". مجمع الزوائد، الرقم(12339)، 304/7.

(3)سنن ابن ماجه، الرقم(3954)، 1305/2. المعجم الكبير، الرقم(7910)، 233/8. سنن الدارمي، الرقم(350)، 359/1.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب اتنے فتنے آئیں گے کہ ایک شخص صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا مگر جس کو اللہ تعالی نے علم و عمل کے ساتھ زندہ رکھا۔

تشریح:

اس حدیث میں فتنوں سے بچنے کے لیے ایک اور طریقہ بتایا کہ اس دور میں علم اور عمل دونوں کا ہونا ضروری ہے، یعنی صرف عمل سے یا صرف علم سے فتنوں سے نہیں بچ پائے گا بلکہ دونوں کا حامل ہوگا تو فتنوں سے صحیح طور پر بچ پائے گا۔

لہذا ضروری ہے کہ ایمان وکفر اور شرک وتوحید کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئے کہ کن کن چیزوں سے مسلمان گمراہ یا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور کون کون سے فرقے گمراہ ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تاکہ ان سے بھی بچا جاسکے۔ عمل کو بچانے کے لیے حسد، کینہ، بغض، غیبت، ریاکاری، دکھاوا وغیرہ کے احکام اور ان سے بچاؤ کے طریقے معلوم ہونے چاہئیں، مزید یہ کہ علماءِ حقہ کی کتب مطالعے میں رکھنا چاہئے، علماء اور صلحاء کی صحبت اختیار کرنی چاہئے، پھر امید کی جاسکتی ہے کہ ایمان اور عمل دونوں محفوظ رہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(1) مصباح الزجاجة، الرقم(1397)، 170/4.

(**126**) عَنْ أَبِي غَادِيَةَ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ شَدَائِدُ خَيْرُ النَّاسِ فِيهَا مُسْلِمُوا أَهْلِ الْبَوَادِي الَّذِينَ لَا يَنْدَهُونُ مِنْ دِمَاءِ النَّاسِ وَلَا أَمْوَالِهِمْ شَيْئًا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد شدید قسم کے فتنے آئیں گے، اس زمانے میں لوگوں میں سے خوش نصیب وہ شخص ہوگا جو گاؤں دیہات میں رہتا ہوگا اور لوگوں کے جان اور مال سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں ہوگا۔

تشریح:

جیسا کہ چند احادیث قبل گزرا کہ جب فتنے عروج پر ہوں تو الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جانا تاکہ فتنوں سے محفوظ رہ سکے، اس حدیث میں صراحت فرمادی کہ جو دور دراز علاقوں میں الگ تھلگ زندگی گزارے گا وہ فتنوں سے بچ پائے گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

(**127**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدَرِيِّ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ مِنْهَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ يَكُونُ فِيهَا حَرْبٌ وَهَرَبٌ ثُمَّ بَعْدَهَا فِتَنٌ أَشَدُّ مِنْهَا ثُمَّ تَكُونُ فِتْنَةٌ كُلَّمَا قِيلَ: انْقَطَعَتْ تَمَادَتْ حَتَّى لَا يَبْقَى بَيْتٌ إِلَّا دَخَلَتْهُ وَلَا مُسْلِمٌ إِلَّا صَكَّتْهُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِي»[3].

---

(1)الكنى والأسماء للدولابي، الرقم(282)، 139/1. المعجم الكبير للطبراني، الرقم(914)، 365/22. كنز العمال، الرقم(30974)، 146/11.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْكَبِيرِ، وَفِيهِ حَيَّانُ بْنُ حَجَرٍ وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12340)، 304/7.

(3)الفتن لنعيم، الرقم(95)، 57/1. كنز العمال، الرقم(38685)، 269/14. الجامع الكبير، الرقم(14785)، 274/5.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد کئی فتنے آئیں گے، ان میں احلاس کا فتنہ ہو گا جس میں بھاگم بھاگ اور قتل وغارت گری ہو گی۔ پھر اس کے بعد اس سے زیادہ سخت فتنے آئیں گے، فتنوں کی حالت یہ ہو گی کہ جب بھی یہ کہا جائے گا کہ اب فتنے ختم ہو گئے پھر کوئی فتنہ ظاہر ہو جائے گا، حتی کہ کوئی گھر باقی نہیں رہے مگر اس میں فتنہ داخل ہو جائے گا اور کوئی مسلمان باقی نہیں رہے مگر وہ مبتلا ہو جائے گا حتی کہ میری اولاد میں سے ایک شخص (امام مہدی) کے آنے کا وقت آجائے گا۔

تشریح:

اس حدیث میں فتنوں کی شدت بیان فرمادی اور یہ بھی فرمادیا کہ اس شدت سے فتنے اس وقت آئیں گے کہ جب امام مہدی کے ظہور کا زمانہ قریب ہو گا۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

في سنن أبي داود والمستدرك بصحيح الإسناد عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ الْعَنْسِيّ قَالَ« سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتَنَ وَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ: وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ؟ قَالَ: هِيَ فِتْنَةَ هَرَبٍ وَحَرْبٍ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّى – أَوِ السَّرَّاءِ – ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوَرِكٍ

---

(1) الجامع الكبير، الرقم(14785)، 274/5.

عَلَى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدَّهْمَاءِ لَا تَدَعُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَإِذَا قِيلَ انْقَطَعَتْ تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنَ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ»[1].

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں اور آزمائشوں کا ذکر فرمایا اور بہت تفصیل سے بیان کیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احلاس کے فتنے کا بھی ذکر کیا۔ تو کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! احلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بھاگم بھاگ اور غارت گری! پھر وسعت و فراخی (مال وزر) کا فتنہ آئے گا جس کا ظہور میرے اہل بیت کے ایک فرد کے پاؤں تلے سے ہو گا۔ اس کا دعوٰی ہو گا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ بلاشبہ میرے ولی اور دوست صرف متقی لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی پر صلح کر لیں گے جیسے کہ سرین ہو پسلی پر! (یعنی نامعقول اور نااہل ہو گا جس طرح کہ سرین ایک پسلی پر نہیں ٹک سکتی) پھر ایک فتنہ اٹھے گا گھٹاٹوپ اندھیرا! اس امت میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر اسے اس کا طمانچہ پڑ کر رہے گا۔ پس جب سمجھا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ اور بڑھ جائے گا۔ آدمی صبح کرے گا تو مومن ہو گا اور شام ہو گی تو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو خیموں

(1)سنن أبي داود، الرقم(4242)، 94/4: المستدرك، الرقم(8441)، 513/4.

(فریقوں) میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا، جس میں کوئی نفاق نہیں ہو گا، اور دوسرا نفاق کا جس میں کوئی ایمان نہ ہو گا، اور جب یہ احوال ہوں تو دجال کا انتظار کرنا۔ آج آیا کہ کل۔

(128) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« لَيُغْشِيَنَّ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا قَلِيلٍ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میرے امت کو فتنے اندھیری رات کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لیں گے، کہ ایک شخص صبح کو مؤمن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مؤمن ہو گا صبح کافر ہو جائے گا۔ لوگ اپنے دین کو دنیا کے قلیل مال کے بدلے بیچ ڈالیں گے۔

تشریح:

اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ دین کو بیچ دیا جائے گا۔ جیسا کہ آج مال و دولت اور اپنی عزت و وقار کو بچایا جاتا ہے مگر دین کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ دھوکے باز کو مال کی فکر ہے دین کی نہیں، سودی کو منافع کی فکر ہے دین کی نہیں۔ سیاست دان کو اپنی کرسی کی فکر ہے دینی اقدار کی نہیں۔ عالم، خطیب کو شان و شوکت، شہرت اور پیسوں کی فکر ہے دین کی نہیں۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

---

(1)المستدرك للحاكم، الرقم(8354)، 485/4.

(**129**) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« لَيَغْشَيَنَّ أُمَّتِي بَعْدِي فِتَنٌ يَمُوتُ فِيهَا قَلْبُ الرَّجُلِ كَمَا يَمُوتُ بَدَنُهُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: میرے بعد میری امت کو فتنے اندھیری رات کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لیں گے، اس زمانے میں لوگ ایسے مردہ دل ہو جائیں گے جیسے میت کا بدن مردہ ہو جاتا ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں دلوں کی کیفیت بتادی کہ دل اندھے ہو جائیں گے، ضمیر کی آنکھ کی روشنی بجھ جائے گی، وہ اپنی ظاہری آنکھ سے ہدایت کا راستہ دیکھ رہے ہوں گے مگر دل اس طرف مائل نہ ہوں گے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[3]۔

(**130**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ فِتَنٌ القَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ القَائِمِ وَالقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الماشِي وَالماشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ»[4].

---

(1)صحيح مع الذهبي. المستدرك، الرقم(8354)، 485/4.

(2)كتاب الفتن لنعيم، الرقم(113)، 64/1. الفتح الكبير، الرقم(9669)، 9/3. كنز العمال، الرقم(30925)، 134/11.

(3)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(17178)، 579/6.

(4)صحيح البخاري، الرقم(7081)، 51/9. صحيح مسلم، الرقم(2886)، 2211/4.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہو گا، کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

تشریح:

یعنی جو جتنا سمٹ کر اور الگ تھلگ رہے ہو گا اتنا فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

(**131**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« تَكُونُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُضْطَجِعِ وَالْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَاعِدِ وَالْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِنَ الرَّاكِبِ وَالرَّاكِبُ خَيْرٌ مِنَ الْمُجْرِي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَتَى ذَلِكَ؟ قَالَ: ذَلِكَ أَيَّامَ الْهَرْجِ حِينَ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ قُلْتُ: فَبِمَ تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ: اكْفُفْ نَفْسَكَ وَيَدَكَ وَادْخُلْ دَارَكَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ دَارِي؟ قَالَ: فَادْخُلْ بَيْتَكَ قَالَ: قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي؟ قَالَ: فَادْخُلْ مَسْجِدَكَ وَاصْنَعْ هَكَذَا وَقُلْ رَبِّيَ اللَّهُ حَتَّى تَمُوتَ عَلَى ذَلِكَ»(1).

---

(1)المستدرك للحاكم، الرقم(8314)، 473/4. مسند أحمد، الرقم(4286)، 315/7.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں سونے والا لیٹنے والے سے بہتر ہو گا، لیٹنے والا بیٹھے شخص سے بہتر ہو گا، بیٹھنے والا کھڑے شخص سے بہتر ہو گا، کھڑا شخص چلنے والے سے بہتر ہو گا، چلنے والا سوار شخص سے بہتر ہو گا اور سوار شخص فتنے میں پڑ جانے والے سے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ کب ہو گا؟ فرمایا: یہ قتل وغارت گری کے زمانے میں ہو گا کہ جس وقت ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھے شخص سے امن نہیں پاسکے گا۔ میں نے کہا: اگر میں یہ زمانہ پالوں تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: اپنے آپ کو ہر طرف سے بچا کر اپنے گھر میں بیٹھ جانا۔ میں نے کہا: اگر فتنہ میرے گھر میں داخل ہو جائے تو؟ فرمایا: پس تو گھر میں بیٹھ جانا۔ پھر عرض کی کہ اگر فتنہ گھر میں داخل ہو جائے تو؟ فرمایا: پھر تو مسجد داخل ہو کر اس طرح بیٹھ جانا اور رب سے پناہ مانگتے رہنا حتی کہ موت آجائے۔

تشریح:

اس سے پہلے فتنوں سے بچنے کے طریقے بتائے تھے، اس حدیث میں مزید اضافہ ہے کہ فارغ وقت میں مسجد میں بیٹھنا یا زیادہ وقت وہاں گزارنا فتنوں سے بچے رہنے کی ضمانت ہے۔ اسی لیے مسجد سے دل لگانا چاہیے، پانچ وقت نماز باجماعت پڑھنے کے ساتھ مزید وقت بھی وہاں گزارنا چاہیے۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

(1)صحيح مع الذهبي. المستدرك للحاكم، الرقم(8314)، 473/4.

(**132**) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمَةَ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَا قَالَ:« إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ وَفُرْقَةٌ وَاخْتِلَافٌ فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَأْتِ بِسَيْفِكَ أُحُدًا فَاضْرِبْهُ حَتَّى يَنْقَطِعَ ثُمَّ اجْلِسْ فِي بَيْتِكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ يَدٌ خَاطِئَةٌ أَوْ مَنِيَّةٌ قَاضِيَةٌ فَقَدْ وَقَعَتْ وَفَعَلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»[1].

ترجمہ: عنقریب فتنہ، افتراق اور اختلاف (رونما) ہو گا۔ جب یہ صورت حال پیش آئے تو اپنی تلوار لے کر احد پہاڑ پر جانا اور اس تلوار کو (پہاڑ کے پتھروں پر) مار کر توڑ دینا۔ پھر گھر میں بیٹھ جانا حتی کہ تجھ تک کوئی گناہ گار ہاتھ پہنچ جائے یا فیصلہ کر دینے والی موت آ جائے، پس واقعات اسی طرح ظاہر ہوئے اور میں نے وہی کیا جو رسول اللہ نے فرمایا تھا۔

تشریح:

یہاں حکم اس خاص صحابی کے متعلق تھا مگر اس سے قبل ایک حدیث گزری جس میں فتنوں سے بچنے کا طریقہ جہاد بتایا گیا، اور یہاں اس صحابی نے اس پر عمل کرکے دکھایا اور اپنے آپ کو فتنوں سے بچالیا۔

حکم حدیث: صحیح حسن[2]۔

(**133**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ»[1].

---

(1)سنن ابن ماجه، الرقم(3962)، 1310/2. مسند أحمد، الرقم(27200)، 178/45. مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(37149)، 452/7.

(2)صحيح حسن. الأرنؤوط وفؤاد عبد الباقي، على سنن ابن ماجه ومسند أحمد.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک فتنہ ایسا ہو گا جو سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، اس میں قتل ہونے والے سب جہنمی ہوں گے، اس فتنہ میں زبان تلوار کی کاٹ سے زیادہ اثر کرنے والی ہو گی۔

تشریح:

سب جہنمی اس لیے ہوں گے کہ وہ مال ودولت، جاہ وجلال اور کرسی، بغاوت، قتل وغارت، فتنہ وفساد کے لیے نکلیں گے اور قتل ہوں گے[2]۔

مزید یہ کہ جنگ وجدل کا سب سے بڑا سبب زبان ہو گی، مثلاً جھوٹ، مکر وفریب، بدعہدی، الزام تراشی، چغل خوری، گالم گلوچ وغیرہ کی صورت میں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[3]۔

(**134**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ»[4].

---

(1)سنن أبي داود، الرقم(4265)، 102/4. سنن ابن ماجه، الرقم(3967)، 1312/2. سنن الترمذي، الرقم(2178)، 43/4.

(2) مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن، 3396/8، دار الفكر بيروت.

(3)حديث غريب. سنن الترمذي، الرقم(2178)، 43/4.

(4)سنن أبي داود، الرقم(4264)، 102/4. المعجم الأوسط، الرقم(8717)، 308/8. كنز العمال، الرقم(30884)، 125/11. مشكاة المصابيح، الرقم(5402)، 1487/3.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فتنہ بہرا' گونگا اور اندھا ہوگا۔ جس نے اس میں جھانکا' فتنہ اس کی طرف مائل ہوگا اور اس میں زبان چلانا ایسے ہوگا جیسا کہ تلوار چلانا۔

تشریح:

بہرے سے مراد فتنے کو کوئی سن نہیں پائے گا، گونگے سے مراد کہ وہ فتنہ خاموشی سے مسلمانوں میں داخل ہوگا اور اندھے سے مراد اس فتنوں کو ظاہری آنکھ سے دیکھنا مشکل ہوگا، الغرض وہ فتنہ غیر محسوس طور پر برپا ہوگا، لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ وہ سرایت کر چکا ہوگا۔ ہاں جس کے پاس ایمان کی پختگی ہوگی، غیرتِ ایمانی ہوگی اور فتنوں سے بچاؤ کے طریقے جو اوپر احادیث میں مذکور ہوئے ان پر عمل پیرا ہوگا تو اللہ تعالی اپنے فضل سے اسے فتنوں سے محفوظ رکھے گا۔

حکم حدیث: قابلِ عمل(1)۔

(**135**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يُفَارِقُ الرَّجُلُ فِيهَا أَخَاهُ وَأَبَاهُ، تَطِيرُ الْفِتْنَةُ فِي قُلُوبِ رِجَالٍ مِنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُعَيَّرُ الرَّجُلُ بِهَا كَمَا تُعَيَّرُ الزَّانِيَةُ بِزِنَاهَا»(2).

(1)صالح. الجامع الكبير، الرقم(14775)، 270/5.
(2)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(170)، 69/13.

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا کہ ایک شخص اپنے بھائی اور باپ سے الگ ہو جائے گا اور قیامت تک فتنے لوگوں کے دلوں میں اترتے رہیں گے، حتی کہ مرد کو فتنوں سے اس طرح عار دلائی جائے گی جس طرح بدکارہ کو اس کی بدکاری سے عار دلائی جاتی ہے۔

تشریح:

ان فتنوں کے شر کی ایک صورت یہ بیان کی کہ باپ بیٹا الگ ہو جائیں گے، یہ صورت آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے میں عام ہونے لگی ہے۔ اور دونوں کو عار دلائی جاتی ہے، باپ کو اس لیے کہ آپ نے اپنے بچے کی کیسی تربیت کی ہے کہ آپ کو چھوڑ کر چلا گیا یا نافرمان ہو گیا، اور بیٹے کو اس لیے عار دلائی جائے گی تو نے اپنے باپ کی نافرمانی کی، پیسوں کے لیے اور دیگر چیزوں کے لیے!۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

دین کی حفاظت کیسے؟:

(**136**) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُحَلُّ فِيْهِ العُزْبَةُ وَلَا يَسْلَمُ لِذِي دِينٍ دِينُهُ إِلَّا مَنْ فَرَّ بِدِينِهِ مِنْ شَاهِقٍ إِلَى شَاهِقٍ وَمِنْ جُحْرٍ إِلَى جُحْرٍ كَالطَّائِرِ يَفِرُّ بِفِرَاخِهِ وَكَالثَّعْلَبِ بِأَشْبَالِهِ فَأَقَامَ

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِمَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَابْنُ لَهِيعَةَ لَيِّنٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12357)، 307/7.

الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَاعْتَزَلَ النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ وَلَمِائَةُ شَاةٍ عَفْرَاءَ أَرْعَاهَا بِسَلْعٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُلْكِ بَنِي النَّضِيرِ وَذَلِكَ إِذَا كَانَ كَذَا وَكَذَا»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں دین سے دوری کو شعار بنالیا جائے گا، اور کسی کا دین محفوظ نہیں رہے گا مگر جو شخص اپنے دین کو بچا کر ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جائے گا جیسے کہ پرندہ اپنے بچے کو لے کر نکل جاتا ہے اور جیسے لومڑی جو اپنے بچوں کو لے کر نکل جاتی ہے۔ پس جس نے نماز قائم کی اور زکوۃ دی اور لوگوں سے خیر کے علاوہ میل جول نہ رکھا اور اپنی سو (100) خاکستری رنگ کی بکریوں کو کڑوے درخت چرا کر گزارا کر لیا تو مجھے یہ بنی نضیر کی بادشاہت سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اس وقت ہو گا کہ جب وہ اس طرح کرے۔

تشریح:

بے دینی کو شعار بنانے کا مطلب یہ ہے کہ بے دینی اور دین سے دوری کو بطورِ فخر اپنایا جائے گا، اور دینداری کو اپنانے میں شرم اور عار محسوس کی جائے گی۔ پھر اس حدیث میں بے دینی اور فتنوں سے بچنے کا طریقہ بتایا کہ معاشرے کے ساتھ میل جول کم کر لیا جائے، یا بالکل الگ تھلگ ہو جائے، اور اس طرح

---

(1) مسند الحارث، الرقم(774)، 773/2. حلية الأولياء، 118/2. المقاصد الحسنة، الرقم(452)، ص 329.

جب دین محفوظ ہو جائے گا تو دین کا محفوظ کرنا بہت کمال والی بات ہو گی حتیٰ کہ بنو نضیر قبیلے کی بادشاہت سے بھی زیادہ قیمتی ہو گی۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

فتنے کے وقت مدینہ شریف:

(137) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے اور اپنے قریبی رشتہ دار کو پکارے گا کہ خوشحالی کی طرف آجاؤ، خوشحالی کے ملک میں چلو، حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہو گا کاش کہ وہ جانتے! اور قسم ہے اس ذات کی میری جان جس کے قبضے میں ہے کوئی شخص مدینہ سے بیزار ہو کر نہیں نکلتا مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا شخص مدینہ میں بھیج دیتا ہے۔ آگاہ رہو کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی مانند ہے کہ وہ میل کو نکال دیتا ہے۔

---

(1)في إتحاف الخيرة:" رواه الحارث عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ وَاقِدٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ حُذَيْفَةَ، وتقدم في أول النكاح ". إتحاف الخيرة، الرقم(7503)، 73/8.

(2)صحيح مسلم، الرقم(1381)، 1005/2. صحيح ابن حبان، الرقم(3734)، 51/9.

قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ مدینہ اپنے شریر لوگوں کو نکال نہ دے گا جیسے بھٹی لوہے کی میل کو نکال دیتی ہے۔

تشریح:

جب مدینہ شریف میں ایمان کی حفاظت صحیح طور پر ہو گی مگر تنگ دستی اور مشکلات بھی ساتھ ہوں گی تو کچھ لوگ مدینہ شریف کو چھوڑ صحیح گزر بسر کے لیے دوسرے شہروں اور ملکوں کی طرف جائیں گے، مگر وہاں فتنے ہوں گے، شاید وہ اپنی صحت اور زندگی کو بچا پائیں گے مگر ایمان کی حفاظت نہایت مشکل ہو گی۔

ایک وقت ضرور آئے گا کہ منافق، بے ادب، گستاخ، مزارات کو ڈھانے والے، صحابہ کرام کی قبروں کی بے حرمتی کرنے والے، آثار اور تبرکات مٹانے والے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے اظہارِ محبت پر کفر وشرک وبدعت کے فتوے لگانے والے اور دیگر فتنے باز مدینہ شریف سے نکال کر باہر پھینک دیئے جائیں گے، اس شہر عظیم میں صرف سچے، پکے مؤمن، عاشقِ رسول ہی باقی رہیں گے۔

(**138**) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْمَدِينَةِ زَمَانٌ يَنْطَلِقُ النَّاسُ مِنهَا إِلَى الْآفَاقِ يَلْتَمِسُونَ الرَّخَاءَ فَيَجِدُونَ رَخَاءً ثُمَّ يَأْتُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ»[1].

---

(1)مسند أحمد، الرقم(14680)، 37/23.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور مدینہ منورہ پر ایسا وقت آئے گا کہ لوگ اس شہر سے نکل کر دوسرے ملکوں میں امن اور سکون کی تلاش کے لئے جائیں گے تو انہیں وہاں امن وسکون مل جائے گا، پھر وہ واپس آکر اپنے اہل وعیال کو لے جائیں گے، جبکہ مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر ہوگا کاش وہ جان لیتے۔

تشریح:

یعنی دیگر شہروں میں امن تو ہوگا مگر ایمان کی حفاظت مشکل ہوگی اس لیے تکلیف کے ساتھ مدینہ شریف میں رہنا زیادہ بہتر ہوگا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(**139**) عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبٍ الْأَنْصَارِيِّ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَا قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تُفْتَحُ فِيهِ فُتُحَاتُ الْأَرْضِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهَا رِجَالٌ يُصِيبُونَ رَخَاءً وَعَيْشًا وَطَعَامًا فَيَمُرُّونَ عَلَى إِخْوَانٍ لَهُمْ حُجَّاجًا أَوْ عُمَّارًا فَيَقُولُونَ: مَا يُقِيمُكُمْ فِي لَأْوَاءِ الْعَيْشِ وَشِدَّةِ الْجُوعِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَاهِبٌ وَقَاعِدٌ حَتَّى قَالَهَا مِرَارًا وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَا يَثْبُتُ بِهَا أَحَدٌ فَيَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا حَتَّى يَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا»[2].

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْبَزَّارُ وَرِجَالُ الْبَزَّارِ رِجَالُ الصَّحِيحِ ". مجمع الزوائد، الرقم(5784)، 300/3، قال ابن حجر:" وفي إسناده ابن لَهيعة ولا بأس به في المتابعات". فتح الباري، 93/4.

(2)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(3985)، 153/4. كنز العمال، الرقم(34905)، 251/12.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ فتوحات ہوں گی پس لوگ امن، سکون اور معاش کے لئے مفتوحہ ملکوں کی طرف نکل پڑیں گے، پھر یہ لوگ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے بھائیوں کے قریب سے گزریں گے اور کہیں گے کہ تم اس تنگی اور بھوک وافلاس میں یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہو؟ آپ نے فرمایا: پس کوئی جانے والا ہو گا اور کوئی مدینہ میں بیٹھنے والا ہو گا، جبکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہو گا، ان کے ساتھ صرف صبر کرنے والا ثابت قدم رہے گا حتی کہ اسے موت آجائے گی اور میں ایسے شخص کی قیامت کے دن گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔

تشریح:

اس حدیث میں ان ثابت قدم رہنے والے لوگوں کی تنگ دستی اور حالتِ صبر کو بیان کر دیا اور پھر اس پر جو اجر ہو گا وہ بیان فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں گے اور رب کی بارگاہ میں بخشش اور مغفرت کی شفاعت وسفارش کریں گے۔ لہذا اس دن بندۂ مؤمن کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ جس کے ایمان کے گواہ جانِ کائنات، روحِ کائنات، رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہوں؟!

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(1)قال الهيثمي والمنذري:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ". مجمع الزوائد، الرقم(5787)، 300/3: الترغيب والترهيب، الرقم(1192)، 53/2.

ملکِ شام وفتوحات:

(**140**) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ قَالَ:« سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الشَّامُ فَإِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: الْغُوطَةُ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب تم شام کو فتح کروگے، پس جب زندگی کے لئے موزوں مقامات کے انتخاب کا وقت آئے تو شہر دمشق کو ترجیح دینا، جنگوں اور فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی یہی بہترین جائے پناہ ہوگی، اس کے خیمے شہر غوطہ تک پھیلے ہوئے ہوں گے۔

تشریح:

شہر مدینہ جس طرح ایمان کا محافظ شہر ہے، اسی طرح دمشق بھی ایک وقت میں ایمان اور جان ومال کا محافظ ہوگا۔ اس کے علاوہ شام کی فضیلت کے متعلق بے شمار احادیث ہیں۔ اللہ تعالی ملکِ شام اور وہاں موجود مزارات کی زیارت نصیب فرمائے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

---

(1)مسند أحمد، الرقم(17470)، 13/29. كنز العمال، الرقم(35031)، 277/12.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12258)، 289/7.

(**141**) عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ:« سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا حَتَّى تُنَجَّدَ بُيُوتُكُمْ كَمَا تُنَجَّدُ الْكَعْبَةُ قُلْنَا: وَنَحْنُ عَلَى دِينِنَا؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْنَا: يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْ يَوْمَئِذٍ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر دنیا کے مختلف علاقے فتح ہوں گے حتی کہ تمہارے گھر اس طرح بلند ترین ہوں گے جس طرح کعبہ بلند ہے، ہم نے عرض کی، کیا ہم اس وقت اپنے دین پر ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔ ہم نے عرض کی وہ زمانہ آج کے زمانے سے بہتر ہو گا؟ فرمایا: بلکہ آج تمہارا زمانہ اس زمانہ سے بہتر ہے۔

تشریح:

اُس پُر خطر اور پُر فتن دور کی نشانی بتادی کی کہ ایمان کی بلندی کم ہو گی مگر عمارات، گھروں اور دیگر چیزوں کی بلندی زیادہ ہو گی۔ اسی لیے جو زمانہ فتنوں سے خالی ہو وہ فتنے والے زمانے سے کہیں بہتر ہے۔ مگر ان فتنوں کے زمانے میں ایمان پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں کو ملنے والا اجر بھی بہت زیادہ ہے جیسا کہ اس پر پہلے احادیث گزر چکی ہیں۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(2)۔

---

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(270)، 108/22. كنز العمال، الرقم(31777)، 370/11. الجامع الكبير، الرقم(14743)، 255/5.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ". مجمع الزوائد، الرقم(14079)، 291/8.

(**142**) عَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ أَجْنَادٌ مُجَنَّدَةٌ شَامٌ وَيَمَنٌ وَعِرَاقٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيِّهَا بَدَأَ وَعَلَيْكُمْ بِالشَّامِ أَلَا وَعَلَيْكُمْ بِالشَّامِ أَلَا وَعَلَيْكُمْ بِالشَّامِ فَمَنْ كَرِهَ فَعَلَيْهِ بِيَمَنِهِ وَلْيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع ہو جاؤ گے، ایک لشکر شام میں ہو گا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ اللہ تعالی زیادہ جانتا ہے کہ ابتداء کہاں سے ہو گی؟ شام کو اختیار کر لینا۔ سن لو! شام کو اختیار کر لینا۔ سن لو! شام کو اختیار کر لینا۔ لیکن اگر تم لوگ اس سے انکار کرو، تو پھر اپنے یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے حفاظت کی) ضمانت دی ہے۔

تشریح:

ایمان کی جائے پناہ شام کے ساتھ یمن کو بھی ذکر فرما دیا۔ اس سے پہلے جس طرح ذکر فرمایا کہ مدینہ شریف ایمان کی ضمانت کا شہر ہو گا اگرچہ تنگی دستی کا سامنا اور صبر سے کام لینا پڑے گا، اسی طرح ان دونوں شہروں میں اگرچہ معاشی وسماجی حالات خراب ہوں مگر دین سلامت رہے گا۔

حکم حدیث: صحیح[2]۔

(1)سنن أبي داود، الرقم(2483)، 4/3. مسند أحمد، الرقم(22489)، 153/37.
(2) الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(22489)، 154/37.

مؤمن صرف شام میں:

(**143**) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى فِيهِ مُؤْمِنٌ إِلَّا لَحِقَ بِالشَّامِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی مؤمن سوائے ملکِ شام کے کہیں باقی نہیں رہے گا۔

تشریح:

یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کہ یہ اس وقت ہو گا کہ جب امام مہدی ملکِ شام کے شہر دمشق کی جامع مسجد اُموی میں تشریف لائیں گے اور آسمان سے حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہو گا اور پھر دجال کو ختم کر دیا جائے گا۔ جبکہ اس سے قبل دجال کا فتنہ پوری دنیا میں پھیل چکا ہو گا۔

حکمِ حدیث: صحیح[2]۔

جان، مال اور دولت:

(**144**) عَنْ عِمْرَانِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ بَعْدِي أَرْبَعُ فِتَنٍ: فِتْنَةٌ يُسْتَحَلُّ فِيهَا الدَّمُ وَالثَّانِيَةُ يَسْتَحِلُّ فِيهَا الدَّمُ وَالْمَالُ وَالثَّالِثَةُ يُسْتَحَلُّ فِيهَا الدَّمُ وَالْمَالُ وَالْفَرْجُ»[3].

---

(1)مستدرك للحاكم، الرقم(8413)، 504/4.

(2)صحيح مع الذهبي: المستدرك للحاكم، الرقم(8413)، 504/4.

(3)المعجم الأوسط، الرقم(8119)، 109/8. جامع المسانيد والسنن، الرقم(7974)، 398/6.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد چار فتنے آئیں گے۔ پہلا فتنہ یہ کہ اس میں قتل وغارت حلال سمجھی جائے گی، دوسرا: اس میں مال ودولت لوٹنا اور اس وجہ سے قتل کرنا حلال سمجھا جائے گا تیسرا: قتل، مال لوٹنا اور بدکاری حلال سمجھی جائے گی۔

تشریح:

اس حدیث میں تین چیزوں کا ہی ذکر ہے یعنی لوٹ مار، قتل وغارت اور بدکار ہوگی۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(145) عَنْ مِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْ كَرَبٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْفَعُ فِيهِ إِلَّا الدِّينَارُ وَالدِّرْهَمُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں صرف درہم اور دینار (روپیہ، پیسہ) ہی نفع دے گا۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْكَبِيرِ، وَلَمْ يَذْكُرْ غَيْرَ ثَلَاثٍ، وَفِيهِ حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ، وَثَّقَهُ أَبُو زُرْعَةَ وَغَيْرُهُ، وَضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ، وَابْنُ لَهِيعَةَ لَيِّنٌ". مجمع الزوائد، الرقم(12360)، 308/7: الجامع الكبير، الرقم(14779)، 271/5.

(2)مسند أحمد، الرقم(17201)، 433/28. الفتن لنعيم، الرقم(718)، 255/1. مشكاة المصابيح، الرقم(2784)، 847/2.

تشریح:

دور دراز دیہی علاقوں میں پیسے کی کمی ہوتی ہے مگر بنیادی ضروریاتِ زندگی ان کے ہاں میسر ہوتی ہیں، کھانے پینے کی اکثر اشیاء وہ خود کاشت کرتے ہیں، انہیں شہر سے کوئی چیز خریدنے کی کم ضرورت پڑتی ہے۔ مگر شہر میں صرف پیسے سے ہی ہر چیز ملتی ہے، اسی طرح پیسوں کے ذریعے بہت زیادہ کاروبار ہوتا ہے۔ یعنی اب شہر میں تقریباً پیسے کے بغیر گزارا ناممکن ہے جبکہ دور دراز دیہی علاقوں میں پیسوں کے بغیر کسی حد تک زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

منی ایکسچینج، اسلامی بینکاری، حوالہ ہنڈی، بروکری وغیرہ ایسے کاروبار ہیں جو پیسہ اور کرنسی کی بنیاد پر ہوتے ہیں، اکثر ان میں دونوں طرف سے پیسہ و کرنسی ہوتی ہے، ان میں دیگر چیزیں کم ہوتی ہیں، اور اسی سے نفع کمایا جاتا ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(146) عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لاَ يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ»[2].

---

(1)قال السيوطي:" نعيم بن حماد في الفتن عن المقدام بن معدي كرب وهو ضَعِيفٌ" الجامع الكبير، الرقم(27718)، 817/12.

(2)صحيح البخاري، الرقم(1414)، 109/2. صحيح مسلم، الرقم(1012)، 700/2.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آجائے گا کہ ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر نکلے گا لیکن کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور یہ بھی ہوگا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہوجائیں گی کیونکہ مردوں کی کمی ہوجائے گی اور عورتوں کی زیادتی ہوگی۔

تشریح:

اس حدیث کے دوسرے حصے میں فرمایا: خواتین کی کثرت ہوگی، جیسا کہ ہمارے مشاہدے میں ہے کہ بیٹیاں زیادہ پیدا ہو رہی ہیں اور بیٹے کم ہو رہے ہیں۔ تو ایک وقت ضرور آئے گا کہ ایک مرد کی کفالت میں چالیس خواتین ہوں گی، بیٹیاں، بہنیں اور دیگر رشتہ دار خواتین اس ایک مرد کی کفالت میں ہوں گی۔

مگر بیٹیوں کی پیدائش پر غم منانا یا پریشان ہونا جائز نہیں ہے، جتنی عزت اسلام نے خاتون کو بیٹی، بہن، ماں اور بہو کی صورت میں دی ہے کسی اور مذہب نے نہیں دی، پھر احادیث میں اس پر جو خوشخبریاں آئیں ہیں ان کو مدنظر رکھ کر رب کی تقدیر پر راضی رہنا چاہئے۔

اگرچہ بیٹی کی پرورش، نگہداشت، تربیت، عزت آبرو کی حفاظت اور بعد کے معاملات بیٹے کی بنسبت مشکل ہیں مگر احادیث مبارکہ میں بیٹی کی تعلیم وتربیت کی فضیلت، اجر وثواب بھی زیادہ ہے۔ اور بیٹی کی پیدائش پر غمگین ہونا مشرکین مکہ کا طریقہ تھا تبھی وہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

بیٹی اور بہن کی پرورش کی فضیلت پر احادیث

(1) نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: «مَنْ وُلِدَتْ لَهُ ابْنَةٌ، فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا - يَعْنِي الذَّكَرَ - أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ».

ترجمہ: جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ در گور نہ کرے اور اسے ہلکا نہ جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا[1]۔

(2) مسند احمد میں ہے:« لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ».

ترجمہ: بیٹیوں کو بُرا مت سمجھو بے شک وہ بہت زیادہ محبت کرنے والیاں ہیں[2]۔

(3) صحیح مسلم میں ہے:« مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ» وَضَمَّ أَصَابِعَهُ.

ترجمہ: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بڑی ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ ایسے اٹھیں گے۔ آپ ﷺ اپنی انگلیوں کو ملایا ہوا تھا[3]۔

---

(1) مسند أحمد بن حنبل، الرقم(1957)، 426/3.

(2)مسند أحمد بن حنبل، الرقم(17373)، 601/28.

(3) صحيح مسلم، الرقم(2631)، 2027/4.

(4) سنن ابی داود میں ہے:« مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ، وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ».

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو ادب سکھائے، ان کا نکاح کر دے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت ہے[1]۔

(5) سنن الترمذی میں ہے:« لاَ يَكُونُ لأَحَدِكُمْ ثَلاَثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلاَثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلاَّ دَخَلَ الجَنَّةَ».

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گا[2]۔

(6) اسی میں ہے:« مَنْ كَانَ لَهُ ثَلاَثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلاَثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الجَنَّةُ».

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ اُن کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے[3]۔

(7) صحیح مسلم میں ہے:« أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ، وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَتْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا،

---

(1) سنن أبي داود، الرقم(5147)، 338/4.

(2) سنن الترمذي، الرقم(1912)، 382/3.

(3) سنن الترمذي، الرقم(1984)، 384/3.

وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ».

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دی، پھر جس کھجور کو وہ خود کھانا چاہتی تھی اس کے دو ٹکڑے کر کے وہ کھجور بھی ان (یعنی دونوں بیٹیوں) کو کھلا دی۔ مجھے اس واقعے سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس خاتون کے ایثار کا بیان کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بوجھ آپڑے اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک (یعنی اچھا برتاؤ) کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گی[1]۔

(8) مسند احمد میں ہے: « قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيهِنَّ، وَيَرْحَمُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: فَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ، قَالَ: فَرَأَى بَعْضُ الْقَوْمِ، أَنْ لَوْ قَالُوا لَهُ وَاحِدَةً، لَقَالَ: وَاحِدَةً».

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ عرض کی گئی: اور دو ہوں تو؟ فرمایا: اور دو ہوں تب

---

(1) صحیح مسلم، الرقم(2629)، 4/2027.

بھی ۔ راوی نے کہا: بعض لوگوں نے سوچا کہ اگر آج حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ایک بیٹی کی پرورش پر اجر کا سوال کیا جاتا تو آپ ایک کا بھی فرمادیتے[1] ۔

(9) مجمع الزوائد میں ہے: «إِذَا وُلِدَ لِلرَّجُلِ ابْنَةٌ بَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَةً يَقُولُونَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، يَكْسُونَهَا بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيَمْسَحُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى رَأْسِهَا وَيَقُولُونَ: ضَعِيفَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ضَعِيفَةٍ، الْقَيِّمُ عَلَيْهَا مُعَانٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

ترجمہ: جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُم أهلَ الْبَيْت یعنی اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو ۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک ناتواں (یعنی کمزور) سے پیدا ہوئی ہے جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمے داری لے گا قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی[2] ۔

---

(1) مسند أحمد بن حنبل، الرقم(14247)، 150/22.
(2) مجمع الزوائد، الرقم(13484)، 156/8.

شر اور فتنے کو ختم کرنا:

(147) عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فتنے ہوں گے اور فتنے۔ چنانچہ جس نے چاہا کہ مسلمانوں کے معاملے میں تفرقہ ڈال دے جبکہ وہ متحد و متفق ہوں تو ایسے کو تلوار سے قتل کر دینا، خواہ کوئی بھی ہو۔

تشریح:

تفرقہ بازی، اختلافات، لڑائی جھگڑے اور خانہ جنگی فتنوں میں ایک فتنہ ہے اور اور اس کی سزا قتل ہے۔

فتنوں سے کیسے بچے؟

(148) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِتَنٌ قِيلَ: وَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا؟ قَالَ: كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ»[2].

---

(1)صحيح مسلم، الرقم(1852)، 1479/3. سنن أبي داود، الرقم(4762)، 242/4. سنن النسائي، الرقم(4020)، 92/7. المستدرك للحاكم، الرقم(2665)، 169/2. مسند أحمد، الرقم(18295)، 227/30.

(2)سنن الترمذي، الرقم(2906)، 22/5. مسند البزار، الرقم(836)، 71/3. شعب الإيمان، الرقم(1788)، 335/3.

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عنقریب کوئی فتنہ برپا ہو گا'، میں نے کہا: اس فتنہ سے بچنے کی صورت کیا ہو گی؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلے کے لوگوں اور قوموں کی خبریں ہیں اور بعد کے لوگوں کی بھی خبریں ہیں۔

تشریح:

تعلیماتِ قرآن حاصل کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

حکم حدیث: قابلِ قبول[1]۔

(**149**) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ فِتَنٌ وَسَتُحَاجُّ قَوْمَكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: احْكُمْ بِالْكِتَابِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب فتنے ہوں گے اور تیری قوم تجھ سے ایک فیصلہ کرائے گی، میں نے عرض کی: یارسول اللہ تو آپ اس بارے میں مجھے کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا۔

---

(1)قال الترمذي:" هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الوَجْهِ وَإِسْنَادُهُ مَجْهُولٌ، وَفِي الحَارِثِ مَقَالٌ". سنن الترمذي، الرقم(2906)، 22/5.

(2)المعجم الصغير للطبراني، الرقم(978)، 174/2. الضعفاء الكبير للعقيلي، الرقم(1443)، 405/3.

تشریح:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فیصلے مشہور ہیں اور اس پر الگ سے کتب بھی لکھی گئی ہیں، ان فیصلوں میں کوئی خاص فیصلہ مراد ہے یا قصاصِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ مراد ہے یا جنگِ صفین کے بعد والا فیصلہ مراد ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

(150) عَنْ خَالِدِ بْنِ عَرْطَفَةَ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أَحْدَاثٌ وَفِتَنٌ وَاخْتِلَافٌ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ الْمَقْتُولَ لَا الْقَاتِلَ فَافْعَلْ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب میرے بعد نئے واقعات، فتنے اور اختلاف رونما ہوں گے۔ پس اگر تو اس میں مقتول بن سکتا ہے تو بن جانا مگر قاتل نہ بننا۔

تشریح:

قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اور جب فتنے رونما ہوں تو قتل کرنا اس سے بھی بڑا جرم ہوگا کیونکہ اس سے ان فتنوں میں ملوث ہونا قرار پائے گا اور پھر اس کی

---

(1)ضعيف. الجامع الكبير، الرقم(661)، 534/17.

(2)المستدرك للحاكم، الرقم(8578)، 562/4. مسند أحمد، الرقم(22499)، 177/37.

بھی الگ سزا ملے گی۔ اسی لیے فرمایا قاتل نہ بننا ہاں قتل ہو کر شہادت کا مرتبہ حاصل کر لینا۔

حکم حدیث: حسن لغیرہ[1]۔

﴿تفرقہ اور فسادات﴾

قتل وغارت کی انتہاء:

(151) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَتَلَ وَلَا يَدْرِي الْمَقْتُولُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قتل کرنے والا نہ جانے گا اس نے قتل کیوں کیا؟ اور مقتول نہ جانے گا کہ وہ کیوں قتل ہوا؟

تشریح:

قتل وغارت کا یہ عالم ہو گا کہ قاتل کو پتہ نہ ہو گا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے؟ اور نہ قتل ہونے والا جانے گا کہ مجھے کیوں قتل کیا جارہا ہے؟ اسی طرح کرایے کے قاتل کو بھی پتہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ اسے اس فعلِ قبیح کے پیسوں

---

(1)حسن لغيره. مجمع الزوائد، الرقم(12334)، 302/7: شعيب الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(22499)، 177/37.

(2)صحيح المسلم، الرقم(2908)، 2231/4.

سے غرض ہوتی ہے، وجہ سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہی حال خانہ جنگی کے وقت ہوتا ہے۔

اختلاف سے بچنا:

(**152**) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اخْتِلاَفٌ أَوْ أَمْرٌ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ السِّلْمَ فَافْعَلْ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب میرے بعد اختلاف اور نت نئے واقعات پیش آئیں گے، پس اگر تو ان سے بچ سکے تو بچ کر رہنا۔

تشریح:

اس حدیث میں صراحت کر دی کہ ان اختلافات سے بچ کر رہنا اور ان سے قولاً اور فعلاً لاتعلقی کا اظہار کرتے رہنا۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد(2)۔

فرقہ بازی اور ماں سے زنا:

(**153**) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلاَنِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ

---

(1)مسند أحمد، الرقم(695)، 105/2. كنز العمال، الرقم(30979)، 148/11.

(2)صحيح الإسناد. محقق أحمد شاكر على مسند أحمد، الرقم(695)، 469/1: مجمع الزوائد، الرقم(12023)، 234/7.

وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر بعینہ وہ زمانہ ضرور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا، حتیٰ کہ اگر ان میں کسی نے اعلانیہ اپنی ماں کی نافرمانی (بدکاری) کی ہوگی تو میری امت میں سے بھی ایسا شخص ضرور کرے گا اور بے شک بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، ملت واحدہ کے سوا سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم، وہ ملت واحدہ کون ہوں گے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا کہ جس طریقے پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

تشریح:

پچھلی قوموں میں جو قبیح اور برے جرم ہوئے تھے وہ اس امت میں بھی ہوں گے۔ حتیٰ کہ ماں سے بدکاری جیسے واقعات بھی رونما ہوں گے۔ اسی طرح یہ امت 73 فرقوں میں بٹے گی مگر حق پر وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور صحابہ کرام کے طریقے پر عمل پیرا ہوگا، اور اسی کا نام اہلِ سنت وجماعت ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1) سنن الترمذي، الرقم(2641)، 323/4.

خوارج (دہشت گرد) اور علامات:

(154) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ أَقْوَامٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتَهُمْ فَاقْتُلْهُمْ ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں کچھ نو عمر، کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے۔ وہ مخلوق میں سے بہترین شخص (حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی باتیں کریں گے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شکار (کے جسم) سے تیر (صاف) نکل جاتا ہے۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو انہیں (بے دریغ) قتل کرو کیونکہ ان کا قتل قتل کرنے والے کے لیے قیامت کے اجر وثواب کا ذریعہ ہو گا۔

تشریح:

اس حدیث میں اور اس کے بعد آنے والی احادیث میں خوارج، دہشت گرد فرقے کی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ اس میں فرمایا وہ نوجوان ہوں گے اور کم عقل اور کم فہم والے ہوں گے۔ اسی طرح وہ بظاہر دین پر عمل پیرا ہوں گے مگر حقیقی ایمان سے وہ خالی ہوں گے۔ اور ان کو قتل کرنا اجر وثواب کا باعث ہو گا۔

---

(1)مفسر غريب: الترمذي، الرقم(2641)، 323/4.

(2)صحيح البخاري، الرقم(3611)، 200/4. صحيح مسلم، الرقم(1066)، 746/2. سنن أبي داود، الرقم(4767)، 244/4.

(155) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ أَقْوَامٌ تَحْقِرُونَ أَعْمَالَكُمْ مَعَ أَعْمَالِهِمْ قُلْنَا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ أَقُرَيْشٌ؟ قَالَ: لَا أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا قُلْنَا: هُمْ خَيْرٌ مِنَّا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لَوْ كَانَ لِأَحَدِهِمْ جَبَلٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأَنْفَقَهُ مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِكُمْ وَلَا نَصِيفَهُ إِنَّ فَضْلَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ هَذِهِ الْآيَةُ:﴿ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَى وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور ایسے لوگ آئیں گے کہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلے میں حقیر جانوں گے، ہم نے کہا وہ کون لوگ ہوں گے یا رسول اللہ! کیا وہ قریش ہوں گے؟ فرمایا: نہیں۔ وہ یمن کے لوگ ہوں گے، وہ نرم دل کے مالک ہوں گے۔

تشریح:

اس حدیث میں ان کی عبادات کی کیفیت کو بیان کیا گیا کہ وہ اتنی زیادہ عبادت کریں گے کہ تم حیران رہ جاؤ گے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح طے پائی ثالثی کے لیے دو صحابہ کرام کو مقرر کیا گیا۔ تو ان خوارج نے کہا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو ثالث مقرر نہیں کرسکتے۔ انہوں نے حضرت علی پر کفر فتوی لگادیا، بعد میں جب حضرت علی نے حضرت ابن عباس کو ان کی اصلاح کے لیے بھیجا تو حضرت ابن عباس فرماتے

---

(1)مشكل الآثار للطحاوي، الرقم(805)، 276/2.

ہیں کہ میں جب ان کے علاقے میں پہنچا تو کافی دور فاصلے سے ان کے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی، اسی طرح وہ لوگ لمبی لمبی عبادت کرتے تھے مگر فتنہ پرور تھے اور حضرت علی اور دیگر صحابہ پر کفر کا فتوی لگاتے تھے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل(1)۔

(**156**) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ:« أَلَا إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ أَشِدَّاءُ أَحِدَّاءُ ذَلِقَةٌ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ أَلَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ ثُمَّ إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ فَالْمَأْجُورُ قَاتِلُهُمْ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لو! میری امت میں سے عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو بہت سخت اور چالاک ہوں گے، قرآن اچھے انداز میں پڑھیں گے، مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ سن لو! جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو انہیں قتل کر دو، پھر جب تم ان کو دیکھو تو انہیں قتل کر دو، ان کو قتل کرنے والے کے لئے اجر ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں فرمایا کہ وہ بہت چالاک اور شاطر مزاج کے لوگ ہوں گے۔ اسی لیے ان سے ایک عام شخص یا عام عالم گفتگو نہیں کر سکتا کیونکہ وہ بات

---

(1)غریب ومثله في الصحيحين، الأحاديث الضعيفة والموضوعة التي عليها..، الرقم(782)، ص 385.

(2)مسند أحمد، الرقم(20446)، 97/34. السنن الكبرى للبيهقي، الرقم(16780)، 324/8.

بات پر قرآن اور حدیث سے دلیل گھڑ کر اور سامنے والے کو دھوکہ دے کر اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

(157) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِيكُمْ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْعُيُونِ كَأَنَّمَا ثُقِبَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي الصَّخْرِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ حَتَّى يُوَثِّقُوا خُيُولَهُمْ بِشَطِّ الْفُرَاتِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس مشرق کی جانب سے ایک ایسی قوم آئے گی کہ جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، جیسے چٹان میں کوئی چیز دھنسی ہوتی ہے، گویا ان کے چہرے چمڑے چڑھی ڈھالوں کی طرح چوڑے چوڑے اور تہہ بہ تہہ ہوں گے، حتی کہ ان کے گھوڑے نہر فرات کے کنارے پر موجود ہوں گے۔

تشریح:

اس حدیث میں مزید نشانیاں بتائیں کہ چہرے چوڑے ہوں گے آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرا ایسا ہو گا جیسے چمڑا چڑھا ہوا یا جیسے کوئی چیز تہہ دار ہوتی ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)صحيح: إتحاف الخيرة، الرقم(3450)، 218/4: مجمع الزوائد، الرقم(10421)، 231/6.

(2)مصنف ابن أبي شيبة، الرقم(37626)، 509/7. كنز العمال، الرقم(39630)، 571/14.

(**158**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَبْغُضُوْنَهُمْ فَلَا تُؤَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں ایک قوم آئے گی، ان سے نفرت کرنا، پس ان کے ساتھ نہ کھانا، نہ پینا، نہ بیٹھنا، ان کا نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

تشریح:

ان کے ساتھ برتاؤ کا حکم بتا دیا۔ یعنی یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، چلے کرتے ہیں، تبلیغ بلکہ جہاد کرتے ہیں، لہذا ان سے میل جول جائز ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کیونکہ وہ فتنے باز ہوں گے، شر پھیلانے والے ہوں گے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل(3)۔

(**159**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ إِنْ كَانَ ابْنُ سِيرِينَ سَمِعَ مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ". مجمع الزوائد، الرقم(12386)، 312/7.

(2)كنز العمال، الرقم(32529)، 540/11.

(3)ضعيف: لمحقق جامع الأحاديث، الرقم(6623)، 432/7.

فُوقِهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللَّهِ مِنْهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: التَّحْلِيقُ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہو گا، کچھ ایسے لوگ ہوں گے، جو باتیں اچھی کریں گے لیکن کام برے کریں گے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ) اپنی روش سے (باز نہیں آئیں گے جب تک تیر سوفار) اپنی ابتدائی جگہ پر الٹانہ آجائے، وہ سب لوگوں اور مخلوقات میں بدترین لوگ ہیں، بشارت ہے اس کے لیے جو انہیں قتل کرے یا جسے وہ قتل کریں، وہ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے، حالانکہ وہ اس کی کسی چیز سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے ہوں گے، جو ان سے قتال کرے گا، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہو گا "لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان کی نشانی کیا ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سر منڈانا۔

تشریح:

اس حدیث میں ان کے افعالِ قبیحہ ذکر کیے گئے ہیں، اور آخر میں ان کی نشانی ذکر کی گئی ہے کہ وہ بکثرت سر منڈاتے ہوں گے۔

حکم حدیث: صحیح[1]۔

---

(1) سنن أبي داود، الرقم(4765)، 343/4. مستدرك للحاكم، الرقم(2649)، 161/2. مسند أحمد، الرقم(13338)، 51/21.

(**160**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ وَسَيَجِيءُ قَوْمٌ يُعْجِبُونَكُمْ، وَتُعْجِبُهُمْ أَنْفُسُهُمْ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ أَوْلَى بِاللَّهِ مِنْهُمْ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ وَيَدْعُونَ إِلَى اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ انْعَتْهُمْ لَنَا. قَالَ: آيَتُهُمُ الْحَلْقُ وَالتَّسْبِيتُ يَعْنِي اسْتِئْصَالَ التَّقْصِيرِ قَالَ: وَالتَّسْبِيتُ اسْتِئْصَالُ الشَّعْرِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہو گا اور عنقریب ایسی قوم آئے گا کہ وہ تم پر فخر کریں گے اور اپنے آپ پر بھی فخر وغرور کریں گے، جو ان سے قتال کرے گا، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہو گا، جو باتیں اچھی کریں گے لیکن کام برے کریں گے، وہ اللہ کی طرف بلائیں گے، حالانکہ وہ اس کی کسی چیز سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے ہوں گے، پس جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کر دو، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! ان کی کوئی نشانی بیان کیجئے؟ فرمایا: سر منڈانا یا بڑے بڑے بال رکھنا۔

تشریح:

اس حدیث میں سر منڈانے کے ساتھ بال بڑھانا بھی بتایا گیا ہے، یعنی وہ یا تو سر منڈانے والے ہوں گے یا پھر وہ بال بڑے رکھیں گے۔

حکم حدیث: صحیح[3]۔

---

(1) الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(13338)، 51/21، وسنن أبي داود.

(2)المستدرك للحاكم، الرقم(2648)، 160/2.

(3)صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(2648)، 160/2.

(161) عَنْ طَارِقِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ قَالَ:« سَارَ عَلِيٌّ إِلَى النَّهْرَوَانِ فَقَتَلَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ: اطْلُبُوا، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيَجِيءُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِكَلِمَةِ الْحَقِّ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيمَاهُمْ – أَوْ فِيهِمْ – رَجُلٌ أَسْوَدُ مُخْدَجُ الْيَدِ فِي يَدِهِ شَعَرَاتٌ سُودٌ إِنْ كَانَ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ قَالَ: ثُمَّ إِنَّا وَجَدْنَا الْمُخْدَجَ قَالَ: فَخَرَرْنَا سُجُودًا وَخَرَّ عَلِيٌّ سَاجِدًا مَعَنَا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت علی نے جنگ نہروان کی طرف کوچ کیا تو خوارج کو قتل کر دیا، پس فرمایا: تلاش کرو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسی قوم آئے گی جو حق کی بات کریں گے، مگر حق ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل کر بھاگیں گے جیسے تیر شکار سے نکل کر پار ہو جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ہاتھ کٹا شخص ہو گا اور اس پر کالے سیاہ بال ہوں گے، اگر وہ شخص ان میں ہے تو تم نے بد ترین لوگوں کو قتل کیا اور اگر ان میں نہیں ہے تو تم نے بہترین لوگوں کو قتل کیا، کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اس ہاتھ کٹے شخص کو تلاش کر لیا، پس ہم رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے اور حضرت علی نے سجدہ شکر ادا کیا۔

---

(1)مسند أحمد، الرقم(1255)، 410/2. جامع الأحاديث، الرقم(33266)، 305/30.

تشریح:

جس طرح حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی نشانی پر یقین کیا اور اس مخصوص شخص کو تلاش کیا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ہمیں بھی ان خوارج کی نشانیوں کو ذہن نشین رکھنی چاہیئے اور ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حکمِ حدیث: حسن(1)۔

﴿عذاب اور اس کے اسباب﴾

مسخ، خسف:

(162) عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ يَوْمٌ يُمْسُونَ فِيهِ يَتَسَاءَلُونَ: بِمَنْ خُسِفَ اللَّيْلَةَ؟ كَمَا يَتَسَاءَلُونَ: مَنْ بَقِيَ مِنْ آلِ فُلَانٍ؟ وَمَنْ بَقِيَ مِنْ آلِ فُلَانٍ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور اس امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب وہ صبح کریں گے تو ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ آج رات کون زمین میں دھنس گیا؟ جس طرح کہ یوں سوال کرتے ہیں کہ فلاں قبیلے میں سے کون بچ گیا ہے؟

---

(1) الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(1255)، 411/2.
(2)مسند الحارث، الرقم(794)، 788/2.

تشریح:

دھنسنا جس طرح پہلی امتوں میں اجتماعی طور پر ہوتا تھا ایسا اس امت میں نہیں ہوگا مگر جزوی طور پر جس طرح زلزلے، سیلاب، آندھی اور طوفان آتے ہیں، اسی طرح دھنسنا بھی پایا جائے گا۔ بلکہ جب زلزلہ آتا ہے تو پوری عمارتیں زمین بوس ہوجاتی ہیں یہ بھی دھنسنے ہی کی ایک صورت ہے۔

حکم حدیث: صحیح بالمعنی[1]۔

(163) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ قِيلَ: وَمَتَى ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ وَالْقَيْنَاتُ وَاسْتُحِلَّتِ الْخَمْرُ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب زمانے کے آخر میں زمین میں دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلیں بگڑیں گی، کہا گیا کہ یہ کب ہوگا یارسول اللہ؟ فرمایا: جب گانا بجانا اور گانا گانے والیاں عام ہوجائیں گی اور شراب کو حلال چیز کی طرح پیا جائے گا۔

---

(1) في إتحاف الخيرة:" رَوَاهُ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْمُحَبَّرِ وَهُوَ ضَعِيفٌ". الرقم(7557)، 94/8: قال محقق المطالب العالية:" والخلاصة أن حديث الباب ضعيف جدًا، لكن معناه صحيح". المطالب العالية، الرقم(4502)، 396/18.

(2) المعجم الكبير للطبراني، الرقم(5810)، 150/6. الفتح الكبير، الرقم(6952)، 157/2.

تشریح:

آج گانا باجا کو اپنا ثقافتی ورثہ سمجھا جاتا ہے، سنگرز، فلمی اداکار کو اسٹار قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے جن کو اسٹارز، ستارے قرار دیئے ہیں وہ درج ذیل احادیث میں ملاحظہ ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:«إِنَّمَا أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ».

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی پیروی کروگے، ہدایت پاجاؤ گے[1]۔

جامع بیان العلم میں علماء کے متعلق علامہ نمری نے لکھا:« الْعُلَمَاءُ فِي الْأَرْضِ كَالنُّجُومِ فِي السَّمَاءِ وَالْعُلَمَاءُ أَعْلَامُ الْإِسْلَامِ وَالْعَالِمُ كَالسِّرَاجِ مَنْ مَرَّ بِهِ اقْتَبَسَ مِنْهُ وَلَوْلَا الْعِلْمُ كَانَ النَّاسُ كَالْبَهَائِمِ».

ترجمہ: علماء زمین میں آسمان میں ستاروں کی مانند ہیں۔ علماء اسلام کی علامت اور نشان ہیں۔ عالم چراغ کی مانند ہے، ان کے ساتھ جو بھی گزر جائے وہ علم کی روشنی لے لیتا ہے، اگر علم نہ ہو تو لوگ جانوروں کی طرح ہو جائیں[2]۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[3]۔

(1) الإبانة، الرقم(702)، 564/2.

(2) جامع بيان العلم، الرقم(314)، 255/1.

(3)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِ إِحْدَى الطَّرِيقَيْنِ رِجَالُ الصَّحِيحِ". مجمع الزوائد، الرقم(12586)، 10/8.

(**164**) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَسْخٌ أَلَا وَذَاكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ وَالزِّنْدِيقِيَّةِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب اس امت میں شکلیں بگڑیں گی، سن لو! یہ عذاب تقدیر کو جھٹلانے اور بے دین ملحد لوگوں میں ہو گا۔

تشریح:

اس حدیث میں عذاب کی ایک اور وجہ بتادی کہ جب تقدیر کو جھٹلایا جائے گا، اور لادینیت عام ہو جائے گی تو اللہ تعالی ان کی شکلیں بگاڑ دے گا۔ اسی وجہ سے رب کی قضاء اور قدر کے متعلق گفتگو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حکمِ حدیث: حسن صحیح[2]۔

(**165**) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ:« سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِي خَسْفٌ وَرَجْفٌ وَقِرَدَةٌ وَخَنَازِيْرُ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب اس امت میں لوگ زمین میں دھنسیں گے اور زلزلے ہوں گے اور لوگ خنزیر اور بندر بن جائیں گے۔

تشریح:

اس حدیث میں عذاب کی مزید صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

حکمِ حدیث: مقبول بالشواهد المذكورة.

---

(1)سنن الترمذي، الرقم(2152)، 25/4. سنن ابن ماجه، الرقم(4061)، 1350/2.

(2)حسن صحيح غريب: سنن الترمذي، الرقم(2152)، 25/4.

(3)الدر المنثور للسيوطي، تفسير سورة المائدة، آيت 60، 110/3.

پتھر برسنا:

(**166**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَوْ وَقَعَ حَجَرٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ مَا وَقَعَ إلا عَلَى امْرَأَة فَاجِرَةٍ أَوْ رَجُلٍ مُنَافِقٍ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر آسمان سے پتھر زمین پر آئے گا تو وہ بدکار عورت پر یا منافق شخص پر ہی گرے گا۔

تشریح:

اس حدیث میں پتھر برسائے جانے والی عذاب کی صورت کو بیان کیا گیا ہے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل(2)۔

﴿قیامت کی نشانیاں﴾

قرآن اور علم کا اٹھ جانا:

(**167**) عَنْ سَهْل بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ:« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُرْفَعُ فِيهِ العِلْمُ لا أَقُولُ: يُرْفَعُ ولَكِنْ يَذْهَبُ أَهْلُهُ ويَبْقَى قَوْمٌ جُهَّالٌ فَيَجْتَرِئُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّوا ويُضِلُّوا»(3).

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے، رسول اللہ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں علم اٹھالیا جائے گا، میں یہ نہیں کہتا کہ علم اٹھا

---

(1)جامع الأحاديث، الرقم(18092)، 192/7.

(2)ضعيف: الجامع الكبير، الرقم(19241)، 214/18.

(3)علل الحديث لابن أبي حاتم، الرقم(2817)، 630/6.

لیا جائے گا بلکہ علماء چل بسیں گے، اور جاہل حضرات رہ جائیں گے، تو وہ اپنی رائے نہایت جرأت کے ساتھ بیان کریں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[1]۔

وفي الصحيحين عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بِنْ عَاصٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»[2].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے دلوں سے سلب کر لے، بلکہ وہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل سردار مقرر کر لیں گے۔ پھر ان سے (مسائل) پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ (اس طرح خود) گمراہ ہوں گے، اور دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے۔

تشریح:

ہمارے ہاں وڈیرے پنچائیت میں فیصلے کرتے ہیں وہ جاہل ہوتے ہیں، شریعت کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی اسلامی تنظموں کے رہنما جاہل

---

(1)وقال ابن أبي حاتم عن أبيه:" هذا حديثٌ مُنكَرٌ بِهَذَا الإِسْنَادِ". علل الحديث، الرقم(2817)، 630/6.

(2)صحيح البخاري، الرقم(100)، 31/1: صحيح مسلم، الرقم(2673)، 2058/4.

ہیں، جس کی وجہ سے نت نئے فتنے ان کی وجہ سے رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہی حال دیگر اداروں کا ہے۔

(**168**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ تَكْثُرُ فِيهِ الْقُرَّاءُ وَتَقِلُّ الْفُقَهَاءُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْقَتْلُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ زَمَانٌ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ رِجَالٌ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ زَمَانٌ يُجَادِلُ الْمُنَافِقُ الْكَافِرُ الْمُشْرِكُ بِاللَّهِ الْمُؤْمِنَ بِمِثْلِ مَا يَقُولُ»[1].

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: عنقریب میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن پڑھنے والے کثیر ہوں گے اور قرآن کی سمجھ رکھنے والے قلیل ہوں گے اور علم اٹھالیا جائے گا اور ہرج کی کثرت ہوگی، عرض کی گئی: یارسول اللہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے درمیان قتل وغارت گری، پھر اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن (بطورِ تاثیر) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا پھر اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ منافق، کافر اور مشرک، مؤمن سے قرآن کے مطابق عقیدے پر اس سے جھگڑا کریں گے۔

تشریح:

اس حدیث میں قرآن مقدس کی تعلیمات کا ذکر ہے کہ قرآن پڑھنے والے تو ہوں گے مگر اس کی سمجھ رکھنے والے اور عمل کرنے والے بہت کم ہوں گے۔ جب تعلیماتِ قرآن کی کمی ہوگی تو لا محالہ جنگ ہوگی۔

---

(1)مستدرك للحاكم، الرقم(8412)، 504/4.

جو مؤمن قرآن کی تعلیمات کے مطابق عقیدہ رکھیں گے تو ان سے لڑائی جھگڑا اور مناظرہ کیا جائے گا، اسی لیے اِس حدیث کے شروع میں قرآن کو سمجھنے کی بات کی گئی ہے تا کہ جب اس سے کوئی جھگڑے تو بندہ مؤمن اپنے عقائد کا دفاع کر سکے اور اسے محفوظ بنا سکے۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

(**169**) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَسْرَى عَلَى الْقُرْآنِ فِيْ لَيْلَةٍ فَيُنْسَخُ مِنَ الْقُلُوْبِ وَالْمَصَاحِفِ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا رات کو قرآن پڑھا جائے گا پھر دلوں سے اور قرآن پاک سے (الفاظوں کو) مٹا دیا جائے گا۔

تشریح:

یہ قیامت کے قریب ہو گا کہ قرآن پاک کے الفاظ دلوں سے نکال لیے جائیں گے اور وہ الفاظ جو کتابت کی صورت میں ہوں گے ان کو مٹا دیا جائے گا۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[3]۔

---

(1)صحيح مع الذهبي: مستدرك للحاكم، الرقم(8412)، 504/4.

(2)الدر المنثور للسيوطي، سورة إسراء، آيت86، 336/5. كنز العمال، الرقم(960)، 189/1.

(3)ضعيف: جامع الأحاديث، الرقم(3650)، 17/5.

قربِ قیامت:

(**170**) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ:« سَيُوقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيِّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَنُشَّابِهِمْ وَأَتْرِسَتِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ڈھالوں کو مسلمان سات سال تک ایندھن کے طور پر استعمال کریں گے۔

تشریح:

وہ قوم اتنی تباہی مچائے گی کہ ان کے ہتھیار اتنے زیادہ ہوں گے کہ کئی سال تک جلانے سے ختم نہیں ہوں گے۔

حکمِ حدیث: صحیح[2]۔

(**171**) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ:« سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ القِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ»[3].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے حضر موت یا حضر موت کے سمندر کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی، صحابہ نے

---

(1)سنن ابن ماجه، الرقم(4076)، 197/5. كنز العمال، الرقم(38864)، 338/14.

(2)صحيح: الأرنؤوط على سنن ابن ماجه، الرقم(4076)، 197/5.

(3)سنن الترمذي، الرقم(2217)، 68/4. موارد الظمآن للهيثمي، الرقم(2312)، 304/7.

عرض کیا: اللہ کے رسول! اس وقت آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں'، آپ نے فرمایا:'تم شام چلے جانا۔

تشریح:

بعض علماء نے فرمایا کہ اس آگ سے مراد فتنے کی آگ ہے کہ جب فتنے بہت زیادہ ہو جائیں۔ پھر اس سے بچاؤ کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا۔ اور بعض نے کہا کہ یہاں آگ سے مراد حقیقی آگ ہے، بہر صورت اس کا حل اور اس سے حفاظت کے لیے ملکِ شام ہجرت کرنی پڑے گی۔

حکم حدیث: حسن صحیح[1]۔

(**172**) عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ:« سَتَرَوْنَ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ أَشْيَاءَ تَسْتَنْكِرُونَهَا عِظَامًا تَقُولُونَ: هَلْ كُنَّا حَدَّثْنَا بِهَذَا؟ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ تَعَالَى وَاعْلَمُوا أَنَّهَا أَوَائِلُ السَّاعَةِ حَتَّى قَالَ: سَوْفَ تَرَوْنَ جِبَالًا تَزُولُ قَبْلَ حَقِّ الصَّيْحَةِ وَكَانَ يَقُولُ لَنَا: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَدُلَّ الْحَجَرُ عَلَى الْيَهُودِيِّ مُخْتَبِئًا كَانَ يَطْرُدُهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَاطَّلَعَ قُدَّامَهُ فَاخْتَفَى»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قائم ہونے سے پہلے تم عجیب وغریب امور دیکھو گے اور آپس میں کہو گے کہ کیا ہم نے اس بارے میں حدیث میں کچھ پایا ہے؟ پس جب تم ایسی چیزیں دیکھو تو اللہ تعالی کا ذکر کرو اور جان لو کہ

---

(1)حسن صحيح غريب: سنن الترمذي، الرقم(2217)، 68/4.
(2)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(7083)، 265/7.

قیامت قریب ہے، حتی کہ آپ نے فرمایا: عنقریب تم دیکھو گے کہ پہاڑ سور پھونکنے سے پہلے اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے، اور ہمیں فرماتے تھے: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ پتھر یہودی کے چھپنے کی خبر دے گا اور مسلمان شخص اس کا پیچھا کر رہا ہوگا تو اس کے جوتے اس کے چھپنے کی خبر دیں گے۔

تشریح:

یہ بھی قیامت کے قریب ہوگا، اور آج پوری دنیا میں یہودیت کا راج ہے، پہلی اور دوسری جنگِ عظیم انہیں کی وجہ سے برپا ہوئی۔ دنیا میں فسادات اور مسلمانوں میں خانہ جنگی کا سبب بھی وہی ہیں، مگر ایک وقت آئے گا جب یہودیوں کو کسی پتھر کے نیچے سر چھپانے کی جگہ نہ ملے گی اور ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔

مگر ہمیں اُس زمانے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اِس خوش فہمی میں رہنا چاہئے کہ ایک وقت ضرور آئے گا جب ان سے حساب لیا جائے گا بلکہ ابھی اپنے آپ کو، اپنے اہل وعیال اور اپنے وطن اور امتِ مسلمہ کو ان کے فتنوں سے بچانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

حکمِ حدیث: معتمد[1]۔

دجال اور کذاب:

(173) عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ:« إِنَّ مِنْ بَعْدِكُمْ أَوْ إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ الْكَذَّابَ الْمُضِلَّ وَإِنَّ رَأْسَهُ مِنْ وَرَائِهِ حُبُكٌ حُبُكٌ وَإِنَّهُ سَيَقُولُ:

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَزَّارُ بِاخْتِصَارٍ، وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَفِيهِ مَنْ لَمْ أَعْرِفْهُمْ ". مجمع الزوائد، الرقم(12448)، 326/7.

أَنَا رَبُّكُمْ فَمَنْ قَالَ: كَذَبْتَ لَسْتَ رَبَّنَا وَلَكِنَّ اللَّهَ رَبُّنَا وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْهِ أَنَبْنَا وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے بعد جھوٹے گمراہ کرنے والے ہوں گے، اس کے پاس گمراہی کے کئی راستے ہوں گے، بے شک وہ کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ پس جس نے اسے کہہ دیا کہ تو ہمارا رب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی ہمارا رب ہے اور ہم اسی پر توکل رکھتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور ہم تجھ سے اسی کی پناہ چاہتے ہیں، تو ایسی صورت میں اس کی کوئی چال تم میں کارگر ثابت نہ ہو گی۔

تشریح:

یہ فتنۂ دجال ہو گا کہ جو لوگوں کو اپنے رب اور خدا ہونے پر آمادہ کرے گا۔ جس کے نصیب میں مسلمان رہنا لکھا ہو گا وہی اس کے اس بھیانک فتنے سے بچ پائے گا، وگرنہ سب اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[2]۔

(174) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ:« إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ- أَوْ قَالَ: إِنَّ رَبِّي زَوَى لِيَ الْأَرْضَ- فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي

(1)مسند أحمد، الرقم(23487)، 472/38. كنز العمال، الرقم(38783)، 309/14.

(2)الجامع الكبير، الرقم(7231)، 669/2: صحيح الإسناد. محقق الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(23487)، 472/38.

سَيَبْلُغُ مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَلَا أُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلَا أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا– أَوْ قَالَ: بِأَقْطَارِهَا– حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَحَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ: قَالَ ابْنُ عِيسَى ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹا اور میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا اور بلاشبہ میری امت کی عمل داری وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اسے میرے لیے لپیٹا گیا ہے' اور مجھے سرخ و سفید (سونا چاندی) دو خزانے دیے گئے ہیں۔ اور میں نے اپنے رب تعالیٰ سے عرض کیا کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے اپنے

(1)سنن أبي داود، الرقم(4252)، 97/4. المستدرك للحاكم، الرقم(8390)، 496/4. مسند أحمد، الرقم(23395)، 78/37. كنز العمال، الرقم(31761)، 367/11.

اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہ ہو جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے۔ تو میرے رب نے مجھے فرمایا" اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جاتا۔ میں (تیری امت کے) ان لوگوں کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے اگرچہ سب ملکوں والے ان پر چڑھ دوڑیں (تو انہیں ہلاک نہیں کر سکیں گے) البتہ یہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔" (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)" مجھے اپنی امت پر گمراہ اماموں کا خوف ہے۔ اور جب ان میں ایک بار تلوار پڑ گئی تو قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی۔ اور اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائیں اور کچھ قبیلے بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔ اور عنقریب میری امت میں کذاب اور جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے' ان کی تعداد تیس ہو گی' ان میں سے ہر ایک کا دعوی ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔ ابن عیسیٰ نے کہا: حق پر غالب رہے گا۔ ان کا کوئی مخالف ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا فیصلہ آ جائے گا۔

تشریح:

اس حدیث میں امت میں پائے جانے والے مختلف فتنوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آپس میں ہی لڑائی کر کے اور خانہ جنگی کا شکار ہو کر ہلاک ہوں گے۔ اسی طرح گمراہ کن حکمران بھی پائے جائیں گے اور کچھ قبائل اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہرائیں گے۔

آخر میں ختم نبوت کے خلاف فتنے کا ذکر فرمایا کہ جھوٹے ہوں گے مگر نبوت کا دعوی کریں گے۔ ہمارے ہاں فتنۂ مرزائیت اور قادیانیت ختمِ نبوت کے خلاف بہت بڑا فتنہ ہے، اس سے قبل جتنے جھوٹے لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا تھا ان کے فتنوں کی سرکوبی کر کے ان کو ختم کر دیا گیا تھا۔ مگر جھوٹے مرازائی قادیانی کا فتنہ آہستہ آہستہ پھیلتا چلا جارہا ہے۔ اسی لیے ہمیں عقیدۂ ختم نبوت کو صحیح معنوں میں سمجھنا چاہیئے اور پھر ڈٹ کا ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے، اس کے لیے ضروری ہے کہ کتب، رسائل کا مطالعہ کرنا چاہیئے، علماء کرام اور دانشوروں کی تقاریر سننا چاہیئے، جہاں ختم نبوت کورس یا سیمینار ہو اس میں شرکت کرنی چاہیئے، تاکہ ان کے فتنوں سے آگاہ ہو کر ان سے بچا جاسکے۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

---

(1)صحيح مع الذهبي: المستدرك، الرقم(8390)، 496/4.

﴿قیامت﴾

ذرہ برابر عزت نہیں:

(**175**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةٍ قَالَ قَالَ:« إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا۔

تشریح:

جسامت کے لحاظ سے بھاری ہوگا نیک عمل نہ ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔ یا وہ شخص دنیوی جاہ وجلال تو بہت رکھتا تھا مگر قیامت کے دن اپنے بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھے گا۔

جج بننا:

(**176**) عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِي الْعَدْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاعَةٌ يَتَمَنَّى أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي تَمْرَةٍ قَطُّ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قاضی (جج) پر قیامت کے دین ایسا لمحہ ضرور آئے گا کہ وہ تمنا کرتے ہوئے کہے گا کہ کاش اس نے محض ایک کھجور پر بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔

---

(1)صحيح البخاري، الرقم(4729)، 93/6. صحيح مسلم، الرقم(2785)، 2147/4.

(2)مسند أحمد، الرقم(24464)، 10/41. كنز العمال، الرقم(14988)، 93/6.

تشریح:

آج جج، پنچائتی اور ثالث بننے کو نہایت ہی آسان سمجھا جاتا ہے، اس پر فخر کیا جاتا ہے۔ اور رشتہ دار، دوست احباب سمجھتے ہیں کہ اب آسانی ہو گئی ہے: کیونکہ جج اپنا ہے۔

حکم حدیث: حسن الاسناد[1]۔

قیامت کے دن گواہان:

(**177**) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ هَذَا الْحَجَرُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ، يَشْهَدُ عَلَى مَنْ يَسْتَلِمُهُ بِحَقٍّ»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن یہ پتھر (حجرِ اسود) ضرور اس حال میں حاضر ہو گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور اس کی زبان ہو گی جس سے وہ بولے گا۔ جس نے اسے حق کے ساتھ چوما ہو گا اس کے حق میں گواہی دے گا۔

---

(1)قال الهيثمي:" رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ". مجمع الزوائد، الرقم(6986)، 192/4.

(2)سنن ابن ماجه، الرقم(2944)، 982/2. مسند أحمد، الرقم(2643)، 392/4. سنن الدارمي، الرقم(1881)، 1160/2.

تشریح:

احادیث مبارکہ میں اس عظیم جنتی پتھر کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اسی لیے ہر عمرہ کرنے والے اور حج کرنے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے بوسہ دے کر اس شرف سے فیض یاب ہو جائے۔

حکم حدیث: حسن[1]۔

(178) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: « أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِ مِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ»[2].

ترجمہ: ایک شخص نے مُہار والی ایک اونٹنی اللہ کے راستے میں صدقہ میں دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن (اس ایک اونٹنی کے بدلہ میں) سات سو مہار والی اونٹنیوں کے (ثواب) کے ساتھ آئے گا۔

تشریح:

بندۂ مؤمن کے اجر کو اللہ تعالیٰ اس کی نیت اور خلوص کی بنیاد پر زیادہ سے زیادہ اجر عطا فرماتا ہے۔ ایک نیکی پر سات گنہ اجر، دس گنہ اجر، سات سو گنہ اجر

---

(1)حديث حسن وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم. فتح الغفار الجامع، الرقم(3152)، 1020/2.

(2)صحيح مسلم، الرقم(1892)، 1505/3. سنن النسائي، الرقم(3187)، 49/6.

بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر دیتا ہے۔ مگر اس کے لیے اخلاص، رب کی رضا کا ہونا ضروری ہے۔

آخرت میں عذاب:

(**179**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَوْمٌ لَيْسَ عَلَى وُجُوهِهِمْ لَحْمٌ أَخْلَقُوها فِي الدُّنْيَا بِالْمسأَلَةِ فَمَنْ فَتَحَ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنْهَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایسی قوم ضرور آئے گی کہ ان کے چہروں پر گوشت نہیں ہو گا کیونکہ انہوں نے بھیک مانگنے کو اپنا شعار بنالیا ہو گا، پس جس نے اپنے آپ پر بھیک مانگنے کا دروازہ کھولا تو اللہ تعالی اس سے بے پرواہ ہے اور وہ اس پر تنگ دستی کا دروازہ کھول دے گا۔

تشریح:

صحت مند انسان چاہے وہ خواجہ سرا ہو یا کوئی اوراس کو کسی سے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کے لئے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا ناجائز و حرام ہے۔ اور ان کو دینا بھی فعل حرام پر مدد ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

علامہ حصکفی در مختار میں لکھتے ہیں:" (ولا) يحل أن (يسأل) من القوت (من له قوت يومه) بالفعل أو بالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرم".

---

(1)كنز العمال، الرقم(16742)، 505/6. شعب الإيمان، الرقم(3248)، 167/5.

ترجمہ: یہ حلال نہیں کہ آدمی کسی سے روزی وغیرہ کا سوال کرے جبکہ ان کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو یا اس میں اس کے کمانے کی طاقت موجود ہو جیسے تندرست کمائی کرنے والا، اور اسے دینے والا گنہگار ہو تا ہے اگر اس کے حال کو جانتا ہے کیونکہ حرام پر اس نے مدد کی[1]۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:" قوی تندرست قابل کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو دینا گناہ ہے کہ ان کا بھیک مانگنا حرام ہے اور ان کو دینے میں اس حرام پر مدد ہے، اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں (محنت کریں) اور کوئی پیشہ حلال اختیار کریں"[2]۔

صدر الشریعہ بد الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:" جس کے پاس اس دن کے کھانے کے لئے موجود ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ سائلوں اور گداگروں نے اس طرح پر جو مال حاصل کیا اور جمع کیا وہ خبیث مال ہے"[3]۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[4]۔

---

(1)الدر المختار، 354/2، دار الفكر بيروت.

(2)فتاوى رضوية، 363/23، رضا فاؤنديشن لاهور.

(3)بهار شريعت، 270/2، مكتبه رضويه كراتشي.

(4) ضعيف وللحديث أطراف. الجامع الكبير، الرقم(18091)، 192/7: جامع الأحاديث، الرقم(19249)، 218/18.

(**180**) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدَرِيِّ قَالَ قَالَ:« سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ قَدِ احْتَرَقُوا وَكَانُوا مِثْلَ الْحُمَمِ فَلَا يَزَالُ أَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّونَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتَّى يَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حَمِيلَةِ السَّيْلِ»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب جہنم سے ایسی قوم نکلے گی جو جل چکے ہوں گے یہاں تک کہ کوئلہ ہو جائیں گے، پھر جنتی ان پر پانی چھڑکتے رہیں گے تو وہ ویسے ہی اگیں گے جیسے سیلاب کی مٹیوں میں دانہ اگتا ہے، پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

تشریح:

گناہ گار مسلمان کی بخشش اللہ تعالی کی مشیت پر ہے، وہ چاہے تو بخش دے اور جنت میں بھیج دے چاہے تو گناہوں کی سزا کے بعد جنت میں داخل فرمادے۔ یہ وہ مسلمان ہوں گے کہ جن کو ان کے گناہوں کی سزا دی جائے گی پھر ان کو بہترین حالت میں جنت بھیجا جائے گا۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد[2]۔

في سنن الترمذي بسند حسن صحيح عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ:« يُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ فِي النَّارِ حَتَّى يَكُونُوا فِيهَا حُمَمًا ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ فَيُخْرَجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلَى أَبْوَابِ الجَنَّةِ قَالَ: فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ أَهْلُ

---

(1)مسند أحمد، الرقم(11732)، 260/18. مسند أبي يعلى، الرقم(1254)، 447/2. كنز العمال، الرقم(39441)، 512/14.

(2)محقق شعيب الأرنؤوط على مسند أحمد، الرقم(11732)، 260/18.

الجَنَّةِ الْمَاءَ فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الغُثَاءُ فِي حِمَالَةِ السَّيْلِ ثُمَّ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ»(1).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جہنم میں عذاب دیئے جائیں گے، یہاں تک کہ کوئلہ ہو جائیں گے، پھر ان پر رحمت الٰہی سایہ فگن ہو گی تو وہ نکالے جائیں گے اور جنت کے دروازے پر ڈال دیئے جائیں گے'۔ آپ نے فرمایا:' جنتی ان پر پانی چھڑکیں گے تو وہ ویسے ہی اگیں گے جیسے سیلاب کی مٹیوں میں دانہ اگتا ہے، پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

(181) عَنْ عَبْدِ اللهِ بِنْ عَمْرٍو قَالَ قَالَ:« سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللَّهِ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی، زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دار ہجرت کو اختیار کیے ہوں گے۔ اور (قرب قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی، اللہ عزوجل بھی

---

(1)سنن الترمذي، الرقم(2597)، 294/4.

(2)سنن أبي داود، الرقم(2482)، 4/3. المستدرك للحاكم، الرقم(8558)، 556/5. مسند أحمد، الرقم(6952)، 541/11. شرح السنة للبغوي، الرقم(4008)، 209/14.

انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔

تشریح:

جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ منافق اور کافر کو حرمین شریفین سے نکال دیا جائے گا، اس میں صرف سچا اور پکا مؤمن رہے گا، اور فتنے سے بچنے کے لیے یہ دونوں شہر ہی بچیں گے، اس کے علاوہ پوری دنیا میں فتنہ پھیل چکا ہو گا۔ پھر جن لوگوں کو اُس دور میں حرمین شریفین سے نکال دیا جائے گا وہ بدترین قوم ہو گی اور بدترین لوگوں کے ساتھ ان کا حشر ہو گا۔

حکمِ حدیث: صحیح[1]۔

﴿متفرقات﴾

بیت المقدس کی فضیلت:

(**182**) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ:« وَلَيأتيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ وَلَقيدُ سَوْطِ الرَّجُلِ حَيثُ يَرَى مِنْهُ بيت المقْدِسِ خَيرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْيا جَميعًا»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنے کوڑے کی طاقت سے بیت المقدس دیکھے گا اور یہ ان کے لئے تمام دنیا سے بہتر ہو گا۔

(1)صحيح مع الذهبي. المستدرك، الرقم(8558)، 556/5.
(2)كنز العمال، الرقم(34932)، 257/12.

تشریح:

اس میں مسجدِ اقصی بیت المقدس کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں تین مسجدیں یعنی مسجدِ حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی کی زیارت کی فضیلت آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:« صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ»(1).

ترجمہ: مرد کی نماز اس کے گھر ایک نماز کا ثواب ہے، محلے کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر ثواب ہے، جامع مسجد میں ایک سو پچاس نمازوں کا ثواب ہے، مسجدِ اقصی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے، میری مسجد نبوی شریف میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور مسجدِ حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:« مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَا تَأَخَّرَ – أَوْ – وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ»(2).

---

(1)سنن ابن ماجه، الرقم(1413)، 453/1.

(2)سنن أبي داود، الرقم(1714)، 143/2.

ترجمہ: جس نے حج یا عمرے کا احرام مسجد اقصی سے مسجد حرام تک باندھا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہے۔

حکمِ حدیث: صحیح الاسناد[1]۔

جہنم سے نجات اور حالات:

(183) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى جَهَنَّمَ يَوْمٌ تَصْفِقُ أَبْوَابَهَا مَا فِيْهَا مِنْ أُمَّةِ محمدٍ أَحَدٌ».

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم پر ایسا دن ضرور آئے گا کہ جب جہنم کا فرشتہ اس کا دروازہ کھولے گا تو امتِ محمدیہ میں سے کوئی شخص بھی جہنم میں نہیں ہو گا۔

تشریح:

کیونکہ جو مسلمان ہو گا وہ بالآخر جنت میں ضرور جائے گا، جہنم میں وہ اپنے گناہوں کی سزا پائے گا اور جہنم میں اس کی سزا اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق ہو گی کہ اس کو کتنا عرصہ اور کون سی سزا دی جائے؟

حکمِ حدیث: صحیح بالمعنی[2]۔

---

(1)قال السيوطي:"البيهقى فى شعب الإيمان، والطبرانى فى الأوسط عن أبى ذر، ورجاله رجال الصحيح". الجامع الكبير، الرقم(15257)، 476/5.

(2) قال الألباني:" ومعنى الحديث صحيح إن كان المراد بـ " أمة محمد " فيه أمة الإجابة لا أمة الدعوة". سلسة الأحاديث الضعيفة، 71/2.

(**184**) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ:« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى جَهَنَّمَ يَوْمٌ كَأَنَّهَا زَرْعٌ هَاجَ وَاحْمَرَّ تَخْفُقُ أَبْوَابُهَا»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: جہنم پر ایسا دن ضرور آئے گا کہ اس کی آگ اتنی بھڑکے گی کہ سرخ ہو جائے گی اور جہنم کے دروازے پگھلنے لگیں گے۔

تشریح:

اس میں جہنم کی آگ کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالی ہم سب کو عذابِ نار اور عذابِ قبر سے بھی محفوظ فرمائے۔

حکمِ حدیث: قابلِ عمل[2]۔

حدیث گھڑنا:

(**185**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا بِهِ أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ»[3].

---

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(7989)، 247/8. كنز العمال، الرقم(39505)، 526/14.

(2)قال الهيثمي:" رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ جَعْفَرُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ". مجمع الزوائد، الرقم(18449)، 360/10.

(3)صحيح مسلم، الرقم(6)، 12/1. مسند أحمد، الرقم(8267)، 19/14. صحيح ابن حبان، الرقم(6766)، 168/15.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباء نے، تم اس قماش کے لوگوں سے دور رہنا۔

تشریح:

اس حدیث میں حدیث گھڑنے کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ ایسی ایسی حدیثیں تمہیں سننے کو ملیں گی کہ وہ نہ کسی محدّث نے سنی ہوں گی نہ ان کی کتب میں موجود ہوں گی اور نہ ہی ان کی علماء کرام توثیق کریں گے، لہذا ایسے لوگوں سے دور رہنے اور بچنے کا حکم ہے۔ ہمارے ہاں جو مقررین من گھڑت حدیثیں بیان کرتے ہیں، شعلہ بیانی سے لوگوں کو رلاتے ہیں مگر دین کی روح اور اصلاحی بیان نہیں کرتے تو ایسے مقررین سے بچنا چاہئے۔ ان سے بچنا اس وقت ہی ممکن ہو گا کہ جب ہمارے کان لچھے دار اور سریلی آواز سننے کی عادت سے بیزار ہو جائیں گے۔ لہذا ہمیں علماءِ کرام کو ترجیح دینی چاہئے، اگرچہ ان کا انداز سادہ ہوتا ہے مگر دین کی سمجھ اور جن مسائل کی ضرورت ہے اور جن کا جاننا ہم پر فرض بھی ہے وہ بتا کر اور عقیدہ مضبوط کر کے جاتے ہیں۔

(**186**) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ:« سَيَأْتِيكُمْ عَنِّي أَحَادِيثُ مُخْتَلِفَةٌ فَمَا جَاءَكُمْ مُوَافِقًا لِكِتَابِ اللهِ وَلِسُنَّتِي فَهُوَ مِنِّي وَمَا جَاءَكُمْ مُخَالِفًا لِكِتَابِ اللهِ وَلِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي»[1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس میری طرف منسوب مختلف احادیث بیان کی جائیں گی۔ پس جو قرآن اور میری سنت کے مطابق ہو وہ میری طرف سے ہو گی اور جو قرآن اور میری سنت کے مخالف ہو گی وہ میری حدیث نہیں ہو گی۔

تشریح:

یہاں پر من گھڑت حدیث کے متعلق ایک قاعدہ بیان فرمادیا کہ جو حدیث قرآن وسنت کے صریح خلاف ہو اس میں تاویل وتطبیق کا کوئی پہلو نہ ہو تو اس حدیث کو ترک کر دیا جائے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[2]۔

اہل بیت کی محبت:

(**187**) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:« كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيَّ سَيَكُونُ

---

(1)سنن الدار قطني، الرقم(4473)، 370/5. الكفاية في علم الرواية، ص 630. مسند الفردوس، الرقم(3456)، 321/2.

(2)قال ابن ملقن:" صَالح هَذَا هُوَ الطلحي الواهي قَالَ النَّسَائِيّ: مَتْرُوك". تذكرة المحتاج لابن ملقن، ص 29.

فِي أُمَّتِنَا قَوْمٌ يَنْتَحِلُونَ حُبَّنَا أَهْلُ الْبَيْتِ لَهُمْ نَبَزٌ يُسَمُّونَهُ الرَّافِضَةُ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ»[1].

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں رسول اللہ کے پاس تھا اور آپ کے پاس حضرت علی بھی بیٹھے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی عنقریب ہماری امت میں ایک قوم ہو گی جو اہل بیت کی محبت میں اپنے آپ کو منسوب کریں گے اور ان کے عجیب القاب ہوں گے ان کو رافضی کہا جائے گا، پس تم ان کو قتل کر دینا بے شک وہ مشرک ہوں گے۔

تشریح:

یہ قوم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت میں حد سے بڑھ گئی تھی، ان کو ابتدائی دور میں شیعانِ علی کہا جاتا تھا، مگر یہ آہستہ آہستہ گمراہ ہوتی چلی گئی، حتی کہ ان کے چند ایسے عقائد ہیں جو کہ صریح کفر ہیں مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نبی علیہ السلام سے زیادہ مقام اور مرتبہ دینا، قرآن کو ناقص ماننا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگا تھا نعوذ باللہ اس کو سچ ماننا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنا اور یہ کہ حضرت جبریل نبوت کے اعلان کی وحی لے کر حضرت علی کے پاس آرہے تھے مگر بھول کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے۔ یہ سارے کفریہ عقائد ہیں۔ پھر ان

(1)المعجم الكبير للطبراني، الرقم(12998)، 242/12. حلية الأولياء، 95/4. كنز العمال، الرقم(1128)، 223/1.

میں کچھ ایسے ہیں جو نعوذ باللہ صحابہ کرام کو گالی دیتے ہیں، ان کے مرتد ہونے کے قائل ہیں ایسے لوگ بدترین گمراہ ہیں۔ اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں، یہ بھی گمراہ ہیں، لہذا ان سب سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہئے۔

حکم حدیث: حسن الاسناد[1]۔

(**188**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« الأَزْدُ أَزْدُ اللهِ فِي الأَرْضِ يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَضَعُوهُمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلاَّ أَنْ يَرْفَعَهُمْ ولَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ الرَّجُلُ: يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا يَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً»[2].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ازد (اہل یمن) زمین میں اللہ کے شیر ہیں، لوگ انہیں گرانا چاہتے ہیں اور اللہ انہیں اٹھانا چاہتا ہے، اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی کہے گا، کاش! میرا باپ ازدی ہوتا، کاش میری ماں! ازدیہ ہوتی۔

تشریح:

ان میں جہاد کا جذبہ ہو گا، تبھی لوگ ان کے خاندان میں سے ہونے کی خواہش کریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ اچھے کام میں اس طرح کی خواہش کرنا جائز ہے۔

حکم حدیث: قابلِ عمل[1]۔

---

(1)قال الهيثمي:" رواه الطبراني وإسناده حسن". مجمع الزوائد، الرقم(16434)، 22/10.

(2)سنن الترمذي، الرقم(3937)، 218/4. كنز العمال، الرقم(33977)، 57/12.

(**189**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ:« سَيَقْدَمُ عَلَيْكُمْ قَوْمٌ هُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا لِلْإِسْلَامِ مِنْكُمْ قَالَ: فَقَدِمَ الْأَشْعَرِيُّونَ مِنْهُمْ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ جَعَلُوا يَرْتَجِزُونَ وَجَعَلُوا يَقُولُونَ»(2).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسی قوم آئے گی جن کے دل تمہاری بنسبت اسلام کے لئے زیادہ نرم ہوں گے، پھر قبیلہ اشعری کے لوگ آئے اور ان میں حضرت ابو موسی اشعری تھے، جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو وہ جھومتے ہوئے اور ذکر کرتے ہوئے آئے۔

تشریح:

اس میں حضرت ابو موسی اشعری جو جلیل القدر صحابی ہیں ان کی اور ان قبیلے کے لوگوں کی شان بیان کی گئی ہے۔

حکم حدیث: صحیح الاسناد(3)۔

---

(1)حديث غريب. سنن الترمذي، الرقم(3937)، 218/4.

(2)مسند أحمد، الرقم(13334)، 48/21.

(3)صحيح الإسناد. محقق شعيف الأنؤوط على مسند أحمد، الرقم(13334)، 48/21.

کتابیات

صحاح ستہ کے علاوہ بقیہ تمام کتبِ احادیث وغیرہ الف بائی کی ترتیب سے درج ہیں۔ اول کتاب کا نام، پھر مصنف کا نام، کنیت، لقب، تاریخِ وفات اور کتاب کے ناشر کا نام درج کیا گیا ہے۔

قرآن و تفسیر:

1. **قرآنِ پاک.**
2. تفسير الدر المنثور: عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي(ت911هـ) دار الفكر بيروت.
3. الجامع لأحكام القرآن: محمد بن أحمد أبو عبد الله شمس الدين القرطبي(ت671هـ) دار الكتب المصرية، القاهرة.

کتبِ احادیث:

4. صحيح البخاري: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري(ت256هـ) دار طوق النجاة.
5. صحيح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري(ت261هـ) دار إحياء التراث العربي، بيروت.
6. سنن الترمذي: محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي(ت279هـ) دار الغرب الإسلامي بيروت.
7. سنن أبي داود: سليمان بن الأشعث أبو داود السِّجِسْتاني(ت275هـ) المحقق شعيب الأرنؤوط، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت/ دار الرسالة العالمية.

8. سنن النسائي: أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائي(ت303هـ) مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب.
9. سنن ابن ماجه: محمد بن يزيد أبو عبد الله ابن ماجة القزويني(ت 273هـ) المحقق محمد فؤاد عبد الباقي، شعيب الأرنؤوط، دار إحياء الكتب العربية/ دار الرسالة العالمية.
10. الإبانة الكبرى: عبيد الله بن محمد أبو عبد الله ابن بَطَّة العكبري(ت387هـ) دار الراية للنشر والتوزيع، الرياض.
11. إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: أحمد بن أبي بكر أبو العباس شهاب الدين الكناني الشافعي(ت840هـ) دار الوطن للنشر، الرياض.
12. إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة: أحمد بن علي أبو الفضل ابن حجر العسقلاني(ت852هـ) مجمع الملك فهد، المدينة المنورة.
13. الترغيب في فضائل الأعمال: عمر بن أحمد أبو حفص ابن شاهين (ت385هـ) دار الكتب العلمية، بيروت لبنان.
14. الترغيب والترهيب: إسماعيل بن محمد أبو القاسم قوام السنة(ت535هـ) دار الحديث، القاهرة.
15. الترغيب والترهيب: عبد العظيم بن عبد القوي أبو محمد زكي الدين المنذري(ت656هـ) دار الكتب العلمية، بيروت.
16. جامع الأحاديث (ويشتمل على جمع الجوامع للسيوطى والجامع الأزهر وكنوز الحقائق للمناوى، والفتح الكبير للنبهانى)، طبع على نفقة: د حسن عباس زكى.

17. جامع الأصول في أحاديث الرسول: المبارك بن محمد أبو السعادات ابن الأثير الجزري(ت606ھ) المحقق عبد القادر الأرنؤوط، مكتبة دار البيان.
18. الجامع الصغير زيادته: عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي(ت911ھ) الكتاب الإكتبروني في المكتبة الشاملة مع أحكام الأحاديث لمحمد ناصر الدين الألباني(ت1420ھ).
19. جامع العلوم والحكم: عبد الرحمن بن أحمد الحنبلي(ت795ھ) مؤسسة الرسالة بيروت.
20. الجامع الكبير: عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي(ت911ھ) الأزهر الشريف القاهرة.
21. جامع المسانيد والسنن: إسماعيل بن عمر أبو الفداء الدمشقي (ت774ھ) دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت.
22. الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: أحمد بن علي أبو بكر الخطيب البغدادي(ت463ھ) مكتبة المعارف، الرياض.
23. جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد: محمد بن محمد المغربي المالكي(ت1094ھ) مكتبة ابن كثير، الكويت.
24. الجهاد: عبد الله بن المبارك أبو عبد الرحمن(ت181ھ) الدار التونسية تونس.
25. حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: أحمد بن عبد الله أبو نعيم الأصبهاني(ت430ھ) السعادة، مصر.
26. خلق أفعال العباد: محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري(ت 256ھ) دار المعارف السعودية، الرياض

27. ذخيرة الحفاظ: مُحَمَّد بن طاهر أبو الفضل ابن القيسراني(ت507ھ) دار السلف، الرياض.

28. الزهد: أحمد بن مُحَمَّد بن حنبل أبو عبد الله الشيباني(ت241ھ) دار الكتب العلمية، بيروت.

29. الزهد: سليمان بن الأشعث أبو داود السِّجِسْتاني(ت275ھ) دار المشكاة للنشر والتوزيع، حلوان.

30. الزهد: عبد الله بن المبارك أبو عبد الرحمن(ت181ھ) دار الكتب العلمية، بيروت.

31. السنة: أحمد بن عمرو، أبو بكر بن أبي عاصم الشيباني(ت287ھ) المكتب الإسلامي، بيروت.

32. سنن الدار قطني: علي بن عمر أبو الحسن الدار قطني(ت385ھ) مؤسسة الرسالة، بيروت.

33. السنن الصغير: أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي(ت458ھ) جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي.

34. السنن الكبرى: أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي(ت458ھ) دار الكتب العلمية بيروت.

35. السنن الواردة في الفتن: عثمان بن سعيد أبو عمرو الداني(ت444ھ) دار العاصمة، الرياض.

36. شرح السنة: محيي السنة، الحسين بن مسعود أبو مُحَمَّد البغوي(ت 516ھ) المكتب الإسلامي، دمشق.

37. شرح مشكل الآثار: أحمد بن مُحَمَّد أبو جعفر الطحاوي(ت321ھ) مؤسسة الرسالة بيروت.

38. شرف أصحاب الحديث: أحمد بن علي أبو بكر الخطيب البغدادي (ت463هـ) دار إحياء السنة النبوية أنقرة.

39. شعب الإيمان: أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي(ت458هـ) مكتبة الرشد للنشر والتوزيع الرياض.

40. صحيح ابن حبان: مُحَمَّد بن حبان أبو حاتم البُستي(ت354هـ) المحقق شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت.

41. الضعفاء الكبير: مُحَمَّد بن عمرو أبو جعفر العقيلي(ت322هـ) دار المكتبة العلمية بيروت.

42. طبقات علماء افريقية: مُحَمَّد بن أحمد أبو العرب التميمي الإفريقي (ت 333هـ) دار الكتاب اللبناني، بيروت.

43. علل الحديث: عبد الرحمن بن مُحَمَّد أبو مُحَمَّد الرازي ابن أبي حاتم (ت 327هـ) مطابع الحميضي.

44. العلل المتناهية في الأحاديث الواهية: عبد الرحمن بن علي أبو الفرج جمال الدين الجوزي(ت597هـ) إدارة العلوم الأثرية، فيصل آباد، باكستان.

45. فتح الغفار الجامع: الحسن بن أحمد الصنعاني(ت1276هـ) دار عالم الفوائد.

46. الفتح الكبير: عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي(ت 911هـ) دار الفكر بيروت.

47. الفردوس بمأثور الخطاب: شيرويه بن شهردار أبو شجاع الديلميّ (ت 509هـ) دار الكتب العلمية بيروت.

48. القضاء والقدر: أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي(ت458هـ) مكتبة العبيكان الرياض.

49. كتاب الفتن: نعيم بن حماد أبو عبد الله المروزي(ت228هـ) مكتبة التوحيد القاهرة.

50. كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: علي بن حسام الدين علاء الدين الشاذلي الهندي(ت975هـ) مؤسسة الرسالة بيروت.

51. الكنى والأسماء: مُحَمَّد بن أحمد أبو بِشْر الدولابي(تف310هـ) دار ابن حزم بيروت.

52. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: علي بن أبي بكر أبو الحسن نور الدين الهيثمي(ت807هـ) دَارُ المَأْمُون لِلتُّرَاثِ/ مكتبة القدسي، القاهرة.

53. المحدث الفاضل بين الراوي والواعي: الحسن بن عبد الرحمن أبو مُحَمَّد الرامهرمزي(ت360هـ)، دار الفكر بيروت.

54. المستدرك على الصحيحين: مُحَمَّد بن عبد الله أبو عبد الله الحاكم النيسابوري(ت405هـ) دار الكتب العلمية بيروت.

55. مسند أبي داود الطيالسي: سليمان بن داود أبو داود الطيالسي (ت 204هـ) دار هجر مصر.

56. مسند أبي يعلى: أحمد بن علي أبو يعلى الموصلي(ت307هـ) المحقق حسين سليم أسد، دار المأمون للتراث دمشق.

57. مسند أحمد: أحمد بن مُحَمَّد بن حنبل أبو عبد الله الشيباني(ت241هـ) المحقق شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة.

58. مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: أحمد بن عمرو أبو بكر البزار (ت292هـ) مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة.

59. مسند الحارث: الحارث بن مُحَمَّد أبو مُحَمَّد ابن أبي أسامة(ت282هـ) مركز خدمة السنة والسيرة النبوية المدينة المنورة.

60. مسند الشاميين: سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبراني(ت360هـ) مؤسسة الرسالة بيروت.

61. مشكاة المصابيح: مُحَمَّد بن عبد الله الخطيب التبريزي(ت741هـ) المكتب الإسلامي بيروت.

62. مصنف ابن أبي شيبة: عبد الله بن مُحَمَّد أبو بكر بن أبي شيبة العبسي (ت235هـ) المحقق كمال يوسف الحوت، مكتبة الرشد الرياض.

63. مصنف عبد الرزاق: عبد الرزاق بن همام أبو بكر الصنعاني(ت 211هـ) المجلس العلمي الهند.

64. المطالب العالية: أحمد بن علي أبو الفضل ابن حجر العسقلاني(ت: 852هـ) المحقق مجموعة من الباحثين في 17 رسالة جامعية، دار العاصمة للنشر والتوزيع.

65. المعجم الأوسط: سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبراني(ت360هـ) دار الحرمين القاهرة.

66. المعجم الصغير: سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبراني(ت360هـ) المكتب الإسلامي دار عمار بيروت.

67. المعجم الكبير: سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبراني(ت360هـ) مكتبة ابن تيمية القاهرة،

68. المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة: مُحَمَّد بن عبد الرحمن أبو الخير شمس الدين السخاوي(ت902هـ) دار الكتاب العربي بيروت.

69. موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان: علي بن أبي بكر أبو الحسن نور الدين الهيثمي(ت807هـ) دار الثقافة العربية، دمشق.

70. نهاية المراد من كلام خير العباد: عبد الغني بن عبد الواحد أبو مُحَمَّد تقي الدين المقدسي(ت600هـ) الشبكة الإسلامية.

71. نوادر الأصول في أحاديث الرسول: مُحَمَّد بن أبو عبد الله الحكيم الترمذي(ت320هـ) دار الجيل بيروت.

شروحِ حدیث:

72. التيسير بشرح الجامع الصغير: زين الدين مُحَمَّد عبد الرؤوف بن تاج العارفين المناوي القاهري(ت1031هـ) مكتبة الإمام الشافعي الرياض.

73. فتح الباري: أحمد بن علي أبو الفضل ابن حجر العسقلاني(ت 852هـ) دار المعرفة بيروت.

74. مرآة المناجيح: أحمد يار خان نعيمي بن مُحَمَّد يار خان بدايوني(ت1391هـ) المدينة لائبريري، كراچي.

75. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: علي بن مُحَمَّد أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري(ت1014هـ) دار الفكر بيروت.

76. مصباح الزجاجة شرح ابن ماجه: عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي(ت911هـ) قديمي كتب خانة كراتشي.

کتبِ تخریج وعلومِ حدیث:

77. أنيس الساري في تخريج أحاديث فتح الباري: نبيل بن منصور أبو حذيفة الكويتي، مؤسَّسَة السَّماحة، مؤسَّسَة الريَّان، بيروت.

78. تخريج أحاديث إحياء علوم الدين: العِراقي (806 هـ)، ابن السبكي (771 هـ)، الزبيدي (1205 هـ) دار العاصمة للنشر الرياض.

79. تذكرة المحتاج إلى أحاديث المنهاج: عمر بن علي أبو حفص ابن الملقن(ت804هـ) المكتب الإسلامي بيروت.

80. سلسة الأحاديث الضعيفة: مُحَمَّد ناصر الدين بن الحاج أبو عبد الرحمن الألباني(ت1420هـ) دار المعارف، الرياض.

81. كشف الخفاء ومزيل الإلباس: إسماعيل بن مُحَمَّد العجلوني (ت1162هـ) مكتبة القدسي القاهرة.

82. الكفاية في علم الرواية: أحمد بن علي أبو بكر الخطيب البغدادي (ت 463هـ) المكتبة العلمية المدينة المنورة.

83. النافلة في الأحاديث الضعيفة والباطلة: أبو إسحاق الحويني الأثري حجازي مُحَمَّد شريف، دار الصحابة للتراث.

کتب فقہ وغیرہ:

84. تعظيم الفتيا: عبد الرحمن بن علي أبو الفرج جمال الدين الجوزي(ت 597هـ) الدار الأثرية.

85. جامع بيان العلم وفضله: يوسف بن عبد الله أبو عمر النمري القرطبي(ت463هـ) دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية.

86. رد المحتار: مُحَمَّد أمين بن عمر ابن عابدين الحنفي(ت1252هـ) دار الفكر، بيروت.

87. شرح أصول الخمسة: القاضي عبد الجبار بن أحمد أبو الحسن المعتزلي(ت415هـ) مكتبة وهبة.

88. فتاوى رضوية: أحمد رضا بن نقي علي خان إمام أهل السنة(1340هـ) رضا فاؤنديشن لاهور.